حقوقِ والدین الموسوم

ماں باپ کی خدمت

مرتبہ

عالم فقری

پیغام القرآن چاہ میراں لاہور

Marfat.com

Marfat.com

حقوقِ والدین الموسوم

ماں باپ کی خدمت

مرتبہ

عالم فقری

ادارہ پیغام القرآن چاہ میراں لاہور

297.5
ح 204
97011

جملہ حقوق بنام اللہ تعالیٰ آزاد ہیں۔

نام کتاب ——— ماں باپ کی خدمت

موضوع ——— حقوقِ والدین

مؤلف ——— عالم فقری

اشاعت ——— ۱۹۹۷ء

تعداد ——— ۱۱۰۰

ناشر ——— ادارہ پیغام القرآن چاہ میراں۔ لاہور

پروف ریڈنگ ——— شیخ نعیم احمد

زیرِ اہتمام ——— محمد افضال

طابع ——— اشتیاق پرنٹرز، لاہور

قیمت ———

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	۱۔ ماں باپ سے حسنِ سلوک	۷
۱	حکم الٰہی	۷
۲	والدین کا شکر ادا کیے بغیر اللہ کا شکر ادا نہیں ہو سکتا	۹
۳	والدین کے دس حقوق	۱۰
۴	حسنِ سلوک کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان	۱۱
۵	ماں باپ سے حسنِ سلوک کرو تمھاری اولاد تم سے حسنِ سلوک کرے گی	۱۲
۶	گھر میں آتے جاتے ماں باپ کو سلام کرنا	۱۲
۷	صاحبِ مروّت کون ہے؟	۱۲
۸	آدمی کی سعادت	۱۳
۹	والدین سے نرم گفتگو	۱۳
۱۰	کسی کے والدین کو گالی دینا	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	اپنے ماں باپ کو گالی دینے کے مترادف ہے	۱۴
۱۱	حکایت	۱۶
۱۲	بوڑھے ماں باپ کی خدمت کی تلقین	۱۶
۱۳	حدیثِ جبریلؑ	۱۹
	۲۔ اطاعتِ والدین	۲۳
۱	ارشادِ الٰہی	۲۳
۲	والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟	۲۶
۳	اگر گناہ کا کام نہ ہو تو والدین کی اطاعت کی جائے	۲۶
۴	والدین کا کہنا ماننا	۲۷
۵	حکایت	۳۰
۶	والدین کے ساتھ بھلائی کی صورتیں	۳۱
	۳۔ باپ کا مقام	۳۳

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	اللہ تعالیٰ کا فرمان	۴۳
۲	باپ بہشت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے	۴۴
۳	والد کا ادب واحترام	۴۵
۴	اولاد پر والد کے احسانات	۴۶
۵	والد کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے	۴۷
۶	باپ کی رضا رب کی رضا ہے	۴۷
۷	مقروض والد کے قرض کی ادائیگی	۴۸
۸	حکایت	۴۹
۹	والدین کا قرض ادا کرنا حسنِ سلوک میں سے ہے۔	۴۰
۱۰	روزِ قیامت ابراروں میں شمولیت	۴۰
۱۱	والد کی اطاعت کا واقعہ	۴۰
۱۲	والد کے دوستوں سے اچھے سلوک کی تاکید	۴۰
۱۳	شرفِ مسلمانی کا حق	۴۳
۱۴	حکایت	۴۳
۱۵	حکایت	۴۴
۱۶	حکایت	۴۷
۱۷	والد کی گستاخی پر احساس	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	ندامت کا صلہ	۴۸
۱۸	حکایت	۴۹
۱۹	حکایت	۴۹
۲۰	باپ کے کہنے پر عمل نہ کرنا پریشانی کا باعث بنا	۵۳
	۴۔ والدہ کی خصوصی تعظیم	۶۰
۱	حکمِ قرآن	۶۰
۲	حکایت	۶۲
۳	حسنِ سلوک کی سب سے زیادہ حقدار ماں ہے	۶۳
۴	جنت ماں کے قدموں تلے ہے	۶۸
۵	چھوٹے بچے کا ماں کے پاس رہنے کا حق	۷۰
۶	رضاعی والد کا مقام	۷۲
۷	ماں کی بہن سے حسنِ سلوک	۷۳
۸	حکایت	۷۵
۹	والدہ کی خدمت کا صلہ جنت ہے	۷۸
۱۰	ماں کے راضی ہونے سے اللہ کا راضی ہونا	۷۸
۱۱	حقیقی ماں کا جذبۂ ایثار	۷۹
۱۲	حضرت اویس قرنیؒ کو عشقِ رسولﷺ	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	کا مقام والدہ کی خدمت سے ملا	۷۹
۱۳	ماں کی فرمانبرداری کا صلہ	۸۰
۱۴	والدہ کی دعا کا اثر	۸۱
۱۵	حکایت	۸۱
۱۶	ماں کی صالح نیت کا صلہ	۸۳
۱۷	حضرت شاہ رکن عالم کی ایک نوجوان کو نصیحت	۸۴
۱۸	حکایت	۸۵
	۵۔ والدین کے خرچ کا اہتمام	۸۸
۱	ارشادِ الٰہی	۸۸
۲	بیٹے کی کمائی سے والدین کو کھانے کا حق	۸۹
	۶۔ ماں باپ کی خدمت کا صلہ	۹۲
۱	شکرانِ نعمت	۹۳
۲	والدین سے شفقت کے سلوک کا صلہ حج مبرور ہے	۹۴
۳	والدین سے حسنِ سلوک عمر و رزق میں برکت کا باعث ہے	۹۵
۴	والدین سے حسنِ سلوک کرنے کا درجہ	۹۶
۵	جنت کی خوشبو پانچ سو سال کے سفر کی دوری سے پائی جاتی ہے	۹۶
۶	والدین سے حسنِ سلوک کی بنا پر غار سے پتھر ہٹ جانے کا واقعہ	۹۶
۷	والدین سے حسنِ سلوک کا صلہ جنت ہے۔	۹۹
۸	والدین سے نیکی کرنا درازیِ عمر کا سبب بنتا ہے	۱۰۰
۹	بیٹے کے حق میں والدین کی دعا کی قبولیت کا واقعہ	۱۰۰
۱۰	حکایت	۱۰۱
	۷۔ نافرمانی کی مذمت	۱۰۳
۱	والدین کی نافرمانی گناہِ کبیرہ ہے،	۱۰۳
۲	فرمانبردار کے لیے جنت اور نافرمان کے لیے جہنم	۱۰۵
۳	نافرمانی کی سزا کا زندگی میں مل جانا	۱۰۶
۴	عمل کرنے کے لیے دس باتوں والی حدیث	۱۰۷

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۵	ماں کی نافرمانی حرام ہے	۱۰۸		**۸۔ مرحوم والدین کی خدمت**	۱۱۶
٦	والدہ کی بددعا کا خمیازہ	۱۰۹	۱	مرحوم والدین کے لیے دعائے مغفرت	۱۱۷
۷	نافرمان کی کوئی عبادت قبول نہیں	۱۱۱	۲	والدہ کے لیے طلبِ مغفرت	۱۲۱
۸	حکایت	۱۱۱	۳	والدین کے ایصالِ ثواب کے لیے نماز اور روزہ	۱۲۲
۹	داناؤں کا قول	۱۱۲	۴	فوت شدہ والدین کی طرف سے حج	۱۲۳
۱۰	اولاد کو نافرمانی کا موقع نہ دینا بہتر ہے	۱۱۲	۵	مرحوم والدین کے لیے صدقہ کرنا	۱۲۵
۱۱	ماں باپ کے قاتل کے لیے سخت ترین عذاب	۱۱۲	٦	والدین کے عہد و وصیت کو پورا کرنا	۱۲۸
۱۲	نافرمان کو موت کے وقت کلمہ کا نصیب نہ ہونا	۱۱۳	۷	حکایت	۱۳۱
۱۳	والدہ کی نافرمانی پر عذابِ قبر	۱۱۴			
۱۴	ناخلف بیٹا	۱۱۴			

Marfat.com

ماں باپ سے حُسنِ سلوک

اللہ تعالیٰ نے ماں باپ سے حُسنِ سلوک کے لیے "احسان" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ "احسان" حسن سے بنا ہے جس کا مطلب بھلائی اور نیکی ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہر شخص اپنے ماں باپ سے نیکی سے پیش آئے۔ یعنی ان کے لیے جو کام بھی کرے اس سے انھیں فائدہ پہنچے نقصان نہ ہو۔

حکمِ الٰہی ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۝

اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ اور والدین اور قریبی رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی ہمسایوں اور دور کے ہمسایوں اور پاس بیٹھنے والوں اور مسافروں اور جو تمھاری ملکیت میں ہوں، سب سے احسان کرو بے شک اللہ بڑائی مارنے والوں، تکبّر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(پ ۵، نساء: ۳۶)

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے پہلے لوگوں کو حکم دیا ہے کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور صرف میری عبادت کرو۔ اس کے بعد یہ فرمایا ہے کہ والدین کے ساتھ احسان کرو کیونکہ تمام رشتے ماں باپ کے ذریعے سے ہیں۔ اللہ کا انسان پر تو حق یہ ہے کہ انسان اس کو پکارے اس کا ذکر کرے اور والدین کا حق یہ ہے

Marfat.com

کہ ان کی خدمت کی جائے۔ ان کی خوراک، لباس، صحت اور رہائش کا بندوبست کیا جائے۔ اگر والدین سے کبھی کوئی دنیاوی نقصان ہو جائے تو ان پہ ناراض نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ خوشگوار انداز میں ٹال دیا جائے۔

بعض اللہ والوں کا کہنا ہے کہ بعض اولیاء کو اللہ کی معرفت کا راستہ صرف والدین سے حسنِ سلوک کی بنا پہ ملا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ہر وقت، والدین سے حُسنِ سلوک سے پیش آنے کی دعا مانگتے رہنی چاہیئے۔ ایک اور مقام پہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِيْ ۚ وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ ۖ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

اور جس نے اپنے ماں باپ کے سامنے اُف کہا، کیا تم مجھے دھمکی دیتے ہو کہ مجھے قیامت کے روز نکالا جائے گا۔ حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی صدیاں گزر چکی ہیں مگر کوئی زندہ نہ ہوا۔ اور اس کے ماں باپ اللہ سے فریاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں خرابی ہو تیری: ایمان لے آ۔ بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں (پ ۲۶ - احقاف: ۱۷)

اس آیت سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ماں باپ کے سامنے اُف نہیں کہنا چاہیئے کیونکہ اس آیت کا شانِ نزول بتاتا ہے کہ یہ آیت کسی ایسے آدمی کے بارے میں اتری ہے جس نے والدین کے سامنے اُف کہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے آنے والے لوگوں کو تنبیہ کردی کہ ماں باپ کا مقام بہت بلند ہے لہٰذا ان کی شان میں اف تک بھی نہ کہا جائے۔

مشہور فقیہ حضرت ابواللیث سمرقندیؒ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں والدین کے احترام اور حقوق کی تاکید نہ بھی فرماتے تو عقلاً بھی ان باتوں کا وجوب معلوم ہوتا ہے۔

Marfat.com

اور ہر عقلمند پر واجب ہے کہ وہ اپنے والدین کا احترام اور ان کے حقوق کی پابندی کرے۔ لیکن اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام کتابوں (توراۃ، انجیل، زبور، فرقان) میں بھی اسے ضروری قرار دے دیا تو اور بھی زیادہ اہم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام کتابوں میں یہ حکم ارشاد فرمایا۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام کو احترام والدین اور ان کے ادائے حقوق کی وحی اور وصیت فرمائی۔ (تنبیہ الغافلین)

والدین کا شکر ادا کیے بغیر اللہ کا شکر ادا نہیں ہو سکتا

کہتے ہیں کہ تین آیتیں تین کے ساتھ ملی ہوئی نازل ہوئی ہیں۔ جن میں سے کوئی بھی دوسری کے بغیر قبول نہیں۔

پہلی آیت یہ ہے:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ⁘ نمازوں کی پابندی کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔

سو جو شخص نماز پڑھتا ہے اور زکوٰۃ نہیں دیتا اس کی نماز بھی قبول نہیں۔

دوسری آیت یہ ہے:

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ⁘ اور تم اللہ کا کہا مانو اور رسولؐ کا کہا مانو

سو جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور رسولؐ کی اطاعت نہ کرے، وہ قبول نہ ہوگی۔

تیسری آیت یہ ہے:

اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ ⁘ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کیا کر۔

سو جو شخص اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے لیکن والدین کا نہیں کرتا تو اس کا اللہ کا شکر کرنا بھی قبول نہیں۔

اس کی تائید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پاک سے ہوتی ہے کہ والدین کی لعنت اولاد کی جڑ کاٹ دیتی ہے جبکہ وہ ان کی حق تلفی کرتے ہوں۔ سو جو کوئی اپنے والدین کو راضی کرتا ہے وہ اپنے خالق کو راضی کرتا ہے اور جس نے اپنے والدین کو ناراض کیا اس نے اپنے خالق کو ناراض کیا۔ جس نے اپنے والدین کو یا دونوں میں سے کسی

Marfat.com

ایک کو پالیا اور ان کے ساتھ حسن سلوک نہ کیا وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھی دور ہوگا۔

والدین کے دس حقوق

کہتے ہیں کہ بیٹے پر والدین کے دس حق ہیں:

۱: ان کو کھانے کی ضرورت ہو تو کھانا کھلائے۔

۲: کپڑے کی ضرورت ہو تو کپڑا پہنائے جبکہ اسے ان باتوں کی قدرت ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ:

وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۔ اور ان کے ساتھ دنیا میں خوبی سے بسر کرنا

کی تفسیر میں یہی منقول ہے۔ فرماتے ہیں کہ معروف طریقے کی مصاحبت یہ ہے کہ وہ بھوکے ہوں تو انہیں کھانا کھلائے، ننگے ہوں تو کپڑا پہنائے۔

۳: جب ان میں سے کسی ایک کو خدمت کی ضرورت ہو تو خدمت کرے۔

۴: جب وہ بلائیں تو حاضر خدمت ہو اور جواب دے۔

۵: جب اسے کسی بات کا حکم دیں تو اطاعت کرے جبکہ حکم کسی معصیت یا غیبت وغیرہ کا نہ ہو۔

۶: ان کے ساتھ نرم گفتگو کرے اور سخت کلامی اختیار نہ کرے۔

۷: ان کو نام لے کر نہ پکارے۔

۸: ان کے پیچھے پیچھے چلا کرے

۹: ان کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہو ان کے لیے وہی ناپسند سمجھے جو اپنے لیے ناپسند ہو۔

۱۰: جب اپنے لیے دعا کرے تو ان کے لیے بھی مغفرت کی دعا کرے۔

اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام کی حکایت میں فرماتے ہیں:

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ ۔ اے میرے رب! میری مغفرت کر دیجیے اور میرے ماں باپ کی بھی۔

اور ایسے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منقول ہے:

Marfat.com

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝

اے ہمارے رب! میری مغفرت کر دیجیے اور میرے ماں باپ کی اور کل مومنین کی حساب قائم ہونے کے دن

حسنِ سلوک کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

والدین سے اچھا سلوک ان اعمال میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حسبِ ذیل ہے:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضؓ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى؟ قَالَ الصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا قُلْتُ ثُمَّ اَيُّ؟ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَيُّ قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۝

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، خدا کے نزدیک کونسا کام زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا وقت پر نماز ادا کرنا۔ میں نے پوچھا پھر کونسا کام؟ آپؐ نے فرمایا والدین کے ساتھ بھلائی کرنا۔ میں نے کہا پھر کونسا؟ آپؐ نے فرمایا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا (بخاری شریف)

اس حدیث میں چند ان کاموں کا ذکر کیا گیا ہے جو اللہ کے نزدیک بہت افضل ہیں۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا بھی انھی افضل کاموں میں سے ہے۔

ایک اور روایت میں یہی بات یوں بیان ہوئی ہے کہ ایک آدمی آپؐ کی خدمت میں آیا اور کہا میں جہاد کی تمنا رکھتا ہوں مگر چند مجبوریوں کی بنا پر معذور ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تمھارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ عرض کی کہ میری ماں زندہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ سے توفیق مانگ کر ماں سے حسن سلوک کرتا رہ تجھے حج، عمرہ اور جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب ملے گا۔ (طبرانی)

فرمانِ نبویؐ ہے کہ والدین سے نیکی، نماز، روزہ، صدقہ، حج، عمرہ اور راہِ خدا

Marfat.com

میں جہاد کرنے سے افضل ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایسے شخص کا مجلس نبوی (کے قریب) سے گزر ہوا جس کا جسم دبلا پتلا تھا اس کو دیکھ کر حاضرین نے کہا کاش یہ جسم اللہ کی راہ (یعنی جہاد) میں دبلا ہوتا۔ یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شاید اپنے بوڑھے ماں باپ پر محنت کرتا ہوا اور ان کی خدمت میں لگنے اور ان کے لیے روزی کمانے کی وجہ سے دبلا ہو گیا ہو۔ اگر ایسا ہے تو وہ فی سبیل اللہ ہے (پھر فرمایا کہ) شاید وہ چھوٹے بچوں پر محنت کرتا ہو (یعنی ان کی خدمت، پرورش اور ان کے لیے رزق مہیا کرنے میں دبلا ہو گیا ہو اگر ایسا ہے تو وہ فی سبیل اللہ ہے (پھر فرمایا کہ) شاید وہ اپنے نفس پر محنت کرتا ہوا ور اپنی جان کے لیے محنت کرتا ہو اور اپنی جان کے لیے محنت کر کے روزی کماتا ہو تا کہ اپنے نفس کو لوگوں سے بے نیاز کر دے (اور مخلوق سے سوال نہ کرنا پڑے) اگر ایسا ہے تو وہ بھی فی سبیل اللہ ہے۔ (بیہقی)

ماں باپ سے حسنِ سلوک کرو تمھاری اولاد تم سے حسنِ سلوک کرے گی

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم دوسرے لوگوں کی عورتوں سے پرہیز کر کے پاکدامن رہو ایسا کرنے سے تمھاری عورتیں پاکدامن رہیں گی۔ تم اپنے باپوں سے حسنِ سلوک کرو ایسا کرنے سے تمھارے بیٹے تمھارے ساتھ حسنِ سلوک کریں گے اور جس شخص کے پاس اس کا اسلامی بھائی معذرت خواہی کے لیے آئے تو اس کی معذرت قبول کرے خواہ وہ حق پر ہو یا ناحق پر۔ اگر ایسا نہ کیا (یعنی معذرت قبول نہ کی)، تو وہ میرے حوض (کوثر) پر نہ آئے گا۔ (مستدرک حاکم ج ۴)

گھر میں آتے جاتے ماں باپ کو سلام کہنا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ مروان نے انھیں اپنا خلیفہ بنا دیا تھا اور وہ ذوالحلیفہ میں تھے۔ ان کی والدہ ماجدہ دوسری جگہ ایک گھر میں مقیم تھیں۔ جب وہ گھر سے نکلنے کا ارادہ فرماتے تو دروازے کے پاس کھڑے ہوتے

Marfat.com

اور کہتے اے اماں جان! السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! تو وہ جواباً وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فرماتیں۔ پھر ابوہریرہ رضی کہتے اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق وبسیط وبیحد آپ پر رحم فرمائے جس طرح آپ نے بچپن میں مجھ پر رحم فرمایا، اور میری پرورش فرمائی۔ اور وہ فرماتیں اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود ومطلق و بسیط وبے حد) تم پر رحم فرمائے جیساکہ تم نے میرے ساتھ بڑھاپے میں نیکی کا سلوک کیا۔ پھر جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ گھر واپس لوٹتے تو اسی طرح کہتے تھے۔ (الادب المفرد)

صاحبِ مروّت کون ہے؟

فضیل بن عیاض رحؒ فرماتے ہیں کہ وہ شخص مروت میں کامل ہے جو والدین سے حسنِ سلوک کرتا ہے۔ رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتا ہے، اپنے بھائیوں کا احترام کرتا ہے۔ اہل و عیال سے اور خدام سے حسنِ سلوک رکھتا ہے اور اپنے دین کی حفاظت اور مال کی اصلاح کرتا ہے۔ ضرورت سے زائد ہو تو خرچ کرتا ہے، زبان کی نگرانی کرتا ہے اپنے گھر میں جما رہتا ہے یعنی اپنے کام میں لگا رہتا ہے۔ فضول لوگوں کی مجلس میں نہیں جاتا۔

آدمی کی سعادت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ چار چیزیں انسان کی سعادت میں شمار ہوتی ہیں۔ ۱۔ بیوی نیک ہو، ۲۔ اولاد فرمانبردار ہو، ۳۔ دوست احباب نیک ہوں، ۴۔ رزق اپنے ہی شہر میں ہو۔

والدین سے نرم گفتگو

حضرت طیلسۃ بن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے جنگ دولاں میں بعض گناہ سرزد ہوئے جو مجھے گناہِ کبیرہ ہی معلوم ہوتے تھے۔ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے وہیں ان کا ذکر کیا۔ انھوں نے فرمایا وہ گناہ کیا ہیں؟ میں نے کہا یہ یہ ہیں، فرمایا یہ تو گناہِ کبیرہ نہیں ہیں۔ گناہِ کبیرہ تو نو ہیں۔ ۱۔ شرک کرنا۔ ۲۔ کسی جان کو قتل کرنا، ۳۔ میدانِ جہاد سے بھاگنا، ۴۔ شریف عورت پر زنا کا الزام لگانا۔ ۵۔ سود کھانا، ۶۔ یتیم کا مال کھانا، ۷۔ مسجد میں

Marfat.com

الحاد، (دین کا) مذاق اڑانا، بیٹے کی نافرمانی جس کی وجہ سے ماں باپ رو پڑیں (الادب المفرد)

زندگی کا دارومدار کہنے اور کرنے پر ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کہہ ہی دی ہے کہ ماں باپ سے حسنِ سلوک کرو تو پھر اسے تسلیم کر کے اچھا سلوک کرنا ہی چاہیئے۔ ماضی کو مت دیکھ، حال میں مگن ہو۔ ماضی میں اگر والدین کے ساتھ حسن سلوک میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو آج ہی سے اس کا ازالہ شروع کر دو اور والدین کو راضی کر کے اللہ کو راضی کر لو۔

کسی کے والدین کو گالی دینا اپنے ماں باپ کو گالی دینے کے مترادف ہے

دینِ اسلام نے والدین کے احترام کو اس حد تک ملحوظ خاطر رکھا ہے کہ کسی کے والدین کو بھی گالی دینے کی اجازت نہیں دی۔ یعنی دوسروں کے والدین کی بھی عزت کی جائے اور انھیں بھی احترام کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ ماں باپ کو گالی دینا گناہِ کبیرہ ہے اور اس کی سزا جہنم ہوگی اس لیے ماں باپ کو گالی دینے سے منع فرمایا ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهُ فَيَسُبُّ اُمَّهُ ۞

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہوں سے ہے لوگ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! کیا کوئی آدمی اپنے ماں باپ کو بھی گالیاں دیتا ہے؟ فرمایا ہاں آدمی دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ یہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔ (مسلم)

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوئی کہ اپنے ماں باپ کو گالی دینا اور ان کو برا کہنا

Marfat.com

تو گناہ کبیرہ ہے ہی لیکن جو شخص کسی کے ماں باپ کو گالی دے کر اپنے ماں باپ کو گالی دلوائے اور ان کو برا کہلوانے کا سبب بنے وہ بھی گناہ کبیرہ کا مرتکب قرار دیا جائے گا۔ کیونکہ اگر وہ اس شخص کے ماں باپ کو گالی نہ دیتا تو وہ شخص بھی اس کے ماں باپ کو گالی نہ دیتا لہذا جب وہ اپنے ماں باپ کو گالی دینے کا باعث بنا تو گویا اس نے خود گالی دی اور والدین کو گالی دینا والدین کی نافرمانی اور سرکشی میں داخل ہے جو حرام ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ اَنْ يَّلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ يَلْعَنُ اَبَا الرَّجُلِ فَيَلْعَنُ اَبَاهُ وَيَلْعَنُ اُمَّهٗ فَيَلْعَنُ اُمَّهٗ

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بہت ہی بڑے گناہوں سے ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت کرے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہؐ! آدمی اپنے والدین پر کیسے لعنت کرتا ہے؟ فرمایا کہ کسی آدمی کے باپ پر لعنت اور وہ اس کے باپ پر لعنت کرے۔ یہ کسی کی ماں پر لعنت کرے اور وہ اس کی ماں پر لعنت کرے۔

(ابوداؤد)

ماں باپ پر لعنت کرنے کا مطلب یہ بھی ہے کہ وہ ایسے کام کرتا ہے جس سے اس کے ماں باپ پر لعنت کی جاتی ہے تو گویا اس نے ہی ان پر لعنت کی ہے۔

گالی ہر حال میں بری ہے کیونکہ گالی میں جسم کے چھپے ہوئے حصوں کو دہرایا جاتا ہے جس سے انسان کی توجہ نیکی کی طرف سے ہٹتی ہے اور برائی کی طرف مائل ہوتی ہے اس لیے گالی سے خواہ مخواہ اپنے آپ کو گناہوں کی وادی میں لے جانا عقلمندی نہیں۔ اس لیے اے میرے دوست! گالی دینے کا کیا فائدہ۔ گالی نہ دینے میں انسانی فلاح کا راز ہے اور اخلاق کی سربلندی ہے۔

غصہ انسان کو گالی کی طرف مائل کرتا ہے لہذا تو غصہ چھوڑ دے، خندہ پیشانی سے ہر کسی سے پیش آ۔ یاد رکھ! اللہ کی رحمت سے گالی دینے کی طرف کبھی رغبت

Marfat.com

پیدا نہ ہو گی۔

حکایت ایک دفعہ ہارون الرشید کا ایک بیٹا غصے میں بھرا ہوا باپ کے پاس آیا اور کہا کہ فلاں سپاہی کے لڑکے نے مجھے ماں کی گالی دی ہے۔ تو ہارون الرشید نے ارکانِ دولت سے پوچھا کہ ایسے آدمی کو کیا سزا دینی چاہیئے؟ ایک نے زبان کاٹنے کی رائے دی اور دوسرے نے جائداد کی ضبطی اور ملک بدر کرنے کی سزا تجویز کی اور ایک نے اس کے قتل کا مشورہ دیا۔ ہارون الرشید نے بیٹے سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے بیٹے! اگر تو اسے معاف کر دے تو تیری مہربانی ہے اور اگر تو اسے گالی دے گا تو اس طرح بدلہ تو لے لیا جائے گا مگر یہ اللہ کے رسولؐ کو ناپسند ہے اس لیے تمھارے لیے بہتر یہی ہے کہ تو صبر کر لے اور اللہ سے جزا کا طالب رہے۔

نہ مردست آں بنزدیک خردمند — کہ با پیلِ دماں پیکار جوید
بلے مرد آنکس ست از روئے تحقیق — کہ چوں خشم آیدش باطل نگوید

(عقلمند کے نزدیک مرد وہ نہیں جو مست ہاتھی سے لڑے۔ ہاں تحقیق کی رو سے مرد وہ ہے کہ جب اس کو غصہ آئے تو فحش باتیں نہ کرے۔)

بوڑھے ماں باپ کی خدمت کی تلقین بڑھاپا ہر شخص پر ایک نہ ایک دن آ کے رہنا ہے۔ اس عمر میں انسان کا جسم کمزور ہو جاتا ہے۔ کام کرنے کے لیے وہ طاقت نہیں رہتی جو جوانی میں ہوتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر یہ حکم دیا ہے کہ والدین جب بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کی ہر لحاظ سے خدمت کرنی چاہیئے اور ان کی خوراک، لباس اور رہائش کا خصوصاً اہتمام کرنا چاہیئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا	اور آپ کے رب نے حکم دیا ہے کہ اس کے
اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ	سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور والدین کے
اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ	ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ والدین میں

Marfat.com

أَنْ يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝

سے اگر تمھاری موجودگی میں کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کے سامنے اُف تک نہ کہو اور انھیں مت جھڑکو اور ان سے نرمی سے بات کرو۔ اور ان پر مہربان ہو کر عاجزی کے بازو جھکا دے اور اپنے رب سے دعا کرو کہ جس طرح انھوں نے مجھ پر بچپن میں رحم کیا ایسے ہی تو ان پر رحم فرما۔

(پ ۱۵ ۔ بنی اسرائیل ۲۳ تا ۲۴)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو حکم دیا ہے کہ خدائے وحدہٗ لاشریک کے سوا کسی کی پرستش نہ کی جائے ۔ اس اہم اور عظیم الشان فرمان کے معًا بعد جو دوسرا حکم دیا جارہا ہے وہ ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنے کے متعلق ہے جب ماں باپ جوان ہوں اور اپنی ضروریات کے خود کفیل ہوں اس وقت تو بچے عموماً ان کے فرمانبردار ہوتے ہیں کیونکہ وہ ان کے دست نگر ہوتے ہیں لیکن جب بڑھاپا آتا ہے ، صحت بگڑنے لگتی ہے تو وہ خود روزی کمانے سے قاصر ہو جاتے ہیں اور اولاد کے سہارے کے محتاج ہو جاتے ہیں ۔ اس وقت سعادت مند اولاد کا فرض ہے کہ ان کی خدمت گزاری اور دلجوئی کے لیے اپنی کوششیں وقف کر دے اگر مرض طول پکڑ جائے اور ان کا مزاج چڑچڑا ہو جائے اور وہ بات بات پر خفا ہونے لگیں تو ان حالات میں بھی ان کی ناز برداری میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھے اور خبردار کہیں اکتا کر یا ان کی خفگی سے آشفتہ خاطر ہو کر تیری زبان سے اُف نکلے بلکہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے بوڑھے والدین کی خدمت کا موقع دیا ہے تو اسے غنیمت سمجھے ۔ ان کے علاج معالجہ اور ان کو آرام و آسائش پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے ۔ جب ان سے کلام کرے تو سخت کلامی سے بچے بلکہ ایسے محبت بھرے انداز سے ہم کلام ہو کہ ان کے دل کا کنول کھل جائے ان کا دل خوش اور آنکھیں روشن

ہوں اور وہ بے اختیار دعا دیں۔

حق بات تو یہی ہے کہ بوڑھے والدین کی خدمت کر اور اسی حق کی تائید کر کے خود عمل پیرا ہو جا۔ بوڑھے ماں باپ کی دعاؤں میں بڑا اثر ہوتا ہے اس لیے یہ وقت کھونا نہیں چاہیئے۔ اکثر لوگوں کی زندگی میں رزق کی فراوانی اور خوش حالی بوڑھے والدین کی دعاؤں ہی سے آتی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خاک آلود ہو ناک اس شخص کی، خاک آلود ہو ناک اس شخص کی، خاک آلود ہو ناک اس شخص کی (یعنی آپؐ نے تین مرتبہ گویا یہ بددعا فرمائی کہ وہ شخص ذلیل و خوار ہو) پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! وہ کون شخص ہے (جس کے حق میں بددعا فرمائی جا رہی ہے) آپ نے فرمایا وہ شخص جو اپنے والدین میں سے کسی ایک یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت میں پائے اور پھر جنت میں داخل نہ ہو یعنی جس شخص کے ماں باپ یا دونوں میں سے کوئی ایک بڑھاپے کی حالت میں ہو اور وہ شخص ان کی خدمت کر کے ان کو راضی نہ کرے تو وہ انتہائی بدقسمت ہے۔ کیونکہ خصوصیت سے بوڑھے ماں باپ کی خدمت کرنا بڑے اجر کی بات ہے اور جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے۔ حدیث کا متن یہ ہے:

عَنْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ قِيْلَ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ ٭

(حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی ناک خاک آلودہ ہو۔ اس کی ناک خاک آلودہ ہو، عرض کی گئی یا رسول اللہؐ! کس کی؟ فرمایا کہ جو بڑھاپے کی حالت میں اپنے والدین کو پائے دونوں میں سے ایک کو یا دونوں کو، اور پھر بھی جنت میں داخل نہ ہو۔)

(مسلم)

والدین بڑی عمر کے ہو جائیں اور ان کے بول و براز تک اٹھانے کی ضرورت پڑے

Marfat.com

تو ایسے وقت میں ناک نہ چڑھاؤ۔ منہ ترش نہ کرو کیونکہ وہ تیرے بچپن میں بول و براز اٹھاتے رہے ہیں اور بکثرت اس حال کو دیکھتے رہے ہیں۔

جو شخص بوڑھے لوگوں کا احترام نہ کرے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے والا نہیں ہوگا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بوڑھے لوگوں کا بے حد احترام کیا کرتے تھے اور یہی بات آپؐ نے امت کو فرمائی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا وَیَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم و شفقت نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے۔ نیکی اور بھلائی کا حکم نہ دے اور بدی و برائی سے منع نہ کرے۔ (ترمذی)

ایک اور حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر اپنی عزت اور تعظیم کروانا چاہتے ہو تو بوڑھے لوگوں کی عزت کرو۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَکْرَمَ شَابٌّ شَیْخًا مِّنْ اَجَلِ سِنِّہٖ اِلَّا قَیَّضَ اللّٰہُ لَہٗ عِنْدَ سِنِّہٖ مَنْ یُّکْرِمُہٗ۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھی جوان کسی بوڑھے شخص کی اس کے بڑھاپے کے سبب تعظیم کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے کے وقت کسی ایسے شخص کو متعین کر دیتا ہے جو اس کی تعظیم کرتا ہے (ترمذی)

ان دونوں حدیثوں میں بوڑھے لوگوں کی عزت کے بارے میں کہا گیا ہے مگر یاد رہے کہ عام بوڑھے لوگوں کی جب عزت کا حکم دیا گیا تو بوڑھے والدین کا مقام تو ان سے کہیں بڑھ کر ہے۔

حدیثِ جبریلؑ | حدیثِ جبریلؑ میں بوڑھے والدین کی خدمت کے لیے بہت

Marfat.com

تاکید کی گئی ہے۔ حدیث پاک یہ ہے:

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْضُرُوا الْمِنْبَرَ فَحَضَرْنَا فَلَمَّا ارْتَقٰى دَرَجَةً قَالَ اٰمِيْنَ فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ قَالَ اٰمِيْنَ فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ اٰمِيْنَ فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَا كُنَّا نَسْمَعُهٗ ۔ قَالَ اِنَّ جِبْرِيْلَ عَرَضَ لِيْ فَقَالَ بَعُدَ مَنْ اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهٗ قُلْتُ اٰمِيْنَ! فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّانِيَةَ قَالَ بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ قُلْتُ اٰمِيْنَ فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّالِثَةَ قَالَ بَعُدَ مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ الْكِبَرَ اَوْ اَحَدُهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ اٰمِيْنَ

حضرت کعب بن عجرہ رض کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہو جاؤ۔ ہم لوگ حاضر ہو گئے۔ جب حضور نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین! جب دوسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین! جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین! جب آپ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے (منبر پر چڑھتے ہوئے) ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جبریل میرے سامنے آئے تھے (جب میں نے پہلے درجہ پہ قدم رکھا) تو انھوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی۔ میں نے کہا آمین! پھر جب میں دوسرے درجہ پہ پہنچا تو انھوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے۔ میں نے کہا آمین! جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انھوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص، جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچے اور وہ اس کو

Marfat.com

جنت میں داخل نہ کرائیں۔ میں نے کہا آمین! (بخاری شریف)

اللہ تعالیٰ کے سب سے مقرب فرشتے حضرت جبریل علیہ السلام ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور انھوں نے آکر آپؐ کے حضور تین باتیں کیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر آمین کہہ کر مستجابیت پر مہر ثبت کر دی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان تینوں چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس ارشاد میں کہا گیا ہے کہ اول نمبر پر وہ آدمی بدقسمت ہے کہ جس پر رمضان المبارک گزر جائے اور اس کی بخشش نہ ہو۔ یعنی رمضان المبارک رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ ہے اور اس میں اللہ کی رحمت بارش کی طرح برستی ہے لہذا اللہ کی رحمت اور برکت سے مستفید ہونے کے لیے کثرتِ عبادت کی ضرورت ہے مگر جو شخص عبادت کی بجائے گناہوں اور برائیوں میں مبتلا رہے وہ رمضان المبارک کے فیوض و برکات سے محروم رہے گا اور اس طرح اس کے گناہوں کی بخشش نہ ہو گی لہذا غور کرنا چاہیئے کہ رمضان سے بڑھ کر مغفرت کے لیے اور کونسا وقت ہو گا تو پھر مغفرت سے محروم شخص کی ہلاکت میں کیا تامل ہے۔

دوسرا وہ شخص بدبخت ہے جس کے سامنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک لیا جائے اس وقت آپ پر درود پڑھنا واجب ہے اور جو آدمی آپ پر درود نہ بھیجے وہ بخیل ہے۔ درود پاک کی بہت فضیلت ہے چنانچہ جو شخص ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے اللہ اس پر اپنی رحمتوں کا نزول فرماتا ہے اس کے لیے فرشتے دعا کرتے ہیں۔ اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اس کے درجات میں بلندی ہوتی ہے۔ آخرت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی شفاعت فرمائیں گے، اس کے علاوہ درود شریف سے رزق کی تنگی اور فاقہ دور ہوتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کے دربار میں تقربِ نصیب ہوتا ہے۔ دشمنوں پر مدد نصیب ہوتی ہے اور دل کی کدورتوں سے صفائی ہوتی ہے۔ لوگ درود پڑھنے والوں سے محبت کرتے ہیں اس لیے فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے کہ ایک مرتبہ عمر بھر میں درود شریف کا پڑھنا عملاً فرض ہے۔

Marfat.com

تیسرا وہ شخص بدبخت ہے جس کے بوڑھے والدین میں سے دونوں یا ایک موجود ہوں اور وہ ان کی اس قدر خدمت نہ کرے کہ جس کی وجہ سے جنت کا مستحق ہوسکے والدین کے حقوق کی بھی بہت تاکید کی گئی ہے لہذا مباح امور میں ان کی اطاعت ضروری ہے اس لیے ان کی بے ادبی نہیں کرنی چاہیئے اگرچہ وہ مشرک ہوں۔ اپنی آواز کو ان کی آواز سے اونچی نہ کریں، ان کا نام لے کر نہ پکاریں۔ کسی کام میں ان سے پیش قدمی نہ کریں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں نرمی کریں اگر قبول نہ کریں توسلوک کرتا رہے اور ہدایت کی دعا کرتا رہے۔ غرض ہر بات میں ان کا بہت احترام ملحوظ رکھے۔

مولانا ظفر علی خان نے اس مبارک حدیث کا مفہوم اپنے اشعار میں یوں بیان کیا ہے

اک دن نبی ؐ نے حلقۂ احباب میں یہ لفظ — دہرائے تین بار کہ ناک اس کی کٹ گئی
اصحاب ؓ نے کہا کہ یہ کم بخت کون ہے — توقیر جس کی حضرت باری میں گھٹ گئی
ارشاد یوں ہوا کہ وہ فرزندِ ناخلف — گھر جس کے جنت آئی اور آکر پلٹ گئی
ماں باپ کا جسے بڑھاپے میں ہو خیال — اس ناسعید بیٹے کی قسمت الٹ گئی

9<0 11

Marfat.com

اطاعتِ والدین

والدین کا ایک حق یہ ہے کہ ان کی زندگی بھر اطاعت کی جائے۔ اطاعت کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کے دائرہ میں جو بھی حکم دیں اسے تسلیم کیا جائے اور ان کا ہر کہنا مانا جائے بشرطیکہ وہ ایمان کے تقاضوں کے خلاف نہ ہو۔ اولاد کے لیے ماں باپ دونوں کی اطاعت لازم ہے کیونکہ انھوں نے اولاد کی پرورش کی۔ ان کی تربیت پر ہر لحاظ سے زر خرچ کیا۔ زندگی بھر ان کے حقوق پورے کیے اس لیے والدین جب بھی اولاد کو بلائیں تو اسے حاضر ہونا چاہیے۔

ارشادِ الٰہی | ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۔

آپ فرمائیے کہ آؤ میں تمھیں وہ چیزیں سناتا ہوں جو تمھارے رب نے تم پر حرام کی ہیں یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا اور والدین کے ساتھ احسان کرنا اور غربت کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا۔ ہم انھیں اور تمھیں رزق دیتے ہیں۔ بے حیائی کے ظاہر اور پوشیدہ کاموں کے پاس نہ جانا اور کسی شخص کو قتل نہ کرنا جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ بشرطیکہ حق کے ساتھ ہو۔ یہ باتیں ہیں جن کی تمھیں وصیت کی گئی ہے تاکہ تم عقل سے کام لو

(پ ۸، انعام: ۱۵۱)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ احسان کا جو حکم دیا ہے یہ لفظ اپنے معنوں کے لحاظ سے بڑا وسیع ہے۔ اطاعت کا مفہوم اس میں شامل ہے۔ اس آیت میں یہ بات قابلِ غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت و عبادت کے ساتھ، والدین کے ساتھ احسان کرنے کو متصل بیان فرمایا ہے جس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد بندوں کے حقوق میں سب سے مقدم حق انسان پر اس کے والدین کا ہے۔ ارشاد باری ہے:

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِى الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَىَّ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

اور اگر وہ تجھے مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ اس کو شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں ہے تو ان کا کہنا نہ ماننا اور دنیا میں ان کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنا اور اس کے راستے کی اتباع کرو جو میری طرف متوجہ ہے پھر تم نے میری طرف ہی واپس آنا ہے تو اس وقت جو تم کیا کرتے تھے میں اس سے تمھیں مطلع کردوں گا۔ (پ ۲۱، لقمان: ۱۵)

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ والدین کا ہر حکم مانا جائے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کے بارے میں کہیں تو ان کا یہ حکم نہ مانو کیونکہ ایسا کہنے سے وہ اپنی حد سے تجاوز کر رہے ہوں گے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ جب والدین اپنے خالق اور مالک کے سرکش ہوں اور شرک کے مرتکب ہوں تو ان سے قطع تعلق کر لیا جائے۔ اور کسی قسم کی اطاعت اور شفقت کا اظہار نہ کیا جائے لیکن اس حال میں بھی حکم دیا ہے کہ سوائے شرک کے ان کے تمام جائز احکام مانو، ان کے ساتھ حسنِ سلوک کے تمام تقاضے پورے کرو۔ وہ بیمار ہوں تو ان کی تیمارداری کرو۔ اگر علاج کروا سکتے ہو تو کرواؤ۔ اگر مفلس ہوں اور اولاد ان کا بوجھ اٹھا سکتی ہو تو اٹھائے غرضیکہ ان کا ادب اور احترام ہر حالت میں ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ ان کی زیادتیوں کے باوجود

Marfat.com

بھی اولاد کی طرف سے تلخ کلامی نہیں ہونی چاہیئے۔

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے میں اپنی ماں کی بہت خدمت کیا کرتا تھا اور ان کا پورا اطاعت گزار تھا۔ جب مجھے خدا تعالیٰ نے اسلام کی طرف ہدایت کی تو میری والدہ مجھ پر بہت بگڑیں اور کہنے لگیں، بچے! یہ نیا دین تو کہاں سے نکال لایا، سنو! میں تمھیں حکم دیتی ہوں کہ اس دین سے دست بردار ہو جاؤ ورنہ میں نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی اور یونہی بھوکی مر جاؤں گی۔ میں نے اسلام کو چھوڑا نہیں اور میری ماں نے کھانا پینا ترک کر دیا اور چاروں طرف سے مجھ پر آوازہ کشی ہونے لگی کہ یہ اپنی ماں کا قاتل ہے۔ میں بہت ہی دل میں تنگ ہوا، اپنی والدہ کی خدمت میں بار بار عرض کی، خوشامدیں کیں، سمجھایا کہ خدا کے لیے اپنی ضد سے باز آجاؤ، یہ تو ناممکن ہے کہ میں اس سچے دین کو چھوڑ دوں۔ اسی بحث میں میری والدہ پر تین دن کا فاقہ گزر گیا اور اس کی حالت بہت ہی خراب ہو گئی تو میں اس کے پاس گیا اور کہا میری اچھی امی جان سنو! تم مجھے میری جان سے زیادہ عزیز ہو لیکن میرے دین سے زیادہ عزیز نہیں ہو۔ واللہ ایک نہیں تمھاری ایک سو جانیں ہوں اور اسی بھوک پیاس میں ایک ایک کر کے سب نکل جائیں تو بھی میں آخری لمحہ تک اپنے سچے دین اسلام کو نہ چھوڑوں گا۔ اب میری ماں مایوس ہو گئی اور کھانا پینا شروع کر دیا۔ (تفسیر ابن کثیر۔ ج ۴)

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے اسی بات کو یوں دہرایا ہے:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ.

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی ہے اور وہ اگر تجھ سے میرے ساتھ شرک کرانے کی کوشش کریں جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا ہرگز نہ ماننا تم نے لوٹ کر میری طرف واپس آنا ہے تو میں تمھیں اس سے مطلع کر دوں گا جو تم کیا کرتے تھے۔ (پ ۲۰۔ عنکبوت: ۸)

Marfat.com

یہاں بھی یہی بتایا گیا ہے کہ اگر ماں باپ اللہ کے ساتھ شرک کرنے کا حکم دیں تو ان کا یہ کہنا نہ مانا جائے۔ باقی ہر طرح سے ان کی اطاعت کی جائے۔

اطاعتِ والدین کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چند احادیثِ مبارکہ مندرجہ ذیل ہیں:

والدین کا اولاد پر کیا حق ہے

انسانی زندگی کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ آخرت میں اسے نجات ملے۔ اس نجات کا بیشتر دارومدار ایمان اور عبادت کے ساتھ والدین کی اطاعت سے وابستہ ہے اگر والدین اولاد سے راضی ہو جائیں تو وہ جنت کا حقدار ہو جائے گی۔ اسے ایک حدیث پاک میں یوں بیان کیا گیا ہے:

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ ۔

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! والدین کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا کہ وہی تمہاری جنت و دوزخ ہیں۔ (ابن ماجہ)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ ماں باپ تمہارے لیے جنت کی راہ بھی آسان کر سکتے ہیں اور تمہیں دوزخ کا مستوجب بھی بنا سکتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا گیا کہ اولاد پہ ماں باپ کا حق یہ ہے کہ ان کی رضامندی اور خوشنودی کو بہر صورت ملحوظ رکھا جائے جو جنت میں جانے کا ذریعہ ہے اور ان کی نافرمانی سے اجتناب کیا جائے جو دوزخ میں جانے کا باعث ہے۔ حاصل یہ کہ اگر اطاعت و خدمت کے ذریعہ ماں باپ کو راضی اور خوش رکھو گے تو جنت میں جاؤ گے اور اگر نافرمانی و لاپروائی کے ذریعہ ماں باپ کو ناخوش و ناراض رکھو گے تو دوزخ میں ڈالے جاؤ گے۔

اگر گناہ کا کام نہ ہو تو والدین کی اطاعت کی جائے

حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نو ۹ باتوں کی وصیت فرمائی:

Marfat.com

۱: کسی کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا شریک نہ کرنا۔ تم ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جاؤ یا جلا دیے جاؤ۔

۲: کبھی بھی عمداً فرض نماز نہ چھوڑنا۔ جس نے عمداً نماز نہ چھوڑی اس سے (میری) ذمہ داری ختم ہو گئی۔

۳: کبھی بھی شراب نہ پینا یہ تمام برائیوں کی چابی ہے۔

۴: اپنے والدین کی اطاعت کرنا (ہر جائز کام میں) اگر یہ کہیں کہ دنیا چھوڑ دو تو ان کے لیے دنیا چھوڑ دینا۔

۵: والیانِ حکومت سے (خواہ مخواہ) جھگڑے نہ کرنا اگرچہ دیکھو کہ تم ہی تم ہو۔

۶: میدانِ جہاد سے نہ بھاگنا اگرچہ قتل، ہلاک (یعنی شہید) کر دیے جاؤ۔ اور تمہارے دوست بھاگ جائیں۔

۷: اپنے گھر والوں (بیوی بچوں) پر اپنے پاس سے وسعت کے مطابق خرچ کرنا۔

۸: اپنے اہل وعیال سے اپنی لاٹھی اٹھا کر مت رکھنا۔

۹: ان کو اللہ (کے احکام) کے بارے میں ڈر سناتے رہنا۔ (در منثور، ج۴)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص نے اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک نہیں کیا جس نے والدین کو تیز نظر سے دیکھا (یعنی غصہ سے گھور کر دیکھا)۔ (بیہقی، در منثور)

والدین کا کہنا ماننا

اطاعتِ والدین کے سلسلے میں ماں باپ کا کہنا ماننا از حد لازم ہے کیونکہ والدین اپنی اولاد کو اچھی کے فائدے کے لیے بہت سی باتیں کہتے ہیں اور اولاد اس پر عمل پیرا نہیں ہوتی۔ اسلام نے والدین کو یہاں تک حق دیا ہے کہ اگر والدین بیوی کو طلاق دینے تک کہیں تو بھی ان کے حکم کی اطاعت کر دی جائے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَتْ تَحْتِیْ امْرَاَۃٌ اُحِبُّھَا وَکَانَ

حضرت ابن عمر رضؓ کا بیان ہے کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی جس سے میں محبت کرتا

Marfat.com

عُمَرُ يَكْرَهُهَا فَقَالَ لِي طَلِّقْهَا فَاَبَيْتُ فَاَتٰى عُمَرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلِّقْهَا ؂

اور حضرت عمرؓ اسے ناپسند کرتے تھے۔ انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو۔ تو میں نے انکار کیا۔ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر اس بات کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو۔ (ترمذی، ابوداؤد)

اس حدیث کے ضمن میں مترجم ابوداؤد نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم سے یہ بات ثابت ہورہی ہے کہ اگر باپ حکم دے تو بیوی کو طلاق دے دینی چاہیئے ورنہ باپ کا نافرمان شمار ہوگا۔ آج جبکہ اسلام سے ہماری وابستگی برائے نام رہ گئی ہے تو اکثر یہی دیکھنے میں آتا ہے کہ بیویوں کے کہنے پر ماں باپ کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ والدین کے نافرمان بننا منظور کر لیتے ہیں لیکن کوشش کرتے ہیں کہ بیوی کے فرمانبردار ہونے میں فرق نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ ابنائے زمانہ کو دین و دانش عطا فرمائے۔ آمین!

ایک اور حدیث میں یہی بات یوں بیان ہوئی ہے:

عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ اَنَّ رَجُلًا اَتَاهُ فَقَالَ اِنَّ لِي امْرَاَةً وَاِنَّ اُمِّي تَاْمُرُنِي بِطَلَاقِهَا فَقَالَ لَهٗ اَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَاِنْ شِئْتَ فَحَافِظْ عَلَى الْبَابِ اَوْ ضَيِّعْ ؂

حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ان کے پاس آکر کہا میری بیوی ہے اور میری والدہ مجھ سے فرماتی ہیں کہ اسے طلاق دے دوں۔ حضرت ابودرداءؓ نے ان سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے۔ چاہے دروازے کی حفاظت کرو یا ضائع کردو۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

Marfat.com

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے آنے والے شخص پر یہ واضح کیا کہ اگر تم اپنی والدہ کی خواہش کے مطابق اپنی بیوی کو طلاق دے دو گے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم نے اس کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کر کے جنت میں داخل ہونے کے لیے بہترین دروازہ اختیار کر لیا ہے ورنہ بصورتِ دیگر تم اس دروازے کو چھوڑ دینے والے سمجھے جاؤ گے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں آپ سے بیعتِ ہجرت کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں اور میں نے اپنے والدین کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ دونوں (میری جدائی کی وجہ سے) رو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا واپس جاؤ جیسے تم نے انھیں رلا دیا ہے ویسے ہی انھیں ہنسا دو۔ (الادب المفرد)

حضرت ابن عمر رضی سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ والدین کے درمیان تیرا تخت پر سو جانا اس طرح سے کہ تو ان کو ہنساتا ہوا اور وہ تجھے ہنسانتے ہوں اس کام سے افضل ہے کہ تو فی سبیل اللہ تلوار سے جہاد کرے۔ (در منثور۔ ج ۴)

اچھی اولاد وہی کہلاتی ہے جو اپنے ماں باپ کی اطاعت کرتی ہے۔ اطاعتِ والدین ایک طرح کی بنیادی تربیت بھی ہے تاکہ انسان اطاعتِ الٰہی اور اطاعتِ رسول پر کاربند ہو جائے۔

جو لوگ بچپن یا جوانی میں اپنے ماں باپ کا کہنا نہیں مانتے تو آنے والے وقت میں جب وہ بڑے ہو کر صاحبِ اولاد ہو جاتے ہیں تو اکثر لوگوں کی اولاد ان کا کہنا نہیں مانتی، لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ آنے والے وقت میں تمھاری اولاد تمھاری اطاعت کرے تو آج اپنے والدین کی اطاعت کرو۔

بعض لوگ اللہ کا ولی بننے کے لیے زہد و تقویٰ تو اختیار کر لیتے ہیں مگر والدین کی فرمانبرداری کو یکسر بھول جاتے ہیں۔ یاد رکھو کہ جس کے ماں باپ راضی نہ ہوں اللہ ان سے کیسے راضی ہو سکتا ہے لہٰذا اہلِ طریقت کو چاہیے کہ اللہ کی کثرت سے

Marfat.com

عبادت کرنے کے ساتھ ساتھ والدین کی بھی بے پناہ خدمت کریں تو پھر اللہ بہت جلد راضی ہو جائے گا۔

والدین کی اطاعت میں ہمیشہ مستعد رہنا چاہیئے اور ان کا فرمان محبت سے تسلیم کیا جائے۔ والدین کی خدمت میں مجبوری کا خیال کبھی دل میں نہ لانا چاہیئے کیونکہ ایسی اطاعت کا کچھ بھی فائدہ نہیں۔

اطاعتِ والدین اضافہ رزق کا باعث بھی بنتی ہے اگر کوئی غربت اور تنگی کا شکار ہو تو اسے چاہیئے کہ اپنے والدین کو راضی کرے اور انھیں راضی کرنے کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ دل و جان سے ان کی خدمت کی جائے۔ جب وہ راضی ہوں گے تو ان کے دل سے جو دعا نکلے گی اس سے آپ کے رزق میں اضافہ ہو گا۔

والدین کی کسی بات پر خفا نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ ان کی خفگی اللہ کو ناپسند ہے لہٰذا ان سے غصے کا اظہار ہرگز نہیں کرنا چاہیئے۔

حکایت بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا کہ سمندر کی طرف جائیں اور وہاں عجیب منظر ملاحظہ کریں۔ آپ نے اپنے وزیر حضرت آصف کو ساتھ لیا اور ساحل سمندر پر پہنچے مگر کوئی چیز نظر نہ آئی۔ تو حضرت آصف کو حکم دیا کہ سمندر میں غوطہ لگائیں۔ جب انھوں نے حکم کی تعمیل کی، تو ایک عجیب و غریب گنبد نما عمارت نظر آئی جس میں چار دروازے موتی، یاقوت جواہر اور زبرجد کے بنے ہوئے پائے اور سبھی کھلے پڑے ہیں لیکن ان میں قطرہ بھر پانی اندر نہیں جاتا۔ اس گنبد نما عمارت میں ایک نہایت حسین و جمیل نوجوان عبادت میں مصروف ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اس کے پاس گئے اور اس سے کیفیت معلوم کی۔ وہ بیان کرنے لگا حضور! میرا باپ اپاہج اور والدہ اندھی تھی۔ میں نے سات سال تک دونوں کی خوب خدمت کی۔ میری والدہ کا وقت اجل آیا تو اس نے مجھے دعا دی "الٰہی! اس کو اپنی عبادت کے لیے طویل عمر عطا فرما" اسی طرح جب میرے والد ماجد کے وصال کا وقت پہنچا تو انھوں نے بھی دعا سے نوازا۔ "الٰہی!

Marfat.com

میرے بیٹے کو ایسی جگہ عبادت کی توفیق عطا فرما جہاں شیطان کا گزر تک نہ ہو۔ چنانچہ ایک دن میں ادھر آنکلا تو مجھے یہ گنبد نظر آیا۔ میں اندر داخل ہوا اور اسی دن سے یہاں مصروف عبادت ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تم کتنے عرصہ سے یہاں مصروفِ عبادت ہو۔ وہ عرض گزار ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے یہاں ہوں۔ حساب لگایا گیا تو دو ہزار چار صد سال ہو چکے تھے لیکن اس کا ایک بال بھی سفید نہ ہوا تھا۔ جب اس کی خوراک کے بارے میں پوچھا گیا تو کہنے لگا ایک پرندہ جس کا سر انسان نما ہے وہ کوئی زردسی چیز لاتا ہے مجھے اس میں دنیا کی ہر چیز کا لطف نصیب ہوتا ہے اور بھوک، پیاس، گرمی، سردی، نیند، غفلت، وحشت میرے قریب تک نہیں آتی۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اجازت مرحمت فرمائی اور وہ اپنے گنبد میں اسی طرح عبادت کی لذت سے سرشار ہونے لگا (نزہتہ المجالس)

والدین کے ساتھ بھلائی کی صورتیں

غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ والدین کے ساتھ بھلائی کی صورتیں یہ ہیں کہ اولاد ان کی ضرورتوں کو پورا کرے، انھیں تکلیف نہ پہنچنے دے۔ والدین کے ساتھ بچوں جیسی نرمی اور محبت کی باتیں کرے، ان کی خدمت کرنے میں کوتاہی نہ کرے والدین سے کھنچ کر نہ رہے، سچے دل اور محبت سے ان کی خدمت کرے ان کی طرف سے دکھ برداشت کرے، ان کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرے، شرعی مخالفت نہ ہو تو کسی کام میں ان کی مخالفت نہ کرے اگر وہ کسی ایسے کام کے لیے کہیں (جو خلاف شرع ہو) تو تو اس حکم کو نہ ماننے۔ جیسے حج، نماز، زکوٰۃ، کفارہ اور اللہ تعالیٰ کی نذر وغیرہ ترک کرنے کا حکم نہ مانے۔ اگر والدین کے حکم سے کسی حرام کام کا ارتکاب ہوتا ہو جیسے زنا، شراب نوشی قتل، زنا کی تہمت لگانا، ناجائز مال لینا یعنی چوری اور ڈاکہ وغیرہ تو اس حکم کی اطاعت نہ کرے۔ والدین کی فرمانبرداری کے لیے نفلوں کو ترک کیا جا سکتا ہے اور یہ افضل ہے۔ والدین کے ساتھ بھلائی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ والدین نے جن لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا ہے ان سے خود بھی ترکِ تعلق کرے اور جن لوگوں سے والدین کے

Marfat.com

تعلقات ہوں ان سے خود بھی تعلق رکھے۔ والدین کے معاملے میں مخالفوں پر ایسا ہی غصہ کرے جیسا اپنی ذات کے لیے کرتا ہے اگر والدین کی کسی بات پر غصہ آئے تو اس وقت والدین کی ان تکالیف، ان کے ایثار، قربانی اور خلوص و محبت کو یاد کرو جو انھوں نے تمھاری پرورش کے دوران کی ہیں اور اس وقت اللہ کے اس فرمان کو بھی یاد کرو کہ والدین کے ساتھ عزت کے ساتھ بات کرو۔ اگر والدین کی شفقت کی یاد بھی غصہ کو فرو نہ کر سکے تو سمجھ لے کہ وہ بدنصیب ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں گرفتار ہے۔

Marfat.com

باپ کا مقام

اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کے ذریعے سے انسانی تخلیق کے سلسلے کو جاری رکھا ہوا ہے۔ باپ اولاد کی پیدائش کا سبب بنتا ہے اس لیے اللہ نے رشتہ داروں میں سے باپ کو بھی ایک منفرد مقام عطا فرمایا ہے اور اس کی شان یہ رکھی ہے کہ وہ سارا دن بڑی محنت کے ساتھ کمائی کر کے اپنی اولاد کے حقوق پورے کرتا ہے اور اپنی بیوی کے نان نفقہ کا بھی ہر طرح سے ذمہ دار ہوتا ہے۔ روزی کمانا خاصا محنت طلب کام ہے اس میں ذہنی اور جسمانی قوت صرف ہوتی ہے جو صحت پر بہت جلد اثر انداز ہوتی ہے اس لیے باپ کی خدمت کا بھی اللہ نے حکم دیا ہے کہ بڑھاپے میں اس کا خاص خیال رکھا جائے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ قف وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ط ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور رشتہ داروں، اور یتیموں اور مسکینوں سے بھی احسان کرو اور لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز پابندی سے پڑھو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ پھر تم اس عہد سے پھر گئے مگر تم میں سے تھوڑے قائم رہے اور یہ کہ تم پھر جانے والے تھے۔

(پ ۱۔ بقرہ: ۸۳)

Marfat.com

اس آیت میں اگرچہ حسنِ سلوک کے بارے میں والدین کا لفظ استعمال ہوا ہے مگر تاکیدی طور پر بنی اسرائیل کو جو حکم دیا گیا تھا وہ یہی تھا کہ والدین کے ساتھ احسان کرو جس میں باپ بھی شامل ہے البتہ آگے ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے باپ کے اوپر یہ پابندی لگائی ہے کہ تمہارے باپ ایمان کے مقابلے میں کفر کو زیادہ اچھا سمجھتے ہوں تو پھر ایسے باپ سے تعلق نہ رکھو۔ کیونکہ ہر حال میں ایمان مقدم ہے۔ یہ بات اس آیت میں بیان ہوئی ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِؕ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝	اے ایمان والو! اگر تمہارے باپ اور بھائی ایمان کے مقابلے میں کفر سے محبت رکھتے ہوں تو انھیں دوست نہ بناؤ اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہی ظالموں میں سے ہوگا۔

(پ ۱۰ - توبہ: ۲۳)

اے بندے! باپ کے مقام سے غافل نہ ہو۔ زندگی بھر اس کی تعظیم و تکریم کر۔ اور کبھی اس کی خدمت گزاری سے منہ نہ موڑ۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اپنے منہ سے کبھی ایسے الفاظ نہ نکال جس سے تیرے والد کو اذیت پہنچے۔ جب والد کا دل دکھے گا تو اللہ ناراض ہوگا۔ اللہ ناراض ہوگا تو تیری زندگی میں تجھے مصائب اور پریشانیاں آ کر گھیر لیں گی۔ اس لیے یاد رکھ کہ والد کو راضی رکھنے ہی میں سکھ ہے۔ جو بچہ اپنے والد کے ساتھ رہ کر کاروبار کرتا ہو تو اسے بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اس کا والد اس سے خوش رہے۔

باپ بہشت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے

اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات میں والد سے بھی حسنِ سلوک کی بڑی تاکید فرمائی ہے بلکہ اس کے ادب و احترام اور اطاعت پر بڑا زور دیا ہے۔ آپؐ نے اپنے ایک ارشاد

Marfat.com

میں باپ کو بہشت کا دروازہ قرار دیا ہے۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ فَاِنْ شِئْتَ فَحَافِظْ عَلَی الْبَابِ اَوْ ضَیِّعْ

حضرت ابودرداء رض کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ باپ بہشت کے بہترین دروازوں میں سے ہے اب تو چاہے تو اس دروازہ کی حفاظت کر اور چاہے کھو دے (ابن ماجہ)

اس حدیث میں باپ کو جنت کا دروازہ کہا گیا ہے یعنی باپ کی خدمت اولاد کو بہشت کا حقدار بنا دیتی ہے اس لیے اولاد کو اس دروازے کی حفاظت کی تاکید کی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ باپ کی خدمت کی جائے اور اس سے عمدہ سلوک کیا جائے تاکہ اللہ راضی ہو اور جنت میں داخل ہونا واجب ہو جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاں تشریف لائے تو وہ ان کے استقبال کے لیے کھڑے نہ ہوئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ کیا تم اپنے والد کے لیے کھڑے ہونے کو بہت بڑی بات سمجھتے ہو، مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم! میں تمھارے صلب میں سے نبی پیدا نہیں کروں گا۔

والد کا ادب و احترام

اولاد کے لیے ضروری ہے کہ والد کے ادب و احترام کا خاص خیال رکھے نہ اس کا نام لے کر پکارے اور نہ ہی اس کے آگے چلے۔

ام المومنین حضرت عائشہ طیبہ رض سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور اس کے ساتھ ایک عمر رسیدہ آدمی تھا۔ آپؐ نے پوچھا کہ تیرے ساتھ یہ کون ہے؟ عرض کی یا رسول اللہؐ! میرے والد محترم ہیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا اپنے باپ کے آگے مت چلنا جب بیٹھنے لگو تو باپ سے پہلے مت بیٹھنا، اپنے والد کو نام لے کر مت پکارنا اور اس کی وجہ سے کسی کو

Marfat.com

گالی مت دینا۔ (درمنثور، ج۴)

حضرت ابوہریرہ رضہ سے مروی ہے کہ انھوں نے دو آدمیوں کو دیکھا اور ان میں سے ایک سے پوچھا تیرے ساتھ والا کون ہے؟ اس نے جواب دیا میرے والد محترم! تو حضرت ابوہریرہ رضہ نے اسے فرمایا ان کا نام لے کر نہ بلانا، ان کے آگے نہ چلنا۔ اور ان کے بیٹھنے سے پہلے نہ بیٹھنا۔ (الادب المفرد)

مندرجہ ذیل حدیث سے بھی اسی بات کی تاکید ثابت ہوتی ہے؛

ابو غسان ضبیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ ٹھیک دوپہر میں نکل کر جا رہا تھا کہ میری ملاقات حضرت ابوہریرہ رضہ سے ہوئی۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا یہ کون ہیں؟ میں نے کہا یہ میرے والد ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضہ نے فرمایا ان کے آگے نہ چل۔ یا تو ان کے پیچھے چل یا ان کے پہلو میں۔ اور کسی کو نہ چھوڑنا کہ تمھارے اور تمھارے باپ کے درمیان حائل بنے اور اپنے باپ کی بے منڈیر کی چھت پر نہ چڑھنا کہ جس سے تیرا باپ خطرہ محسوس کرے اور اس ہڈی کو نہ چوسنا۔ جس کی طرف تیرے باپ نے دیکھا ہو۔ شاید کہ اس کے چوسنے کی تیرے باپ کو خواہش ہو۔ (طبرانی)

اولاد پر والد کے احسانات

ہر والد کے اپنی اولاد پر بے حد احسانات ہوتے ہیں۔ اولاد کے لباس، خوراک اور رہائش کا بندوبست کرنا والد کے ذمے ہے اس کے لیے ہر والد اپنے خون پسینے کی کمائی سے اپنی اولاد کے حقوق پورے کرتا ہے اور زندگی کے ہر پہلو میں انھیں سہولت فراہم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیٹا اگر غلام باپ کو آزاد بھی کرا دے تو پھر بھی اس کی خدمت کا حق پورا نہیں ہوتا۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْزِيْ وَلَدٌ وَالِدَهٗ اِلَّا اَنْ يَجِدَهٗ

حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بیٹا اپنے باپ کے احسانات کا بدلہ نہیں دے سکتا مگر یہ کہ اسے غلام پائے اور خرید کر آزاد کر دے۔

Marfat.com

غُلَامًا فَاَعْتَقَهٗ۔ (ابوداؤد)

باپ چونکہ مال کے ذریعے اولاد کی خدمت کرتا ہے اس لیے اولاد اگر غلام باپ کو آزاد کرانے کے لیے مال تک خرچ کر دے تو پھر بھی والد کا حق ادا نہیں ہوتا۔ مراد یہ ہے کہ اولاد کو اپنے والد کے لیے ہر وقت اطاعت اور خدمت کے لیے تیار رہنا چاہیئے۔

والد کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے

والد کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

طَاعَةُ اللّٰهِ طَاعَةُ الْوَالِدِ وَ مَعْصِيَةُ اللّٰهِ مَعْصِيَةُ الْوَالِدِ۔

والد کی اطاعت اللہ کی اطاعت اور والد کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہوتی ہے (طبرانی)

والد کی اطاعت سے چونکہ اللہ راضی ہو جاتا ہے اس لیے والد کی اطاعت کو ضروری قرار دیا ہے لامحالہ جب والد راضی ہوگا تو اللہ بھی راضی ہو جائے گا۔

باپ کی رضا رب کی رضا ہے

رضا کا مطلب خوش ہونا ہے اگر باپ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے طرز عمل سے خوش ہو جائے تو ان سے اللہ خوش ہو جائے گا۔ اور اگر باپ اولاد سے ناراض رہے تو اللہ ایسی اولاد سے راضی نہ ہوگا لہذا نیک اولاد کو ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے کہ ان کے والدان سے خوش رہیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِضَى الرَّبِّ فِيْ رِضَى الْوَالِدِ وَ سَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رب کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔ (ترمذی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر تم اپنی خدمت و اطاعت اور اچھے سلوک کے

Marfat.com

ذریعہ ماں باپ کو خوش رکھو گے تو تمھارا پروردگار بھی تم سے خوش رہے گا اور اگر تم نافرمانی و سرکشی اور ایذا رسانی کے ذریعہ ماں باپ کو ناخوش و ناراض رکھو گے تو تمھارا پروردگار بھی تم سے ناخوش و ناراض رہے گا۔

مقروض والد کے قرض کی ادائیگی

مقروض والد کا قرض ادا کرنا بھی والدین کی خدمات میں سے ہے لہٰذا اگر کسی کا والد مقروض ہو تو اس کی اولاد کی کوشش ہونی چاہیئے کہ وہ اپنے والد کا قرض ادا کردیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَنَّ اَبَاهُ اُسْتُشْهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ وَتَرَكَ سِتَّ بَنَاتٍ وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا فَلَمَّا حَضَرَ جِدَادُ النَّخْلِ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ وَالِدِيْ اُسْتُشْهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ وَتَرَكَ دَيْنًا كَثِيْرًا وَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ يَّرَاكَ الْغُرَمَاءُ فَقَالَ اِذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلٰى نَاحِيَةٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهُ فَلَمَّا نَظَرُوْا اِلَيْهِ كَاَنَّمَا اُغْرُوْا بِيْ تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَاٰى مَا يَصْنَعُوْنَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی سے مروی ہے کہ آپ کے والد غزوۂ اُحد کے دن شہید ہوئے اور آپ نے اپنے ورثا میں چھ لڑکیاں چھوڑیں اور ان پر اپنا قرض بھی چھوڑ گئے۔ جب کھجوریں کاٹنے کا وقت آیا تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا، کیا آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد گرامی غزوۂ اُحد کے دن شہید ہوئے اور ان کے ذمے بہت سا قرض ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو قرضخواہ دیکھیں۔ آپ نے حضرت جابر رضی کو حکم دیا تم جاؤ اور ہر قسم کی کھجوروں کا ڈھیر علیحدہ علیحدہ لگاؤ۔ بعدازاں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لایا۔ جب ان لوگوں نے آپ کو اس وقت دیکھا تو وہ اور زیادہ دلیر ہوئے اور مجھ پر مطالبہ کرنے میں تشدد کرنے لگے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

اَطَافَ حَوْلَ اَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ اَصْحَابَكَ فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتّٰى اَدَّى اللّٰهُ اَمَانَةَ وَالِدِيْ وَاَنَا رَاضٍ اَنْ يُّؤَدِّيَ اللّٰهُ اَمَانَةَ وَالِدِيْ وَلَمْ يَنْقُصْ تَمْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ؛

نے ان کی یہ حالت دیکھی تو آپؐ نے سب سے بڑے ڈھیر کے اردگرد تین چکر لگائے اور پھر اس پر تشریف فرما ہوئے اور مجھے حکم فرمایا کہ میں اپنے قرضخواہوں کو آپ کو خدمت میں حاضر کروں۔ جب وہ سب لوگ حاضر ہو گئے تو آپؐ تول تول کر ان کو دینے لگے۔ آپؐ نے یہاں تک عطا اور بخشش فرمائی کہ اللہ نے میرے والد پہ قرض کو ختم فرما دیا اور اتنی برکت ہوئی کہ گویا اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی۔ اور میں تو قرض کے ادا ہو جانے پر بھی راضی تھا (نسائی)

حکایت حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اپنی تمام اہم مصروفیات کے باوجود والدین کی خدمت اور ان کے حقوق سے کبھی غفلت نہ فرماتے تھے، زندگی میں تو خیال رکھتے ہی تھے، وفات کے بعد بھی انھوں نے والدین کے حقوق کا پورا پورا خیال رکھا۔ حضرت زبیرؓ بڑے خوشحال آدمی تھے۔ عام طور پر جب کسی مالدار آدمی کی وفات ہوتی ہے تو اس کے مرتے ہی ورثاء کو اپنے اپنے حصے کی فکر ہوتی ہے۔ لیکن حضرت عبداللہ کو اپنے حصے کی ذرہ برابر فکر نہ تھی حالانکہ میراث میں صرف ان کا اپنا حصہ بھی کروڑوں کا تھا اگر فکر تھی تو یہ کہ باپ کے ذمے کسی کا کچھ رہ نہ جائے۔ چنانچہ انھوں نے سب سے پہلے تو ترکہ سے باپ کا قرضہ چکایا۔ قرضہ چکانے کے بعد دوسرے وارثوں نے میراث کی تقسیم کے لیے جلدی مچائی اور تقاضے شروع کر دیے لیکن حضرت عبداللہ نے یہ کہہ کر ان کو تقسیم سے روک دیا کہ میں چار سال تک برابر حج کے دنوں میں اعلان کروں گا کہ اگر والدین پر کسی کا قرضہ ہو تو وصول کر لے، ہو سکتا ہے کہ کسی کا کچھ رہ گیا ہو۔ چار سال تک اس طرح برابر اعلان کرنے کے بعد میں تقسیم کروں گا۔ اس ترکیب سے انھوں نے ورثاء کو ترکہ کی تقسیم نہ کرنے پر چار سال

تک کے لیے راضی کر لیا اور حج کے دنوں میں اعلان کر کر کے والد کے لیے ہزارہا آدمیوں سے دعائے مغفرت کراتے رہے۔

والدین کا قرض ادا کرنا حسن سلوک میں شامل ہے

حضرت عبدالرحمن بن حمیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے والدین کی قسم پوری کرے اور ان کا قرض ادا کرے اور کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر انھیں برا نہ کہلوائے وہ والدین کے ساتھ نیکی کرنے والا لکھا جاتا ہے اگرچہ ان کی زندگی میں اس سے فرمانبرداری میں کچھ کوتاہیاں کیوں نہ ہوتی رہی ہوں۔ (طبرانی)

روز قیامت ابرار میں شمولیت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے والدین کی طرف سے حج کرے یا ان کا قرض ادا کرے تو روز قیامت اللہ تعالیٰ اسے نیکوں کے ساتھ کھڑا فرمائے گا۔ (طبرانی)

والد کی اطاعت کا واقعہ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اگرچہ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف حصہ لینا پسند نہیں کرتے تھے تاہم جب ان کے والد نے اصرار کیا تو اطاعت کے خیال سے مجبوراً شریک ہو گئے۔ بعد ازاں ایک مرتبہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان سے وجہ دریافت کی تو انھوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ روزہ رکھو، نماز پڑھو، سوتا ہو تو سوؤ اور اپنے باپ کی اطاعت کرو۔ تو صفین کی شرکت کے لیے میرے باپ نے مجھے مجبور کیا تھا اس لیے میں والد کی اطاعت کے لیے شریک ہو گیا لیکن نہ میں نے تلوار اٹھائی اور نہ نیزہ مارا اور نہ تیر چلایا۔ (اسد الغابہ)

والد کے دوستوں سے اچھے سلوک کی تاکید

والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ سلوک کی صورت یہ ہے کہ ماں کی سہیلیوں اور باپ کے دوستوں کے ساتھ نیک سلوک

Marfat.com

کیا جائے۔ معاشرتی معاملات میں اپنے بزرگوں کی طرح ان کا لحاظ رکھا جائے ان کی رائے کا احترام کیا جائے۔ ان کی تعظیم کی جائے۔ ان کو اپنے مشوروں میں شریک رکھا جائے اور ہر موقع پر ان کے ادب و احترام کا خیال رکھتے ہوئے ان کے ساتھ نیک برتاؤ کیا جائے۔ اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَبَرِّ الْبِرِّ صِلَۃُ الرَّجُلِ اَھْلَ وُدِّ اَبِیْہِ بَعْدَ اَنْ یُّوَلِّیَ۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت بڑی نیکیوں میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کی عدم موجودگی میں بھی اس کے دوستوں سے حسنِ سلوک کرے۔ (مسلم)

ایک بار حضرت ابو درداءؓ بیمار ہوئے اور مرض بڑھتا ہی گیا یہاں تک کہ بچنے کی امید نہ رہی تو حضرت یوسف بن عبداللہؓ دور دراز سے سفر کر کے ان کی عیادت کے لیے گئے۔ حضرت ابوالدرداءؓ نے انھیں دیکھا تو تعجب سے پوچھا تم یہاں کیسے؟ یوسف بن عبداللہؓ نے کہا، حضرت! میں یہاں صرف اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کی عیادت کروں کیونکہ والد بزرگوار اور آپ کے تعلقات بڑے گہرے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَعْرَابِ لَقِیَہٗ بِطَرِیْقِ مَکَّۃَ فَسَلَّمَ عَلَیْہِ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ وَحَمَلَہٗ عَلٰی حِمَارٍ کَانَ یَرْکَبُہٗ وَاَعْطَاہُ عِمَامَۃً کَانَتْ عَلٰی رَاْسِہٖ قَالَ ابْنُ دِیْنَارٍ فَقُلْنَا لَہٗ اَصْلَحَکَ اللّٰہُ اِنَّھُمْ

حضرت عبداللہ بن دینارؒ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی ان سے مکہ مکرمہ کے راستے میں ملا۔ حضرت ابن عمرؓ نے اسے سلام کیا اپنے گدھے پر سوار کیا اور اسے اپنی پگڑی عطا فرمائی۔ ابن دینار کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔ یہ اعرابی ہیں اور تھوڑے پر راضی ہو جاتے ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا اس کا باپ حضرت عمر بن خطابؓ

Marfat.com

الْأَعْرَابُ وَهُمْ يَرْضَوْنَ بِالْيَسِيرِ
فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ إِنَّ أَبَاهٗ هٰذَا
كَانَ وُدًّا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضؓ
وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ
صِلَةُ الرَّجُلِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيْهِ ؛

رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔ اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ باپ کے دوستوں سے حسنِ سلوک بہت بڑی نیکی ہے۔

(مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ باپ کے ساتھ قبر میں اچھا سلوک ہو تو اسے چاہیئے کہ باپ کے مرنے کے بعد اس کے دوستوں اور عزیزوں سے اچھا سلوک کرے۔ (ابو یعلیٰ)

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ باپ کے ساتھ نیکی یہ ہے کہ اس کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ (طبرانی)

حضرت ابوبردہ رضؓ فرماتے ہیں کہ جب میں مدینہ آیا تو میرے پاس حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ تشریف لائے اور کہنے لگے ابوبردہ رضؓ! تمھیں معلوم ہے میں تمھارے پاس کیوں آیا؟ ابوبردہ رضؓ نے کہا حضرت! مجھے تو نہیں معلوم۔ حضرت عبداللہ رضؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ جو شخص قبر میں اپنے باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہتا ہو اسے چاہیئے کہ باپ کے مرنے کے بعد باپ کے دوست احباب کے ساتھ نیک سلوک کرے اور پھر فرمایا بھائی! میرے باپ عمر رضؓ اور آپ کے والد میں بھائی چارہ اور دوستی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ میں اس دوستی کو نباہوں۔ اور اس کے حقوق ادا کروں۔ (ابن حبان)

حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے باپ کی دوستی کو اچھی نگاہ سے دیکھتے رہنا اور اسے ہرگز قطع نہ کرنا اور اگر تو قطع کرے گا تو اللہ تعالیٰ تیرا نور بجھا دے گا۔

(طبرانی)

Marfat.com

شرفِ مسلمانی کا حق ماں باپ میں سے جب باپ مسلمان ہو جائے تو اولاد اپنے باپ کے پاس رہے گی۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حکم دیا ہے۔

عَنْ عَبْدُ الْحَمِیْدِ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ رَافِعِ بْنِ سِنَانٍ اَنَّہٗ اَسْلَمَ وَاَبَتِ امْرَاَتُہٗ اَنْ تُسْلِمَ فَاَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتِ ابْنَتِیْ وَھِیَ فَطِیْمٌ اَوْشِبْھُہٗ وَقَالَ رَافِعٌ اِبْنَتِیْ فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اقْعُدْ نَاحِیَۃً وَقَالَ لَھَا اقْعُدِیْ نَاحِیَۃً وَاَقْعَدَ الصَّبِیَّۃَ بَیْنَھُمَا ثُمَّ قَالَ ادْعُوْھَا فَمَالَتِ الصَّبِیَّۃُ اِلٰی اُمِّھَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اھْدِھَا فَمَالَتْ اِلٰی اَبِیْھَا فَاَخَذَھَا ۞

عبدالحمید بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ان کے جدِ امجد حضرت رافع بن سنان رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے اور ان کی بیوی نے مسلمان ہونے سے انکار کر دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی کہ میری بیٹی ہے جس کا دودھ چھڑایا جا چکا ہے یا چھڑایا جانے والا ہے۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری بیٹی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم اس گوشے میں بیٹھ جاؤ اور عورت سے کہا کہ تم اس گوشے میں بیٹھو اور بچی کو دونوں کے درمیان میں بٹھا دیا۔ فرمایا کہ دونوں اسے بلاؤ۔ پس لڑکی اپنی والدہ کی جانب جانے لگی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ اسے (بچی کو) ہدایت دے۔ پس لڑکی اپنے والد کی طرف چلی گئی اور انھوں نے اسے لے لیا۔

(ابو داؤد)

حکایت ایک بادشاہ کے دو بیٹے تھے اس نے ان کی پرورش اور تعلیم و تربیت نہایت اعلیٰ پیمانہ پر کی، یہاں تک کہ دونوں ہر قسم کے علوم و فنون میں طاق ہو گئے۔ بادشاہ کا جی دونوں بیٹوں کی طرف سے ٹھنڈا تھا۔ جب اس کا

Marfat.com

آخری وقت قریب آیا تو اس نے ملک کو دونوں بیٹوں میں برابر برابر تقسیم کر دیا۔ اور یہ وصیت کی کہ میرے بچو! میرے بعد اتفاق سے رہنا۔ میں نے فساد کی جڑ کاٹ دی ہے۔ دونوں بھائیوں نے اپنا اپنا علاقہ سنبھال لیا اور حکومت کرنے لگے۔ ایک بھائی نہایت عقلمند، سخی اور منصف مزاج تھا اس نے محتاجوں کے لیے لنگر جاری کیے، مسافر خانے بنوائے۔ سرکاری محاصل میں رعایت کی اور رفاہ عامہ کے بیشمار کام کیے یہاں تک کہ رعایا نہایت آسودہ حال ہو گئی۔ اپنی خوش تدبیری اور حسنِ اخلاق کی بدولت وہ ایسا نیک نام اور ہر دلعزیز ہوا کہ نہ صرف اپنی رعایا اور فوج اس پر جان چھڑکتی تھی بلکہ ارد گرد کے ممالک کے لوگ بھی اس کی سلطنت میں شامل ہونے کی آرزو کرتے تھے۔ دوسرا بھائی لالچی اور ظالم نکلا۔ اس نے کاشتکاروں پر لگان بڑھا دیا۔ سامانِ تجارت پر طرح طرح کے محصول لگا دیے اور روپیہ جمع کرنے کی دھن میں رعایا کو ستانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ تھوڑی ہی مدت میں لوگ اس سے تنگ آ گئے اور ملک سے بھاگنے لگے۔ نہ تجارت کی گرم بازاری رہی اور نہ کھیتوں میں سبزہ۔ ملک کی ویرانی کے ساتھ بادشاہ کا خزانہ بھی خالی ہو گیا اور نظامِ حکومت بگڑ گیا۔ یہ حالت دیکھ کر دشمن اس پر چڑھ دوڑے اس کی فوج پہلے ہی بددل تھی، مقابلہ کیا کرتی۔ دشمن نے آناً فاناً اسے مغلوب کر لیا اور اس طرح وہ اپنی بدتدبیری اور عاقبت نا اندیشی کی بدولت ملک اپنے ہاتھ سے گنوا بیٹھا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس بیٹے نے باپ کی وصیت پر عمل کیا وہ خوشحال رہا اور جس نے نافرمانی کی اس کی سلطنت جاتی رہی اور اس کا برا حال ہوا لہٰذا باپ کی وصیت پر عمل کرنا ہی بہتر ہے۔

حکایت باپ سے بیٹے کی محبت کے بارے میں حضرت ابراہیم بن ادھم رح کا واقعہ بڑا مشہور ہے۔ جب آپ نے بلخ کی سلطنت کو خیر باد کہہ دیا تو اس وقت آپ کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ جب وہ جوان ہوا تو ایک دن اس نے

Marfat.com

اپنی والدہ سے پوچھا کہ والد کہاں ہیں؛ والدہ نے پورا واقعہ بیان کر دیا کہ جس طرح حضرت ابراہیم بن ادھم تارک الدنیا ہوئے اس کے بعد بتایا کہ وہ اس وقت مکہ معظمہ میں رہتے ہیں۔

اس کے بعد اس لڑکے نے پورے شہر میں اعلان کرادیا کہ جو لوگ میرے ہمراہ سفر حج پر چلنا چاہیں ان کے پورے اخراجات میں برداشت کروں گا۔ یہ منادی سن کر تقریباً چار ہزار افراد چلنے پر تیار ہو گئے۔ جن کو وہ لڑکا اپنے ہمراہ لے کر والد کے دیدار کی تمنا میں کعبۃ اللہ پہنچ گیا اور جب اس نے مشائخین حرم سے اپنے والد کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ وہ تو ہمارے مرشد ہیں اور اس وقت اس نیت سے جنگل میں لکڑیاں لینے گئے ہیں کہ فروخت کر کے اپنے اور ہمارے کھانے کا انتظام کریں۔ یہ سنتے ہی لڑکا جنگل کی جانب چل پڑا اور ایک بوڑھے کو سر پر لکڑیوں کا بوجھ لاتے دیکھا۔ گو فرطِ محبت سے وہ بیتاب تو ہو گیا لیکن بطور سعادت مندی اور ناواقفیت کے خاموشی کے ساتھ آپ کے پیچھے بازار پہنچ گیا۔ اور جب وہاں جا کر حضرت ابراہیمؒ نے آواز لگائی کہ کون ہے جو پاکیزہ مال کے عوض پاکیزہ مال خریدے۔ یہ سن کر ایک شخص نے روٹیوں کے عوض میں لکڑیاں خرید لیں۔ جن کو آپ نے اپنے ارادت مندوں کے سامنے لے جا کر رکھ دیا اور خود نماز میں مشغول ہو گئے۔ آپ اپنے ارادت مندوں کو ہمیشہ یہ ہدایت فرمایا کرتے کہ کبھی کسی عورت یا بے ریش لڑکے کو نظر بھر کر نہ دیکھنا اور خصوصاً اس وقت بہت محتاط رہنا جب ایام حج کے دوران کثیر عورتیں، اور بے ریش لڑکے جمع ہو جاتے ہیں۔ اور تمام افراد اس ہدایت کے پابند رہتے ہوئے آپ کے ہمراہ طواف میں شریک رہتے۔

لیکن ایک مرتبہ حالتِ طواف ہی میں آپ کا لڑکا سامنے آگیا اور بے ساختہ آپ کی نگاہیں اس پر جم گئیں اور فراغتِ طواف کے بعد آپ کے ارادت مندوں نے عرض کیا کہ اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ نے جس بات سے باز رہنے کی ہمیں ہدایت کی تھی اس میں آپ خود ہی ملوث ہو گئے۔ کیا آپ اس کی وجہ بیان کر سکتے ہیں؟

Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ یہ بات تو تمھارے علم میں ہی نہیں ہے کہ جب میں نے بلخ کو خیر باد کہا تو اس وقت میرا چھوٹا سا بچہ تھا اور مجھے یقین ہے کہ یہ وہی بچہ ہے۔ پھر اگلے دن آپ کا ایک مرید جب بلخ کے قافلہ کی تلاش کرتا ہوا وہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہی لڑکا دیبا و حریر کے خیمے میں ایک کرسی پر بیٹھا تلاوتِ قرآن کر رہا ہے اور جب اس نے آپ کے مرید سے آمد کا مقصد دریافت کیا تو مرید نے سوال کیا کہ آپ کس کے صاحبزادے ہیں؟ یہ سنتے ہی اس لڑکے نے روتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنے والد کو نہیں دیکھا لیکن کل ایک بوڑھے لکڑہارے کو دیکھ کر یہ محسوس ہوا کہ شاید یہی میرے والد ہیں اور اگر میں ان سے پوچھ گچھ کرتا تو اندیشہ تھا کہ وہ فرار ہو جاتے کیونکہ وہ گھر سے فرار ہیں اور ان کا اسم گرامی ابراہیم بن ادھمؒ ہے۔ یہ سن کر مرید نے کہا چلیے میں ان سے آپ کی ملاقات کرا دوں اور اپنے ہمراہ آپ کی بیوی اور لڑکے کو لے کر بیت اللہ میں داخل ہو گیا اور جس وقت بیوی اور بچے کی آپ پر نظر پڑی تو وفورِ محبت سے بے تابانہ دونوں لپٹ گئے اور روتے روتے بے ہوش ہو گئے اور ہوش آنے کے بعد جب حضرت ابراہیمؒ نے پوچھا کہ تمھارا دین کیا ہے؟ تو لڑکے نے جواب دیا اسلام! پھر سوال کیا کہ کیا تم نے قرآن کریم پڑھا ہے۔ لڑکے نے اثبات میں جواب دے دیا۔ پھر پوچھا کہ اس کے علاوہ اور بھی کچھ تعلیم حاصل کی ہے؟ لڑکے نے کہا کہ جی ہاں! یہ سن کر فرمایا کہ الحمدللہ! اس کے بعد جب آپ جانے لگے تو بیوی اور بچے نے اصرار کر کے آپ کو روک لیا۔ جس کے بعد آپ نے آسمان کی جانب چہرہ اٹھا کر کہا کہ الٰہی اغثنی! یہ کہتے ہی آپ کے صاحبزادے زمین پر گر پڑے اور فوت ہو گئے اور جب ارادتمندوں نے سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ جب میں بچے سے ہم آغوش ہوا تو وفورِ جذبات اور فرطِ محبت سے بیتاب ہو گیا اور اسی وقت یہ ندا آئی کہ ہم سے دوستی کے دعویٰ کے بعد دوسرے کو دوست رکھتا ہے۔ یہ ندا سن کر میں نے عرض کیا کہ یا اللہ! یا تو لڑکے کی جان لے لے یا پھر مجھے موت دے دے۔ چنانچہ لڑکے کے حق میں دعا قبول ہو گئی اور اگر اس پر کوئی اعتراض کرے تو میرا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

Marfat.com

کے واقعہ سے زیادہ تحیر خیز نہیں کیونکہ انھوں نے بھی تعمیلِ حکم میں اپنے بیٹے کو قربان کر دینے کی ٹھان لی تھی۔ (تذکرۃ المشائخ ص ۳۴)

حکایت بیان کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک صالح آدمی تھا جب وہ فوت ہونے لگا تو اس نے اپنے نیک بخت لڑکے کو وصیت کی کہ کبھی جھوٹی سچی قسم نہ کھانا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو لوگ اس کے بیٹے کے پاس آکر کہتے تیرے باپ نے ہمارا اتنا اتنا مال دینا ہے وہ دے دیتا یہاں تک کہ وہ محتاج ہو گیا اور پھر اس نے اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ہجرت کی راہ لی۔ سمندر کے کنارے پہنچا کشتی پر سوار ہوئے۔ اتفاق سے کشتی ٹوٹ گئی اور یہ شخص اپنے بچوں سے الگ ایک تختے پر رہ گیا۔ وہ تختہ ایک جزیرہ میں جا لگا۔ وہاں سے اس نے آواز سُنی اے اپنے ماں باپ کی خدمت کرنے والے! اللہ تعالیٰ کو یہی محبوب ہے کہ وہ تیرے لیے خزانہ خاص فرما دے۔ جاؤ فلاں مقام سے خزانہ نکال لو۔ چنانچہ اس نے خزانہ نکال لیا۔ وہیں اس نے ڈیرہ جما یا اور اکناف و اطراف سے لوگ آنے لگے یہاں تک کہ ایک شہر آباد ہو گیا اور وہ سرداری کرنے لگا۔ اس کی سخاوت و خدمت کی شہرت دور دور تک جا پہنچی۔ بڑے لڑکے کو پتہ چلا وہ بھی آگیا۔ لیکن پہچان نہ سکا۔ پھر دوسرے لڑکے نے سنا تو وہ بھی وہیں آ پہنچا اور سردار کا مقرب بن گیا لیکن وہ بھی پہچان نہ سکا۔

جس شخص کے پاس اس کی بیوی تھی وہ بھی اسی شہر میں ایک دن آیا اور سردار سے ملاقات کی۔ شام کو واپس جانے لگا تو سردار نے کہا آج رات ہمارے پاس ہی ٹھہرو۔ وہ کہنے لگا۔ میں عورت کو جہاز پر چھوڑ کر اکیلا ہی تمھاری خدمت میں حاضر ہوا تھا لہٰذا مجھے واپس جہاز پہ عورت کے پاس جانے دو۔ سردار نے کہا ہم وہاں اس کی حفاظت کے لیے دو خاص آدمی بھیج دیتے ہیں۔

چنانچہ ان دونوں بھائیوں کو اس کی حفاظت کے لیے بھیج دیا گیا۔ وہ نیند کے خوف سے کہنے لگے ہم آپس میں باتیں کرتے کرتے رات گزاریں مبادا کہ نیند آئے

اور ہم حفاظت نہ کرسکیں۔ چنانچہ وہ اپنی اپنی سرگزشت سنانے لگے۔ وہ عورت سنتی رہی۔ باتوں باتوں میں انھیں پتہ چل گیا کہ وہ دونوں حقیقی بھائی ہیں، بڑی محبت سے ملے۔ جب صبح وہ آدمی جہاز پر آیا تو اس نے عورت کو پریشان پایا اور دریافت کیا تو اس نے کہا مجھے سردار کے پاس لے چلو۔ وہ اس کے پاس لے آیا عورت نے سردار سے کہا، جن دو آدمیوں کو میری حفاظت کے لیے آپ نے بھیجا تھا انھیں بلاؤ اور کہو جو رات کو تم آپس میں باتیں کرتے رہے ہو وہ سناؤ۔

چنانچہ وہ سنانے لگے اور تمام سرگزشت سنا ڈالی۔ سردار سنتے ہی اچھل پڑا اور کہنے لگا خدا کی قسم! تم دونوں میرے بیٹے ہو۔ عورت بولی خدا کی قسم! میں ان دونوں کی ماں ہوں۔

بیشک اللہ تعالیٰ ہم سب کو یکجا کرنے پر قادر ہے۔ وہ ذات کریم جس نے ہمیں جدا کیا تھا اسی ذاتِ رحیم نے پھر ملا دیا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔ (نزہتہ المجالس)

والد کی گستاخی پر احساسِ ندامت کا صلہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کی رعایا میں سے ایک شخص بڑا صالح اور عابد تھا ایک روز اس کے لڑکے نے شراب پی لی۔ باپ نے بیٹے کو ڈانٹا۔ بیٹے نے اپنے باپ کے منہ پر طمانچہ مار دیا۔ طمانچہ اتنے زور سے مارا کہ آنکھ نکل پڑی۔ جب لڑکے کو نشہ سے ہوش آیا تو اپنی مذکورہ بالا ذلیل حرکت پر سخت شرمندگی ہوئی۔ لڑکے کو نہ صرف ندامت ہوئی بلکہ اس نے اپنا دایاں ہاتھ ہی کاٹ ڈالا۔ باپ نے جب بیٹے کا کٹا ہوا ہاتھ اور اس کی تکلیف دیکھی تو بے چین ہو گیا اور رونے لگا۔ اور کہنے لگا کاش میری ہزار آنکھیں ہوتیں اور ایک ایک کر کے نکل پڑتیں تو اچھا تھا لیکن تو اپنا ہاتھ نہ کاٹتا۔ اس کے بعد وہ دونوں باپ اور بیٹا حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور قصہ کہہ سنایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی آنکھ اس کی جگہ رکھ دی اور لڑکے کا ہاتھ اپنی جگہ

Marfat.com

لگا دیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ اے اللہ! والد کی حرمت اور والدہ کی شفقت کی بدولت ان دونوں کو شفا عنایت فرما کر میری عزت رکھ لے۔ چنانچہ فوراً اللہ تعالیٰ نے دونوں کو شفا عنایت فرما دی۔ اور وہ تندرست ہو گئے۔ (نزہتہ المجالس)

حکایت

بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہارون الرشید نے ایک لڑکے اور اس کے باپ کو قید خانہ میں بند کر دیا وہ شخص گرم پانی سے وضو کرنے کا عادی تھا مگر داروغہ جیل میں آگ جلانے سے مانع ہوا۔ لڑکے نے قید خانہ کی قندیل پر پانی گرم کر کے والد کی خدمت میں پیش کر دیا۔ جب پتہ چلا تو داروغہ جیل نے قندیل بلندی پر لٹکا دی۔ دوسری شب لڑکے نے پانی کا برتن اپنے دل پر رکھ لیا اور حرارت قلبی و جسمانی کے باعث پانی قدرے گرم ہوا۔ اس نے اپنے والد کو پیش کیا۔ باپ نے پوچھا تو نے اسے کس طرح گرم کیا۔ اس نے کہا اپنے دل پر رکھ کر گرم کیا ہے۔ تو باپ نے دعا کی "الٰہی! میرے بیٹے کو دوزخ سے بچا کر رکھنا"۔

حکایت

شیخ ابوالعباس کے تلمیذ رشید شیخ صفی الدین ابو منصور فرماتے ہیں کہ میرے استاد کی ایک صاحبزادی تھیں۔ حضرت کے اہلِ تعلق میں سے کئی لوگ ان سے نکاح کے خواہش مند تھے۔ حضرت کو اطلاع ہوئی تو انھوں نے فرمایا "میری اس بیٹی سے نکاح کرنے کا کوئی ارادہ نہ کرے۔ حق تعالیٰ نے اس کی پیدائش کے وقت ہی مجھے اس کے شوہر کی اطلاع فرما دی تھی۔ میں اس کا منتظر ہوں"۔

شیخ صفی الدین اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں اس وقت اپنے والد کے ہمراہ رہتا تھا میرے والد ملک اشرف کی وزارت پر فائز تھے اور ہم لوگ فرات کے اس پار رہتے تھے۔ ہم لوگ جب مصر میں داخل ہوئے تو ملک عادل نے میرے والد محترم کو قاصد کی حیثیت سے مکہ معظمہ ابو عزیز کے پاس بھیجا تاکہ وہ یمن جا کر

Marfat.com

ملک مسعود بن ملک کامل کی مدد کریں۔ اس وقت مجھے شیخ ابوالعباس حرّار کی خدمت میں حضوری اور ان کی مصاحبت کی سعادت ملی۔ میرا حال یہ تھا کہ بچپن ہی سے جب کبھی حضرت کا تذکرہ ہوتا تو ان کی صورت میرے سامنے ہوتی تھی۔ میں جب ان کے روبرو بیٹھا تو میری حالت بدل گئی۔ میں پہلے اچھی ہیئت میں تھا میرے پاس چمکدار زریں لباس اور سواری کا عمدہ خچر تھا۔ حال یہ ہوا کہ میں گھر اور سب کچھ کو خیر باد کہہ کر شیخ ہی کا ہو رہا۔

میرے والد گرامی بڑے کرّوفر کے ساتھ مکہ معظمہ کی سفارت سے واپس آئے۔ ان کے استقبال اور ملاقات کے لیے مصر کے بہت لوگ خیمہ وغیرہ کے ساتھ شہر کے باہر تک گئے۔ شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے والد کی ملاقات کرنے کے لیے جاؤ۔ میں نے عرض کیا آپ کے سوا میرا کوئی باپ نہیں۔ میں آئندہ نہ ان کی سواریوں پر سوار ہوں گا اور نہ ہی ان کے ساتھ کھانا کھاؤں گا۔ شیخ نے فرمایا وزیر زادگی کی شان و شوکت سے نہ سہی فقیرانہ خستہ حالی ہی کے ساتھ چلے جاؤ۔ چنانچہ میں نہایت معمولی سواری پر بیٹھ کر پھٹے پرانے فقیرانہ کپڑوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ میرے اعزہ میری یہ بُری حالت دیکھ کر آنسو بہاتے تھے اور والد صاحب سے جب میں نے حاجیوں کے مستقر پر ملاقات کی تو میں اکیلا تھا میں نے انھیں سلام کیا مگر انھوں نے مجھے نہیں پہچانا۔ ان کے ساتھ سرداران فوج، احباب، غلام، خدّام سبھی تھے ان میں سے کسی نے بھی مجھے نہیں پہچانا۔ پھر انھیں جب معلوم ہوا تو حیران رہ گئے ان کا چہرہ فق ہو گیا۔ اللہ انھیں اس کا اجر عطا فرمائے۔

اس کے بعد میرے خویش و اقارب رشتہ دار اور بھائی جو استقبال کے لیے آئے تھے ان سے ملے اور سب اکٹھے ہو گئے۔ میں اکیلا ایک گوشہ میں کھڑا رہا وہ لوگ جب ان کی قیام گاہ پر پہنچے تو شہر سے ان کے لیے جو تحائف کھانے وغیرہ لائے تھے پیش کیے گئے ان کے ہمراہ جتنے لوگ تھے اور جو حضرات ملنے کی

Marfat.com

غرض سے آئے تھے سب دسترخوان پر یکجا ہوئے۔ صرف تنہا میں الگ رہا اور میں سخت گریہ وزاری میں مبتلا تھا۔ اس قیدی کے مانند جو اپنے اہل وعیال سے الگ کیے جانے کے وقت آہ وزاری کرتا ہے۔

بالآخر میرے والد نے مجھے دھمکی دی کہ اگر میں اپنی حالت کو نہیں بدلوں گا تو وہ مجھے قید کردیں گے۔ میں نے یہ بات شیخ کو بتائی۔ شیخ نے مجھے اپنی خانقاہ سے نکال دیا اور کہا اپنے باپ کے پاس جاؤ اور یہاں نہ آنا۔ اس حالت میں میں ایک عرصہ تک گریہ وزاری کرتا رہا اور لیلیٰ کے مجنوں کا یہ شعر پڑھتا رہا ؎

جُنِنَّا بِلَیْلٰی ثُمَّ جُنَّتْ بِغَیْرِنَا وَاُخْرٰی بِنَا مَجْنُوْنَۃٌ لَا نُرِیْدُھَا

(میں لیلیٰ پر دیوانہ ہوا تو وہ کسی اور پر پاگل ہوگئی اور ایک مجھ پر بھی فریفتہ ہوگئی ہے جسے میں نہیں چاہتا)

اس وقت مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے شیخ کے مقصد کا انکشاف ہوا کہ وہ میری سچائی اور خلوص کی آزمائش کرنا چاہتے ہیں تاکہ میرے معاملہ میں وہ اپنی خواہش اور ارادے سے بری الذمہ ہوجائیں۔ اس وقت شیخ کی جانب سے میرا دل صاف ہوگیا اور میں والد صاحب کے مکان کے ایک گوشہ میں جا کر بیٹھ رہا۔ اور قسم کھائی کہ جب تک شیخ کا حکم نہ ہو کھانے پینے اور سونے کے قریب بھی نہ جاؤں گا اور نہ یہاں سے باہر نکلوں گا۔ والد صاحب تک میری بات پہنچ گئی کہ شیخ نے مجھے اپنے پاس سے بھگا دیا ہے اور میں نے ایسی ایسی قسم کھا رکھی ہے انھوں نے کہا اسے چھوڑ دو، بھوک پیاس لگے گی تو خود کھائے گا پیئے گا۔ میں تیسرے روز بھی جب اپنی قسم پر قائم رہا۔ وہ سو کر بیدار ہوئے تو کہا اس سے کہہ دو کہ شیخ کے پاس ہی چلا جائے اور جو چاہے وہ کرے۔ میں نے کہا میں نہیں جاؤں گا اگر والد صاحب واقعی یہ چاہتے ہیں تو مجھے اپنے ساتھ لے کر شیخ کی خدمت میں چلیں۔ اس سے میرا مقصد شیخ کی عزت افزائی تھی۔ والد صاحب راضی ہوگئے اور مجھے لے کر پیدل مسجدِ شیخ میں پہنچے۔ انھوں نے شیخ کی دست بوسی کی اور کہا

Marfat.com

"حضرت! یہ آپ کا لڑکا ہے اسے جو چاہیں کریں۔ میری آرزو تو یہ تھی کہ اس کی جگہ میں خود آپ کی خدمت گزاری کرتا۔"

شیخ نے فرمایا "مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس فرزند کے ذریعہ آپ کو نفع دے گا۔"

اس کے بعد مجھے شیخ کے حوالے کر کے واپس چلے گئے اَعْظَمَ اللّٰہُ اَجْرَہٗ وَجَزَاہُ عَنِّیْ خَیْرًا۔ اس کے بعد میں نے انھیں ایک ماہ تک نہیں دیکھا میری یہ خدمت تھی کہ روزانہ دو گھڑے پانی سے بھرے ہوئے ننگے پاؤں شیخ کے گھر لے جایا کرتا تھا۔ لوگ مجھے یہ کام کرتے دیکھتے تو میرے والد سے جاکر کہتے تھے۔ والد صاحب انھیں جواب دیتے:

"میں نے اسے اللہ کے واسطے چھوڑا ہے اور اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ اس کا یہ ثواب برباد نہیں ہوگا اور دعا کرتا ہوں کہ اسے اپنی شان کے لائق اجر سے نوازے۔"

اس کے بعد والد صاحب کا انتقال ہوا۔ میں نے اس کے بعد خواب دیکھا کہ شیخ فرماتے ہیں:

"اے صفی الدین! میں نے اپنی بیٹی کا تم سے نکاح کر دیا۔"

میں جب بیدار ہوا تو حیرت زدہ تھا اور شرم و حیا کے باعث اس بات کی خبر شیخ کو نہیں دے سکتا تھا۔ دوسری طرف خیال تھا کہ نہ بتاؤں تو خیانت نہ ہو کہ میں نے ان کی کوئی بات دیکھی اور انھیں نہیں بتائی۔ اسی کشمکش میں تھا کہ شیخ نے مجھے دیکھا اور فرمایا تو نے کیا خواب دیکھا؟ میں ان سے مبہوت ہو گیا اور کچھ نہ کہہ سکا۔ فرمایا بیان کرو، تمھیں زبان کھولنی ہی ہوگی۔ میں نے جو دیکھا تھا بتا دیا فرمایا اے بیٹے یہ تو ازل ہی سے ہو چکا تھا (یا اسی مفہوم کا کوئی اور جملہ فرمایا) اور اپنی بیٹی کا مجھ سے عقد کر دیا۔ وہ صاحبزادی اولیاء اللہ میں سے تھیں۔ ان کے چہرے پر ایسا نور تھا کہ کسی دیکھنے والے کو ان کی ولایت اور ان کے جنتی

Marfat.com

ہونے میں شبہ نہ رہتا۔

ان سے کئی اولادیں ہوئیں اور سب فقراء و فقہا ہوئے اور ہم ان کی برکت کے سائے میں ان کے والد کے انتقال کر جانے کے کئی سال بعد تک رہے۔ نہایت کشف والی تھیں۔ موت سے ایک سال پہلے ہی اپنے مرنے کی خبر دے دی تھی، اور قریب الموت اور بعد مرگ ہونے والے کئی واقعات کو بھی پہلے ہی بیان کر چکی تھیں۔ جو اسی طرح رونما ہوئے۔ جان کنی کے وقت کہتی تھیں ؛

يَاۤ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ۙ اے نفسِ مطمئنہ! لوٹ اپنے رب کی طرف ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً اس حال میں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ مَّرْضِيَّةً ۝ۚ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ سے راضی۔ پھر میرے (خاص) بندوں میں وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ؕ (فجر: ۲۷ تا ۳۰) شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

اس کا ورد کرتی ہوئی ان کی روح جسم سے پرواز کر گئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(روض الریاحین)

باپ کے کہنے پر عمل نہ کرنا پریشانی کا باعث بنا

ایک پہلوان (مردِ شاہ زور) کا قصہ

بیان کرتے ہیں کہ گردشِ زمانہ سے سخت پریشان ہو گیا تھا۔ خرچ زیادہ اور آمدنی کم تھی۔ مفلسی اور قلاشی کے ہاتھوں عاجز ہو کر باپ کے پاس گیا اور شکایتِ زمانہ کرتے ہوئے اس سے سفر پر جانے کی اجازت چاہی تاکہ اپنی قوتِ بازو سے کام لے کر گوہرِ مقصود حاصل کر سکے۔ (یعنی اپنی تنگ دستی کو آسودہ حالی میں بدل سکے) باپ نے کہا اے بیٹے! یہ فضول خیال دل سے نکال دے اور سلامتی کے لیے قناعت کر کے گھر میں بیٹھ۔ کیونکہ داناؤں کا قول ہے کہ دولت کوشش سے نہیں ملتی۔

بیٹے نے کہا ابا جان! سفر کے بہت سے فائدے ہیں مثلاً تفریحِ طبع، اور مختلف ملکوں کی سیر اور عجیب و غریب چیزوں کا دیکھنا اور سننا، مرتبہ اور ادب کا

Marfat.com

حاصل کرنا، منافع کمانے اور دولت میں اضافہ کرنے کے ذرائع میسر آنا۔ دوستوں کی ملاقات، قسم قسم کے لوگوں سے واقفیت اور زمانے کے نشیب و فراز کا تجربہ وغیرہ وغیرہ۔

باپ نے کہا کہ جانِ پدر، سفر کے فوائد جیسا کہ تو نے بیان کیے بے شمار ہیں۔ لیکن یہ صرف پانچ قسم کے لوگ ہی یقینی طور پر حاصل کر سکتے ہیں۔ اول وہ سوداگر جس کو خدا نے دولت، حشمت، غلام، کنیزیں اور مستعد خدام دے رکھے ہیں۔ ہر روز ایک نئے شہر میں جاتا ہے اور ہر رات ایک نئی جگہ مقیم ہوتا ہے اور ہر وقت دنیا کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا ہے۔

دوسرا وہ عالم کہ اپنے کلام شیریں۔ قوتِ فصاحت اور رایۂ بلاغت کے ساتھ جہاں کہیں جاتا ہے لوگ اس کی خدمت میں حاضر ہوتے اور تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔

تیسرا وہ خوبرو کہ صاحبِ دل لوگ اس سے ملنے کی خواہش کریں۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ تھوڑا سا حسن و جمال بہت سے زر و مال سے بہتر ہے اور کہتے ہیں کہ خوبصورت چہرہ زخمی دلوں کا مرہم ہے اور بند دروازوں کی کنجی ہے بلاشبہ اس کی صحبت کو لوگ سب جگہ غنیمت سمجھتے ہیں۔

چوتھا وہ خوش آواز کہ اپنے داؤدی گلے سے بہتے پانی کو روک دیتا ہے۔ اور پرندوں کو اڑنے سے باز رکھتا ہے۔ اپنی اس خداداد فضیلت سے وہ مشتاقوں کے دل شکار کرتا ہے۔ اور باشعور لوگ اس کی صحبت میں بیٹھنے کی خواہش کرتے ہیں اور ہر طرح سے اس کی خدمت بجا لاتے ہیں۔

پانچواں وہ صاحبِ ہنر جو اپنی قوتِ بازو سے روزی حاصل کرتا ہے اور روٹی کے ایک لقمہ کے لیے اپنی عزت و آبرو کا سودا نہیں کرتا۔

اے بیٹے! یہ صفات جو میں نے بیان کیں سفر میں دل جمعی اور حسنِ گزران کا باعث بنتی ہیں۔ جو شخص ان صفات سے محروم ہے وہ محض خوش فہمی میں مبتلا

ہوکر سفر کرتا ہے اور کوئی دوسرا اس کا نام و نشان بھی نہیں سنتا ہے۔

بیٹے نے کہا کہ ابا جان! میں داناؤں کے قول کی مخالفت کیسے کروں، جو کہہ گئے ہیں کہ رزق اگرچہ قسمت میں لکھا ہوتا ہے لیکن اس کے حاصل کرنے کے لیے تگ و دو ضروری ہے اور مصیبت بھی اگرچہ قسمت میں لکھی ہوتی ہے لیکن اس کو جان بوجھ کر دعوت دینے سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ میری کیفیت یہ ہے کہ مست ہاتھی پر حملہ کر سکتا ہوں اور غضبناک شیر سے پنجہ آزمائی کر سکتا ہوں پس اے پدر بزرگوار بہتر یہی ہے کہ میں سفر کروں کیونکہ مفلسی کے مصائب جھیلنا میری طاقت سے باہر ہے۔

یہ کہہ کر باپ سے دعا کی درخواست کی اور چل پڑا۔ چلتے چلتے ایک تند و تیز دریا کے کنارے پر پہنچا۔ وہاں دیکھا کہ کچھ آدمی سامانِ سفر باندھے ایک کشتی پر بیٹھے ہیں۔ ملاح نے ان سے دریا عبور کرانے کی اجرت پہلے ہی لے لی تھی۔ اس نوجوان کے پلّے پیسہ تو تھا نہیں ملاح کی خوشامد کرنے لگا کہ اسے بغیر اُجرت لیے کشتی میں بٹھا لے۔ ملاح نے اس کی خوشامد کا جواب خندۂ استہزاء سے دیا۔ اور کہا کہ روپے کے بغیر زور بے فائدہ ہے۔ دس آدمیوں کے زور کی بجائے ایک آدمی کا کرایہ نکال۔ کشتی میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے بھی اس کی خوشامد اور رونے پیٹنے پر مطلق رحم نہ کھایا اور کشتی چل پڑی۔ نوجوان کو سخت غصہ آیا اور اس نے ملاح سے بدلہ لینے کی ٹھانی۔ پکار کر کہا کہ اگر میرے جسم کے کپڑے کرایہ کے عوض تو قبول کرلے تو پیش کر سکتا ہوں۔ ملاح لالچ میں آکر کشتی کو واپس کنارے پر لے آیا۔ نوجوان نے اس کو کشتی سے کھینچ لیا اور پیٹنا شروع کر دیا۔ ملاح کا دوست اس کی مدد کے لیے کشتی سے باہر آیا لیکن اس کا بھی وہی حال ہوا۔ ناچار انھوں نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ اس شہ زور نوجوان سے صلح کرلیں اور اسے بلا اُجرت دریا کے پار لے جائیں۔ چنانچہ اس کے پاؤں پر گر پڑے اور منت سماجت کر کے کشتی پر بٹھا لیا۔ دریا میں ایک جگہ یونان کی کسی شکستہ عمارت کا ایک ستون

کھڑا تھا۔ کشتی اس کے قریب پہنچی تو ملاح نے کہا کہ کشتی میں ایک خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ تم میں سے کوئی ایسا آدمی جو بہت طاقتور ہو اس ستون پر چڑھ جائے اور کشتی کی رسی کو پکڑ کر اس کو روک رکھے تاکہ اس دوران میں ہم اس کی مرمت کر لیں۔

پہلوان کو اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا اس نے آزردہ دل دشمن کا خیال نہ کیا اور داناؤں کے اس قول کو فراموش کر دیا کہ جس کو تو نے ایک دلی رنج پہنچایا اس کے بعد اگر تو اس کو سو آرام پہنچائے تو اس ایک رنجش سے بے خوف مت رہ کیونکہ تیر زخم سے باہر نکل جاتا ہے اور اس کا درد دل میں باقی رہ جاتا ہے۔ چنانچہ وہ کشتی کی رسی اپنے بازو پر لپیٹ کر اس ستون پر چڑھ گیا۔ ملاح نے رسی اس کے ہاتھ سے چھڑالی (کاٹ دی) اور کشتی چلا دی۔ پہلوان بیچارہ حیران رہ گیا۔ دو دن سخت مصیبت اٹھائی۔ تیسرے دن نیند نے غلبہ کیا اور اسے پانی میں گرا دیا ایک رات اور ایک دن ہاتھ پاؤں مارنے کے بعد بہزار دقّت کنارے پر پہنچا زندگی کی کچھ رمق باقی تھی۔ درختوں کے پتے اور گھاس توڑ کر کھانے لگا یہاں تک کہ جسم میں کچھ قوت آئی اور وہاں سے آگے روانہ ہوا۔ راستے میں شدید پیاس محسوس ہوئی۔ اتفاق سے ایک کنویں پر پہنچا جس کے گرد کچھ لوگ جمع تھے وہ لوگ ایک پیسہ دے کر تھوڑا سا پانی پیتے تھے۔ نوجوان کے پاس پیسہ تو تھا نہیں اپنی بے کسی اور بے مائیگی کا اظہار کر کے پانی طلب کیا۔ لیکن کسی نے اس پر رحم نہ کھایا۔ اس نے تنگ آ کر پانی فروخت کرنے والوں میں سے ایک دو کو زدوکوب کیا۔ یہ دیکھ کر بہت سے آدمی اس کو لپٹ گئے اور خوب پیٹا۔ یہاں تک کہ زخمی ہو گیا۔ ناچار ایک قافلے کے پیچھے ہو لیا۔ رات کو قافلہ ایک ایسے مقام پر پہنچا جہاں چوروں کا زبردست خطرہ تھا نوجوان نے دیکھا کہ قافلے والے خوف کے مارے کانپ رہے ہیں اور موت کو سامنے دیکھ رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ فکر نہ کرو۔ میں تنہا پچاس آدمیوں کا مقابلہ کر سکتا ہوں۔ یہ سن کر اہلِ قافلہ کی جان میں

Marfat.com

جان آئی اور ان کے حوصلے بڑھ گئے انھوں نے اس نوجوان کو خوب کھلایا پلایا اس کے قُل ہُو اللہ پڑھتے ہوئے معدے نے بھوک اور پیاس سے نجات پائی تو لمبی تان کر سو رہا۔ ان لوگوں میں ایک جہاندیدہ بوڑھا بھی تھا اس نے کہا اے میرے ساتھیو! مجھے چوروں سے اتنا خطرہ نہیں جتنا تمھارے رہبر سے۔

کہتے ہیں کہ ایک غریب کے پاس تھوڑے سے درہم جمع ہو گئے تھے اس کو چوروں کے ڈر سے گھر میں اکیلے نیند نہ آتی تھی۔ اپنے دوستوں میں سے ایک کو اپنے گھر میں بلا لیا تاکہ رات مل کر گزاریں۔ ایک، ایک، اور دو گیارہ۔ چند راتوں کے بعد اس دوست کو اس غریب کے درہموں کا پتہ چل گیا اور ایک دن وہ انھیں لے کر نو دو گیارہ ہو گیا۔ لوگوں نے صبح کو اس غریب کو روتے پیٹتے دیکھا تو پوچھا کہ شاید تیرے درہم چور لے گئے۔ کہنے لگا نہیں خدا کی قسم میرا رہبر (دوست) لے گیا۔ تم کیا جانو، کہ یہ پہلوان بھی انھی چوروں میں سے ہو جو مکر و فریب سے ہم میں آ دھمکا ہے تاکہ موقع پاکر اپنے دوسرے ساتھیوں کو خبر کر دے۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ اسے یہیں سوتا چھوڑ دیں اور ہم چلتے بنیں۔ اہلِ قافلہ کو مشورہ پسند آیا اور وہ سامانِ سفر باندھ کر وہاں سے چل دیے۔ جب کافی دن چڑھ گیا تو پہلوان بیدار ہوا۔ ارد گرد دیکھا تو ہُو کا عالم تھا اور قافلہ کا کہیں نام و نشان بھی نہ تھا۔ سر پیٹ کر رہ گیا۔ بے چارہ ادھر اُدھر بہت گھوما لیکن قافلے کا پتہ نہ چلا آخر بھوک اور پیاس سے نڈھال ہو کر ایک جگہ گر پڑا اور موت کا انتظار کرنے لگا اس وقت اس کی زبان پر یہ اشعار جاری تھے۔

مَن ذا یُحَدِّثُنِیْ وَزُمَّ الْعِیْسُ ∴ مَا لِلْغَرِیْبِ سِوَی الْغَرِیْبِ اَنِیْسُ

(کون ہے جو مجھ سے باتیں کرے اور حال یہ کہ اونٹ سب چل دیے۔ نہیں ہے سوائے مسافر کے مسافر کا کوئی ساتھی)

درشتی کند بر غریباں کسے ∴ کہ نابودہ باشد بغربت بسے

(مسافروں پر وہی شخص سختی کرتا ہے جس نے کبھی مسافرت (غریب الوطنی)

کا مزہ نہ چکھا ہو)

اتفاق سے ایک شہزادہ جو شکار کھیلتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گیا تھا ادھر آ نکلا۔ اس نے خستہ حال پہلوان کو یہ شعر پڑھتے سُنا اور اس کی پاکیزہ صورت دیکھی تو ٹھٹک کر اس کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور پریشان حالی کا سبب پوچھا، نوجوان نے جو کچھ اس پر بیتی تھی کہہ سنائی۔ شہزادے کو اس کی تباہ حالی پر رحم آگیا اور اس نے اسے خلعت اور انعام سے نوازا۔ پھر ایک بھروسہ کا آدمی اس کے ساتھ کر دیا یہاں تک کہ وہ اپنے شہر میں پہنچ گیا۔ باپ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اس کے زندہ سلامت واپس آجانے پر خدا کا شکر ادا کیا۔ پہلوان نے رات کو جو اس پر بیتی تھی، کشتی کے حالات، ملاح کا ظلم، کنویں پر دیہاتیوں کی زیادتی، اور قافلے والوں کی بیوفائی۔ غرض سب کے تمام حالات باپ کو سنائے۔ باپ نے کہا اے بیٹے! کیا میں نے تجھ سے چلتے وقت نہیں کہا تھا کہ مفلسوں کے دلیری کے ہاتھ بندھے ہوتے ہیں اور ان کی شجاعت کا پنجہ ٹوٹا ہوتا ہے۔

لڑکے نے کہا اباجان! یقیناً جب تک آپ تکلیف نہیں اٹھائیں گے خزانہ نہیں پائیں گے۔ جب تک جان کو خطرے میں نہیں ڈالیں گے دشمن پر فتح حاصل نہیں کریں گے۔ جب تک دانہ نہیں بوئیں گے غرمن نہیں اٹھائیں گے آپ نے دیکھا نہیں کہ تھوڑی سی تکلیف اٹھانے کے بعد مجھے کس قدر راحت نصیب ہوئی ہے اور ایک ڈنک کھا کر شہد کا کس قدر ذخیرہ میں اپنے ساتھ لایا ہوں

غواص گر اندیشہ کند کام نہنگ ٭ ہرگز نکند دُرِّ گراں مایہ بچنگ

(غوطہ خور اگر مگرمچھ کے منہ سے خوف کرے تو کبھی قیمتی موتی حاصل نہ کر سکے گا)

باپ نے بیٹے سے کہا کہ اس مرتبہ آسمان نے تیری مدد کی اور اقبال نے رہبری۔ کہ ایک دولت مند تیرے پاس آگیا اور انعام واکرام سے تجھے نوازا لیکن ایسا اتفاق شاذ ونادر ہوتا ہے اور اتفاقی باتوں پر تکیہ نہیں کرنا چاہیئے۔ کہتے ہیں کہ

فارس کے بادشاہ کے پاس ایک انگوٹھی تھی۔ جس میں ایک نگینہ جڑا ہوا تھا ایک مرتبہ بادشاہ چند مصاحبوں کے ساتھ شیراز کی عیدگاہ میں سیر کرنے گیا۔ وہاں جاکر حکم دیا کہ انگوٹھی کو مرحوم شاہ عضدالدین کے مقبرے کے گنبد پر قائم کیا جائے اور لوگ اس پر تیر اندازی کریں۔ جس شخص کا تیر انگوٹھی کے حلقے سے گزر جائے گا انگوٹھی اس کو دے دی جائے گی۔ اس وقت بادشاہ کے ساتھ چار سو ماہر تیر انداز تھے ان سب نے انگوٹھی پر تیر چلائے لیکن سب کا نشانہ خطا ہوا۔ ایک چھوٹا سا بچہ ایک نواحی مکان کی چھت پر تیر اندازی کی مشق کر رہا تھا۔ اتفاق سے اس کا تیر انگوٹھی کے حلقے سے گزر گیا۔ بادشاہ نے اس بچے کو خلعت اور انعام دیا۔ اور حسب وعدہ انگوٹھی بھی اسے دیدی۔ اس بچے نے انعام لے کر تیر و کمان جلا دیے۔ لوگوں نے کہا کہ تو نے ایسا کیوں کیا۔ بولا اس لیے کہ میرا بھرم بنا رہے۔

کہ بود کز حکیم روشن رائے ٭ بر نیاید درست تدبیرے
گاہ باشد کہ کودکے ناداں ٭ بغلط بر ہدف زند تیرے

(کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ روشن دماغ دانا سے تدبیر نہیں ہوتی اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ناداں بچہ غلطی سے نشانہ پر تیر مار دیتا ہے)

(سچی حکایات)

Marfat.com

والدہ کی خصوصی تعظیم

اللہ تعالیٰ کی نظر میں ماں کا مقام بہت بلند ہے کیونکہ ماں عورت ہونے کی حیثیت سے کمزور ہوتی ہے اس لیے اسے اولاد کی پرورش کے لیے جسمانی طور پر مرد سے زیادہ مشقت اٹھانا پڑتی ہے۔ خاص کر بچہ جننے اور دودھ پلانے کے زمانے میں اسے رات دن بچے پر خاص توجہ دینی پڑتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ماں کے ساتھ خاص طور پر حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے۔

حکمِ قرآن

والدہ کی خصوصی تعظیم کرنا اولاد کا فرض ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے:

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کی والدہ نے بڑی تکلیف کے ساتھ اسے اٹھائے رکھا اور اسے جنم دینے میں بھی تکلیف برداشت کی اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے تک تیس مہینے گزر گئے۔ حتیٰ کہ جب وہ پوری طرح نشوونما پا گیا اور چالیس سال کا ہو گیا تو اس نے کہا اے میرے رب! مجھے اپنی نعمت کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا کر دے وہ نعمت جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ہے اور میں تیری رضا کے مطابق صالح عمل کروں اور میری

وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ج اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

اولاد کو اصلاح پر قائم رکھ بیشک میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور بلاشبہ میں مسلمانوں میں سے ہوں ۔ (پ۲۶، احقاف : ۱۵)

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ ماں حسنِ سلوک کی باپ کی نسبت زیادہ حقدار ہے ۔ اس آیت میں ان تکلیفوں اور مشقتوں کا ذکر کیا گیا ہے جو بچے کے سلسلے میں صرف ماں برداشت کرتی ہے ۔ جس دن ماں حاملہ ہو جاتی ہے، اس دن سے ماں کی ساری جسمانی صلاحیتیں بچے کی پرورش میں صرف ہونے لگتی ہیں ۔ اس کا اپنا جسم حمل کی وجہ سے متاثر ہوتا ہے ۔ پیٹ پر گرانی رہنے لگتی ہے ۔ طبیعت پر افسردگی چھا جاتی ہے ۔ پیدائش کے وقت والدہ کو جس کیفیت سے گزرنا پڑتا ہے وہ بڑا جان لیوا مرحلہ ہوتا ہے ۔ اس کے بعد رضاعت کا دور شروع ہو جاتا ہے ۔ جس میں ماں اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے ۔ صبح و شام کپڑے بدلتی ہے اگر خدانخواستہ بچہ بیمار ہو جائے تو اسے رات دن اٹھائے پھرتی ہے ۔ رات کو اگر بستر پر بچہ پیشاب کر دے تو اسے خشک جگہ پر ڈالتی ہے ۔ غرضیکہ بچے کے آرام کی خاطر ماں بڑی مشقت برداشت کرتی ہے ۔ ان خدمات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ماں کو باپ سے کئی گنا زیادہ حق دیا ہے ۔ اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ایک اور مقام پر یوں بیان فرمایا ہے :

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ ط اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ۝

اور ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید کی جس کو والدہ نے کمزوری پر کمزوری کے باوجود اٹھائے رکھا اور دو سال میں اس کا دودھ چھڑایا اس لیے میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو ۔ میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے ۔ (پ۲۱، لقمان : ۱۴)

اس آیت میں حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو جو نصیحت کی تھی اس کا ذکر ہوا ہے

حضرت لقمان ایک بہت اچھے انسان تھے ان کا اصل نام لقمان بن عنقا بن سدون ہے ان کے بیٹے کا نام بموجب بیان سُہیلی ثاران ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر اچھائی کے ساتھ کیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ انھیں حکمت عطا فرمائی تھی۔ انھوں نے جو اپنے بیٹے کو والدہ کی اطاعت کی نصیحت کی تو اس کی وجہ دلیل بیان کی جو پہلے والی آیت میں بیان ہوئی ہے کہ بے شک ماں باپ کا اپنی اولاد پر بڑا حق ہے لیکن دونوں میں سے ماں کا حق زیادہ ہے۔ نو ماہ تک وہ بچے کو پیٹ میں اٹھائے پھرتی ہے حمل کی گرانی اس کو کمزور و ناتواں کر دیتی ہے۔ اس طویل عرصہ میں آئے دن اسے دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پھر پیدائش کا لمحہ بہت ہی جانگسل اور صبر آزما ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے صدقہ سے ان پر خطر مرحلوں سے گزر جائے تو پھر قرآن پاک کے ارشاد کے مطابق دو سال تک دودھ پلاتی رہتی ہے۔

علاوہ ازیں ماں باپ اپنے نورِ نظر کی خدمت میں دن رات گزارتے چلے جاتے ہیں اور یہ ساری خدمات اور مشقتیں کسی احسان کے جتلانے کے خیال سے یا کسی لالچ کی وجہ سے نہیں بلکہ محض محبت اور پیار کے مثالی جذبہ سے سرشار ہو کر سر انجام دی جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنا شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ والدین کا شکر ادا کرنے کا حکم بھی ملا دیا ہے اس طرح بندہ نوازی کی حد کر دی اور اسلامی معاشرہ میں والدین کا جو اعلیٰ و ارفع مقام ہے اس کی وضاحت کر دی اس کے بعد بھی اگر مسلمان بچے اپنے ماں باپ کی خدمت میں کوتاہی کریں اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کر کے ان کی دعائیں نہ لیں تو بڑی بدقسمتی کی بات ہے۔

حکایت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک مرتبہ کھجور کے بھاؤ بہت بڑھ گئے اس گرانی کے دور میں ایک دن حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کھجور کے ایک درخت میں چھوٹا سا شگاف کیا اور اس سے کھجور کا شیرہ

Marfat.com

نکالا۔ لوگوں نے کہا ایسا کیوں کرتے ہو، ایسا کرنے سے کھجور کا درخت کمزور ہو جائے گا۔ یہ درخت تو بہت قیمتی ہے۔ حضرت اسامہؓ نے کہا کہ میری والدہ نے مجھ سے اس کی خواہش کی تھی اور جہاں تک ہو سکتا ہے میں ان کی فرمائشوں کی تعمیل کرتا ہوں۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنی ماں کو اپنی گردن پر لاد کر دو فرسخ (چھ میل) تک ایسی سخت گرمی میں لے گیا کہ اگر آپ اس گرمی میں گوشت کا ایک ٹکڑا ڈال دیتے تو بھن جاتا تو کیا میں نے اپنی ماں کا حق ادا کر دیا؟ آپؐ نے فرمایا شاید تیرا یہ کام ایک ہی مرتبہ کے لیے ہو۔ (طبرانی)

حُسن سلوک کی سب سے زیادہ حقدار ماں ہے

سب سے زیادہ حُسنِ سلوک کی حقدار ماں ہوتی ہے پھر باپ اور اس کے بعد قرب کے اعتبار سے درجہ بدرجہ رشتہ دار شمار ہوتے ہیں۔ اس بارے میں حدیث پاک یہ ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللهِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْكَ ـ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ ـ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے اچھے سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا تیرا باپ، اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا تیری ماں پھر تیری ماں پھر تیرا باپ پھر تیرا قریبی عزیز پھر اس کے بعد رشتہ دار۔ (بخاری)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ماں سے حسن سلوک کرنے کی تاکید کی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ماں کا حق باپ سے تین گنا زیادہ ہے کیونکہ اس نے اپنے پیٹ میں بچے کا حمل اٹھانے، بچے کو جنم دینے اور پھر اسے دودھ پلانے کی تکلیف برداشت کی ہے اس لیے اولاد پر ماں کا حق باپ کے حق سے زیادہ ہے اور اس کے ساتھ حسن سلوک اور بھلائی اور اس کی خدمت و دیکھ بھال کرنا زیادہ واجب اور زیادہ ضروری ہے اور اگر ایسی صورت پیش آجائے جس میں بیک وقت دونوں کے حقوق کی ادائیگی دشوار ہو جائے۔ مثلاً ماں باپ کے درمیان کسی وجہ سے ان بن ہو اور لڑکا اگر ماں کے حقوق کی رعایت کرتا ہے تو باپ ناراض ہوتا ہے اور اگر باپ کے حقوق کا لحاظ کرتا ہے تو ماں آزردہ ہوتی ہے تو ایسی صورت میں یہ درمیانی راہ نکالی جائے کہ تعظیم و احترام میں تو باپ کے حقوق کو فوقیت دے اور خدمت گزاری نیز مالی امداد اور عطا میں ماں کے حق کو فوقیت دے۔

یہ بات، ایک اور حدیث میں یوں بیان ہوئی ہے۔

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَبَرُّ قَالَ أُمَّكَ ثُمَّ أُمَّكَ ثُمَّ أُمَّكَ ثُمَّ أَبَاكَ ثُمَّ الْأَقْرَبَ فَالْأَقْرَبَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْأَلُ رَجُلٌ مَوْلَاهُ مِنْ فَضْلٍ هُوَ عِنْدَهٗ فَيَمْنَعُهٗ إِيَّاهُ إِلَّا دُعِيَ لَهٗ

حضرت بہز بن حکیم کے والد ماجد سے ان کے والد محترم نے فرمایا، میں عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! کس کے ساتھ نیکی کروں؟ فرمایا اپنی والدہ سے، پھر والدہ سے، پھر والدہ سے پھر اپنے باپ سے پھر جو سب سے قریب ہو پھر جو قریب ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے آزاد کردہ غلام سے زائد از ضرورت مال مانگے جو اس کے پاس ہو اور وہ انکار کر دے مگر قیامت کے روز وہ زائد مال جس کا انکار کیا گنجے سانپ کی

يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ فَضَلَهُ الَّذِي مَنَعَهُ شُجَاعًا اَقْرَعَ ٭

شکل میں اس کے پاس آئے گا۔

(ابوداؤد)

حضرت ابوحازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ابومرہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ وہ حضرت ابوہریرہ رضؓ کے ساتھ ان کے وطن العقیق گئے جب وہ اپنے وطن پہنچے تو بڑی اونچی آواز سے کہا اے اماں جان! السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' آپ پر اللہ رحم فرمائے۔ جیساکہ آپ نے میری پرورش فرمائی ہے۔ ان کی والدہ ماجدہ نے جواب میں ارشاد فرمایا اے فرزند عزیز! اللہ تعالیٰ تمھیں جزائے خیر عطا فرمائے اور راضی ہو تم سے جیساکہ تم نے بڑھاپے میں نیک سلوک کیا۔ (الادب المفرد)

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِ يْكَرِبَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِاُمَّهَاتِكُمْ ثَلَاثًا اِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِاٰبَائِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِالْاَقْرَبِ فَالْاَقْرَبِ ٭

حضرت مقدام بن معدیکربؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ تمھیں اپنی ماں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی۔ پھر تمھیں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اس کے بعد قریبی رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا تم جہنم سے ڈرتے ہو اور چاہتے ہو کہ جنت میں جاؤ؟ کہا خدا کی قسم یہی چاہتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کیا تمھارے والدین زندہ ہیں؟ کہا والدہ ہیں۔ فرمایا خدا کی قسم! اگر تم اس سے نرمی سے باتیں کرو اور اس کو کھلاؤ تو جنت میں ضرور جاؤ گے بشرطیکہ گناہِ کبیرہ سے اجتناب کرو۔

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ

حضرت بہز بن حکیم، ان کے والد، ان کے جدامجد کا

Marfat.com

عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَبَرُّ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبَاكَ ۔ ثُمَّ الْاَقْرَبُ فَالْاَقْرَبُ ؛

بیان ہے کہ میں کس کے ساتھ نیکی کروں؛ فرمایا کہ اپنی ماں کے ساتھ۔ میں عرض گزار ہوا کہ پھر؛ فرمایا کہ اپنی ماں کے ساتھ۔ میں عرض گزار ہوا کہ پھر؛ فرمایا کہ اپنی ماں کے ساتھ۔ عرض گزار ہوا کہ پھر؛ فرمایا کہ اپنے باپ کے ساتھ۔ پھر جو زیادہ قریبی رشتہ دار ہو۔ (ترمذی، ابوداؤد)

دوران حمل بچے کو ماں کے پیٹ میں ماں کی کھائی ہوئی خوراک سے خوراک ملتی ہے جو بچے کا جسم بننے کا ذریعہ بنتی ہے۔ یہ ماں کی بڑی قربانی ہے اس لیے ماں کا مقام بہت بلند ہے۔

عَنْ کُلَیْبُ بْنُ مَنْفِعَۃَ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّہٗ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَبَرُّ ؟ قَالَ اُمَّكَ وَاَبَاكَ وَاُخْتَكَ وَ اَخَاكَ وَمَوْلَاكَ الَّذِیْ یَلِیْ ذٰلِكَ حَقًّا وَاجِبًا وَرَحِمًا مَّوْصُوْلَۃً ؛

کلیب بن منفعہ کے دادا جان نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہؐ! کس کے ساتھ نیکی کروں؛ فرمایا کہ اپنی ماں، اپنے باپ، اپنی بہن، اپنے بھائی اور اپنے آزاد کرنے والے کا حق واجب ہے اور صلہ رحمی کرنی چاہیئے (ابوداؤد)

ہر ماں بچے کو تکلیف کے ساتھ جنم دیتی ہے جو بڑی شدید ہوتی ہے اور یکدم برداشت کرنا پڑتی ہے۔ اس وجہ سے بھی ماں کا مقام باپ سے زیادہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ السُّلَمِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُوْصِیْ اِمْرَءً بِاُمِّہٖ اُوْصِیْ اِمْرَءً بِاُمِّہٖ اُوْصِیْ اِمْرَءً بِاُمِّہٖ اُوْصِیْ

حضرت ابوسلمہ السلمیؓ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا کہ میں تمہیں ماں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اور پھر باپ کے ساتھ اور پھر غلام کے ساتھ

Marfat.com

اُوْصِیْ اِمْرَءً بِاُمِّہٖ اُوْصِیْ اِمْرَءً بِمَوْلَاہُ الَّذِیْ یَلِیْہِ وَاِنْ کَانَ عَلَیْہِ اَذًی یُّؤْذِیْہِ ؎ — نیک سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں خواہ تمھیں اس سے تکلیف پہنچے۔ (ابن ماجہ)

بچے کی پیدائش کے بعد ماں بچے کو چند سال تک پالتی ہے اور اس کی پرورش میں اپنی جسمانی قوت صرف کرتی ہے یعنی رات دن بچے کو اٹھاتی ہے اسے دودھ پلاتی ہے۔ سُلاتی ہے۔ غرضیکہ ہر ضرورت پوری کرتی ہے اس وجہ سے بھی ماں کا مقام بہت بُلند ہے۔

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍؓ قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّیْ وَھِیَ مُشْرِکَۃٌ فِیْ عَھْدِ قُرَیْشٍ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمِّیْ قَدِمَتْ عَلَیَّ وَھِیَ رَاغِبَۃٌ اَفَاَصِلُھَا؟ قَالَ نَعَمْ صِلِیْھَا ؎

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ قریش کے معاہدے کے دنوں میں میری والدہ میرے پاس آئیں اور وہ مشرکہ تھیں۔ میں عرض گزار ہوئی یا رسول اللہ! میری والدہ میرے پاس آئی ہیں اور وہ ضرورت مند ہیں کیا میں ان سے صلہ رحمی کروں؛ فرمایا ہاں ان سے صلہ رحمی کرو۔ (بخاری)

ماں کا مقام بلند ہونے کا مقصد یہ ہے کہ ماں اولاد کو پالتے وقت باپ سے زیادہ مشقت برداشت کرتی ہے اس لیے حسن سلوک کے سلسلے میں اولاد کو چاہیئے کہ ماں کے ساتھ خاص توجہ رکھے۔

حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس قریہ کے جہاد کے لیے جس کے ساکنین ظالم ہیں تیاری کرو۔ اللہ پاک انشاء اللہ اس پر تم کو فتح دے گا۔ یعنی خیبر کو۔ اور ہرگز میرے ساتھ وہ نہ چلے جس کا اونٹ بے مہار اور قابو سے باہر ہو اور نہ کوئی کمزور میرے ساتھ چلے۔ یہ سن کر حضرت ابوہریرہؓ اپنی ماں کے پاس گئے اور عرض کیا مجھ کو سامان دے دیجیے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ کے لیے سامان کی تیاری کا حکم دیا ہے، ان کی ماں نے کہا

تو جا رہا ہے اور تجھے خوب معلوم ہے کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اب میرے ساتھ ہی داخل ہوگا۔ حضرت ابوہریرہ رضی فرماتے ہیں کہ میں حضور سے پیچھے رہنے والا نہیں تھا۔ میری ماں نے اپنی پستان نکالی اور مجھے جو اس میں سے دودھ پلایا تھا اس کی قسم دی اور وہ حضور کے پاس چھپ کر آئیں اور آپ کو خبر دی۔ آپ نے فرمایا تو جا اب تیرے کہنے کی ضرورت نہیں رہی۔ اتنے میں حضرت ابوہریرہ رضی آپ کی خدمت میں آئے آپ نے ان سے منہ پھیر لیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا خیال ہے کہ آپ نے مجھ سے جو یہ اعراض فرمایا ہے، اس کے سوا کوئی اور بات نہیں کہ آپ کو میرے بارے میں کوئی اطلاع ملی ہے۔ حضور نے فرمایا تو وہی تو ہے کہ تیری ماں نے تجھے قسم دی اور اپنی پستان دکھا کر تجھے قسم دی اس چیز کا واسطہ دیتے ہوئے جو اس نے تجھے دودھ پلایا تھا تم میں سے ایک کا گمان یہ ہے جبکہ اپنے والدین کے پاس یا ان میں سے کسی ایک کے پاس ہو کہ شاید وہ اللہ کے راستے میں نہیں ہے بلکہ وہ اللہ کے راستے میں ہے جب تک ان کے ساتھ سلوک کرتا رہے۔ اور ان کے حقوق ادا کرتا رہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں دو سال تک ٹھہرا رہا اور کسی غزوہ میں جب تک میری ماں کا انتقال نہ ہو گیا شرکت نہیں کی۔ (الہیثمی ج ۵)

جنت ماں کے قدموں تلے ہے

ماں کی خدمت و اطاعت جنت میں جانے کا ذریعہ ہے اس لیے یہ کہا گیا ہے کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔ جہاد ایک ایسا عمل ہے جس کے باعث جنت میں داخل ہونا لازم ہو جاتا ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ جہاد میں جانے کی بجائے ماں کے پاس رہ کر اس کی خدمت کی جائے تو بھی انسان جنت میں داخل ہوگا۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر جہاد کے لیے جانا ناگزیر ہو جائے تو جہاد میں شامل ہو جانے میں کوئی حرج نہیں۔ اس کے بارے میں احادیث مبارکہ مندرجہ ذیل ہیں:

Marfat.com

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ اَنَّ جَاهِمَةَ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَدْتُ اَنْ اَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ اَسْتَشِيْرُكَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ فَالْزَمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا ؞

حضرت معاویہ بن جاہمہ رضؓ کہتے ہیں کہ میرے والد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میرا ارادہ جہاد کرنے کا ہے ۔ میں آپ سے مشورہ کرنے آیا ہوں ۔ آپ نے فرمایا تمھاری ماں موجود ہے؟ انھوں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا اسے نہ چھوڑو کیونکہ جنت اس کے قدموں میں ہے ۔

(نسائی شریف)

(۲) عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْتَشِيْرُهٗ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَكَ وَالِدَانِ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَلْزَمْهُمَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ اَقْدَامِهِمَا ؞

حضرت معاویہ بن جاہمہ رضؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے جہاد کے بارے میں مشورہ کیا ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تمھارے والدین ہیں؟ انھوں نے کہا جی! آپ نے فرمایا تم ان سے چمٹے رہو کیونکہ جنت ان کے قدموں کے نیچے ہے ۔ (طبرانی)

(۳) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ السُّلَمِيِّ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ اُمُّكَ حَيَّةٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت طلحہ بن معاویہ سلمی رضؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جہاد فی سبیل اللہ کا ارادہ رکھتا ہوں ۔ آپؐ نے فرمایا تمھاری ماں زندہ ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! آپؐ نے فرمایا اس کے پیروں کے ساتھ چمٹے رہو

وَسَلَّمَ اَلْزَمْ رِجْلَهَا فَثَمَّ الْجَنَّةُ ؎ — وہیں جنت ہے۔

(طبرانی)

(۴) عَنْ اَنَسٍ قَالَ الْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ ؎

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ (کنز الاعمال)

(۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ قَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْ اُمِّهٖ كَانَ لَهٗ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ ۔

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ جس شخص نے اپنی ماں کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا وہ بوسہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے حجاب ہوگا۔ (بیہقی)

(۶) عَنْ فَاطِمَةَ قَالَتْ اَلْزَمْ رِجْلَهَا فَثَمَّ الْجَنَّةَ

حضرت فاطمہ رضؓ سے روایت ہے کہ اپنی ماں کے پیروں سے چمٹے رہو۔ جنت وہیں ہے (ابن ماجہ)

چھوٹے بچے کا ماں کے پاس رہنے کا حق

بچہ جب چھوٹا ہو تو اس وقت ماں کا حق ہے کہ اس بچے کو اپنے پاس رکھے۔ جب بچہ بڑا ہو جائے تو پھر وہ والد کے پاس رہنے کا مجاز ہے اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے:

عَنْ هِلَالِ بْنِ اُسَامَةَ اَنَّ اَبَا مَيْمُوْنَةَ سَلْمٰى مَوْلٰى مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ صِدْقٌ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا جَالِسٌ مَعَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ جَاءَتْهُ امْرَاَةٌ فَارِسِيَّةٌ مَعَهَا ابْنٌ لَهَا فَادَّعَيَاهُ وَقَدْ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا فَقَالَتْ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ رَطَنَتْ

ہلال بن اسامہ نے اہل مدینہ کے مولیٰ ابو میمونہ سلمیٰ سے روایت کی ہے کہ ایک سچے آدمی نے فرمایا کہ میں حضرت ابوہریرہ رضؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک ایرانی عورت آئی جس کے ساتھ اس کا بیٹا تھا۔ وہ لڑکے کو اپنے پاس رکھنا چاہتی تھی جبکہ اس کے خاوند نے اسے طلاق دے دی تھی۔ عرض گزار ہوئی کہ اے ابوہریرہ رضؓ! میں فارسی بولتی ہوں۔ میرا

Marfat.com

بِالْفَارِسِيَّةِ زَوْجِي يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بِابْنِي فَقَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ اسْتَهِمَا عَلَيْهِ وَرَطَنَ لَهَا بِذٰلِكَ فَجَاءَ زَوْجُهَا فَقَالَ مَنْ يُحَاقُّنِي فِي وَلَدِي فَقَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي لَا أَقُولُ هٰذَا إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا قَاعِدٌ عِنْدَهُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ زَوْجِي يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بِابْنِي وَقَدْ سَقَانِي مِنْ بِئْرِ أَبِي عُتْبَةَ وَقَدْ نَفَعَنِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَهِمَا عَلَيْهِ فَقَالَ زَوْجُهَا مَنْ يُحَاقُّنِي فِي وَلَدِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا أَبُوكَ وَهٰذِهِ أُمُّكَ فَخُذْ بِيَدِ أَيِّهِمَا شِئْتَ فَأَخَذَ بِيَدِ أُمِّهِ فَانْطَلَقَتْ بِهِ

خاوند میرے بیٹے کو مجھ سے لے جانا چاہتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فارسی میں کہا کہ دونوں قرعہ ڈال لو۔ اس کا خاوند آکر کہنے لگا کہ میرے لڑکے کے متعلق مجھ سے کون جھگڑتا ہے؟ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا بندۂ خدا! میں نہیں کہتا مگر میں نے سنا کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور میں آپؐ کے پاس بیٹھا ہوا تھا عرض گزار ہوئی یا رسول اللہ! میرا خاوند میرے بیٹے کو لے جانا چاہتا ہے حالانکہ اس نے مجھے ابوعتبہ کے کنویں کا پانی پلایا اور مجھے نفع پہنچایا ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں اس کا قرعہ ڈال لو۔ خاوند نے کہا کہ میرے بیٹے کے متعلق مجھ پر کون حق جتاتا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (بچے سے) فرمایا یہ تمہارا باپ ہے اور یہ تمہاری ماں ہے جس کا تم چاہو ہاتھ پکڑ لو چنانچہ اس نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پس وہ اسے لے کر چلی گئی۔

(ابوداؤد)

امام شافعیؒ کا مذہب اسی حدیث کے مطابق ہے کہ لڑکے کو اختیار دیا جائے گا کہ چاہے اپنی ماں کے پاس رہے اور چاہے باپ کے پاس رہے لیکن ہمارے امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مذہب دوسری احادیث کی بنا پر یہ ہے کہ لڑکے کی عمر کم ہو تو وہ اپنی

والدہ کے پاس رہے گا اور جب تھوڑی سی سوجھ بوجھ آجائے تو پھر اپنے والد کے پاس رہے گا۔ واللہ اعلم!

رضاعی والدہ کا مقام

اپنی حقیقی ماں کے علاوہ بچہ جس عورت کا دودھ پیتا ہے وہ اس کی رضاعی ماں کہلاتی ہے۔ محض دودھ پلانے سے کوئی عورت حقیقی ماں تو نہیں بن جاتی لیکن بعض معاملات میں اس کا درجہ وہی ہو جاتا ہے جو حقیقی ماں کا ہے۔ نکاح اور پردے کے معاملے میں اسلام نے رضاعی ماں کو وہی مقام دیا ہے جو حقیقی ماں کا ہے۔

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ ثَوْبَانَ اَنَّ اَبَا الطُّفَيْلِ اَخْبَرَهُ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ لَحْمًا بِالْجِعِرَّانَةِ فَقَالَ اَبُو الطُّفَيْلِ كَانَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ اَحْمِلُ عَظْمَ الْجَزُوْرِ اِذَا اَقْبَلَتِ امْرَاَةٌ حَتّٰى دَنَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَسَطَ لَهَا رِدَاءَهُ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هِيَ فَقَالُوْا هٰذِهٖ اُمُّهُ الَّتِيْ اَرْضَعَتْهُ۔

عمارہ بن ثوبان سے روایت ہے کہ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جعرانہ کے مقام پر گوشت تقسیم فرماتے ہوئے دیکھا۔ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان دنوں میں لڑکا تھا اور اونٹوں کی ہڈیاں اٹھایا کرتا تھا۔ اسی دوران ایک عورت آئی یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچی تو آپ نے اس کے لیے اپنی چادر بچھادی۔ کسی نے کہا یہ کون ہے لوگوں نے کہا یہ حضور کی ماں ہے جس نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔

(ابوداؤد)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واقعہ سے بھی یہی حقیقت سامنے آتی ہے کہ آپ رضاعی ماں کے ساتھ حقیقی ماں کی طرح نیک سلوک کریں۔ اس کی خدمت بجالائیں اور ہر طرح سے اس کا ادب و احترام کریں۔ یہی بات ایک اور حدیث میں یوں بیان ہوئی ہے:

Marfat.com

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ السَّائِبِ حَدَّثَهُ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ جَالِسًا يَوْمًا فَاَقْبَلَ اَبُوْهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَوَضَعَ لَهُ بَعْضَ ثَوْبِهِ فَقَعَدَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَتْ اُمُّهُ فَوَضَعَ لَهَا شِقَّ ثَوْبِهِ مِنْ جَانِبِهِ الْاٰخَرِ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَ اَخُوْهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَجْلَسَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ ؛

عمرو بن حارث نے عمر بن سائب رضؓ سے روایت کی ہے کہ انھیں یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ کا رضاعی باپ آگیا۔ آپؐ نے ان کے لیے کپڑے کا ایک حصہ بچھا دیا تو وہ اس پر بیٹھ گئے۔ پھر رضاعی ماں آئیں تو ان کے لیے کپڑے کا دوسرا حصہ بچھا دیا تو وہ اس پر بیٹھ گئیں۔ پھر رضاعی بھائی آگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور اسے اپنے سامنے بٹھا لیا۔

(ابوداؤد)

ماں کی بہن سے حسنِ سلوک

والدہ کی حقیقی بہن کو خالہ کہا جاتا ہے وہ بھی ماں کی مثل ہی ہے اگر والدہ کا انتقال ہو گیا ہو تو پھر خالہ کی خدمت کرنا والدہ کی خدمت کرنے کے مترادف ہے اس کے بارے میں فرمانِ نبویؐ یہ ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِيْمًا فَهَلْ لِيْ مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ قَالَ لَا قَالَ وَهَلْ لَكَ مِنْ خَالَةٍ؟ قَالَ

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہؐ! مجھ سے ایک بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے تو کیا میرے لیے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کیا تمھاری ماں زندہ ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا تمھاری خالہ ہے؟ اس نے کہا ہاں! آپؐ نے فرمایا کہ

Marfat.com

نَعَمْ قَالَ فَبِرَّهَا ۞ اس کے ساتھ بھلائی کرو۔ (ترمذی)

اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک گناہوں کے کفارہ کا ذریعہ ہے اگرچہ وہ گناہ کبیرہ ہی کیوں نہ ہو تاہم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آنحضرتؐ کو وحی کے ذریعے بتایا گیا ہو کہ حسن سلوک کا گناہ کبیرہ کے کفارہ کا سبب بنتا اس شخص کے ساتھ مخصوص ہے لہذا حضورؐ نے اس سے فرمایا کہ تم اپنی خالہ سے حسنِ سلوک کرو۔ تمھارا وہ گناہ بخش دیا جائے گا۔ اور یا یہ کہ اس شخص سے جو گناہ سادر ہوا تھا وہ کبیرہ نہیں تھا بلکہ حقیقت میں صغیرہ گناہ تھا البتہ اس شخص نے اپنے مضبوط جذبۂ ایمانی اور احتیاط و تقویٰ کی بنا پر اس گناہ کو ایک بڑا گناہ سمجھا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خالہ ماں کا درجہ رکھتی ہے۔

خالہ کے دل میں دوسری عورتوں کی نسبت اپنی بہن کی اولاد کے لیے وفاداری اور شفقت کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے بشرطیکہ اس میں حسد نہ ہو۔ اس لیے والدہ کی غیر موجودگی کی صورت میں اسے ماں کا درجہ دیا گیا ہے۔

عَنْ نَافِعِ بْنِ عُجَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ اِلٰى مَكَّةَ فَقَدِمَ بِابْنَةِ حَمْزَةَ فَقَالَ جَعْفَرٌ اَنَا اٰخُذُهَا اَنَا اَحَقُّ بِهَا ابْنَةُ عَمِّيْ وَعِنْدِيْ خَالَتُهَا وَاِنَّمَا الْخَالَةُ اُمٌّ فَقَالَ عَلِيٌّ اَنَا اَحَقُّ بِهَا ابْنَةُ عَمِّيْ وَعِنْدِيْ ابْنَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ اَحَقُّ بِهَا۔ فَقَالَ زَيْدٌ اَنَا

نافع بن عجیر نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، حضرت زید بن حارثہ مکہ مکرمہ گئے اور حضرت حمزہؓ کی صاحبزادی کو لے آئے۔ حضرت جعفرؓ نے کہا کہ اسے میں لوں گا کیونکہ میں اس کا زیادہ حقدار ہوں کیونکہ میرے نکاح میں اس کی خالہ ہے اور خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ اس کا میں زیادہ حقدار ہوں کہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور میرے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہے جو اس کی زیادہ حقدار ہے۔ حضرت زیدؓ نے

Marfat.com

أَحَقُّ بِهَا أَنَا خَرَجْتُ إِلَيْهَا وَسَافَرْتُ وَقَدِمْتُ بِهَا فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ حَدِيثًا قَالَ وَأَمَّا الْجَارِيَةُ فَأَقْضِي بِهَا لِجَعْفَرٍ تَكُونُ مَعَ خَالَتِهَا وَإِنَّمَا الْخَالَةُ أُمٌّ۔

کہا کہ میں زیادہ حقدار ہوں کہ میں اسے لینے گیا اس کے لیے سفر کیا اور اسے لے کر آیا پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو آپ سے ماجرا عرض کیا گیا۔ فرمایا کہ لڑکی کا فیصلہ میں جعفرؓ کے حق میں کرتا ہوں کہ یہ اپنی خالہ کے پاس رہے گی کیونکہ خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے۔ (ابوداؤد)

عَنْ هَانِئٍ وَهُبَيْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَمَّا خَرَجْنَا مِنْ مَكَّةَ تَبِعَتْنَا بِنْتُ حَمْزَةَ تُنَادِي يَا عَمِّ فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَالَ دُونَكِ بِنْتَ عَمِّكِ فَحَمَلَتْهَا فَقَصَّ الْخَبَرَ قَالَ وَقَالَ جَعْفَرٌ ابْنَةُ عَمِّي وَخَالَتُهَا تَحْتِي فَقَضَى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَالَتِهَا وَقَالَ الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ۔

حضرت ہانی اور ہبیرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب ہم مکہ معظمہ سے نکلے تو حضرت حمزہؓ کی صاحبزادی اے چچا اے چچا! کہتی ہوئی ہمارے پیچھے آئی۔ پس حضرت علیؓ نے اسے لے لیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا اپنے چچا کی بیٹی کے پاس رہو۔ پس انھوں (حضرت فاطمہؓ) نے اسے اٹھا لیا۔ پس واقعہ بیان کیا کہ حضرت جعفرؓ نے کہا کہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خالہ کے لیے فیصلہ فرمایا کہ خالہ ماں کی جگہ ہے۔ (ابوداؤد)

حکایت

یہ واقعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کا ہے کہ ایک مرتبہ ایک نوجوان امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت عالی میں حاضر ہوا۔ اس نوجوان کے چہرے پر زبردست گھبراہٹ کے آثار طاری تھے اس نے اپنی فریاد اس طرح پیش کی کہ اے امیر المومنینؓ! میری ماں نے مجھے جنم دیا اور

Marfat.com

پھر مجھے دو سال کی مدت تک اپنا دودھ پلایا اب جبکہ میں جوان ہو گیا ہوں تو اس نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے اور مجھ پر ظلم یہ کیا ہے کہ اس نے مجھے اپنا بیٹا ماننے سے بھی انکار کر دیا ہے۔ اب وہ کہتی ہے کہ میں تجھے پہچانتی ہی نہیں کہ تو کون ہے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس نوجوان سے پوچھا کہ تمھاری ماں کہاں پر رہتی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میری ماں فلاں قبیلہ کے فلاں گھر میں رہتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی کو بھیج کر اس نوجوان کی ماں کو طلب فرمایا۔ اس عورت کو پتہ چل گیا کہ اب معاملہ امیر المومنین رضؓ کی عدالت میں پیش ہو گیا ہے اس لیے وہ اپنے چار بھائیوں اور چالیس جھوٹے گواہوں کے ہمراہ حاضر ہوئی۔ وہ گواہوں کو اور اپنے بھائیوں کو اس لیے ساتھ لے کر آئی تھی کہ وہ اس کے حق میں جھوٹی گواہی دیں کہ یہ نوجوان جھوٹ سے کام لے رہا ہے اور غلط بیانی کر رہا ہے۔

حضرت علی رضؓ نے اس عورت کے سامنے نوجوان سے پوچھا کہ اب بتاؤ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ نوجوان نے اپنی فریاد دوبارہ پیش کی۔ اس نے کہا اے امیر المؤمنین رضؓ! اللہ کی قسم! یہ میری والدہ ہے اس نے مجھے جنم دیا ہے اپنا دودھ پلایا ہے اور پھر گھر سے نکال دیا ہے اور اب مجھے پہچانتی بھی نہیں ہے۔ حضرت علی رضؓ نے عورت سے فرمایا اے خاتون! یہ لڑکا جو کہہ رہا ہے تم اس کے جواب میں کیا کہتی ہو؟ اس عورت نے کہا اے امیر المومنین رضؓ! میں اللہ کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں اس لڑکے کو نہیں پہچانتی اور نہ ہی یہ جانتی ہوں کہ یہ لڑکا کون ہے۔ یہ بلا وجہ مجھے رسوا کرنا چاہتا ہے۔ میں قبیلہ قریش سے تعلق رکھتی ہوں اور ابھی تک میری شادی بھی نہیں ہوئی۔

حضرت علی رضؓ نے عورت کی بات سن کر اس سے فرمایا کہ کیا تم اس بارے میں کوئی گواہ پیش کر سکتی ہو؟ وہ عورت کہنے لگی میری بات کی گواہی یہ سب لوگ دیں گے۔ چنانچہ اسی وقت وہ چالیس گواہ قسم کھانے کے لیے آگے بڑھے اور انھوں

Marfat.com

نے قسم کھا کر کہا کہ یہ نوجوان جھوٹا ہے۔ یہ عورت اس نوجوان کو واقعی نہیں جانتی۔ اس نوجوان کا دعویٰ غلط بیانی پہ مبنی ہے۔ نوجوان یہ چاہتا ہے کہ اس طرح کا الزام لگا کر عورت کو اس کے قبیلے میں رُسوا کرے۔ حالانکہ اس عورت کی تو ابھی تک شادی بھی نہیں ہوئی ہے تو پھر بچہ کہاں سے پیدا ہو گیا یہ ایک پاکدامن عورت ہے۔ سب گواہوں کے ایک جیسے بیان سن کر حضرت علیؓ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو میں آج ایک ایسا فیصلہ کروں گا جس کو اللہ تعالیٰ بھی پسند فرمائے گا۔ اس کے بعد آپ نے اس عورت سے پوچھا کہ اے خاتون! تمھارا کوئی سرپرست ہے عورت نے جواب دیا امیر المؤمنینؓ! میرے یہ بھائی ہیں۔ حضرت علیؓ نے اس کے بھائیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا، کیا میرا حکم تمھارے لیے اور تمھاری بہن کے لیے قابلِ قبول ہوگا؟ عورت کے چاروں بھائیوں نے یک زبان ہو کر جواب دیا کہ کیوں نہیں آپ جو بھی حکم فرمائیں ہم قبول کریں گے۔

اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کو اور حاضرینِ مجلس کو گواہ بنا کر یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ میں نے بلاشبہ اس عورت کی شادی اس نوجوان کے ساتھ کر دی اور اپنے مال سے چار سو درہم نقد حق مہر قرار دیے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے غلام قنبر سے فرمایا کہ میرے پاس چار سو درہم لاؤ۔ قنبر حکم کی تعمیل میں درہموں کو لے آیا اور لا کر اس نوجوان کے حوالے کر دیے۔

حضرت علیؓ نے اس نوجوان سے فرمایا کہ اے نوجوان! ان درہموں کو اپنی عورت کی گود میں ڈال دو اور اس کو لے جاؤ۔ نوجوان یہ حکم سن کر اٹھا اور درہم عورت کی گود میں ڈال دیے۔ وہ عورت فوراً چیخ اٹھی اور چلاتی ہوئی رو کر بولی اے امیر المؤمنین! یہ ظلم ہے کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ایک بیٹے کو اس کی ماں کے ساتھ بیاہ دیں۔ اللہ کی قسم! یہ میرا بیٹا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ میرے بھائیوں نے ایک غلط قسم کے شخص سے میری شادی کر دی تھی جس سے میرا یہ بیٹا پیدا ہوا۔ جب یہ جوان ہو گیا تو میرے بھائیوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کو اپنا بیٹا ماننے

Marfat.com

سے انکار کر دوں اور اس کو گھر سے نکال دوں۔ چنانچہ میں نے مجبور ہو کر یہ سب کچھ کیا۔ اللہ کی قسم! یہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ یہ سن کر حضرت علیؓ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو پھر اپنے بیٹے کو گھر واپس لے جاؤ۔ چنانچہ وہ عورت امیرالمؤمنین کے حکم سے اپنے بیٹے کو گھر لے گئی۔

والدہ کی خدمت کا صلہ جنّت ہے

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بیس برس کا تھا کہ والدہ ماجدہ نے مجھے بلایا اور میں نے بطور تکیہ والدہ کے سر کے نیچے اپنا ہاتھ رکھ دیا جو کہ سُن ہو گیا ــــ لیکن میں نے ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہاتھ کو نکالنا مناسب نہ سمجھا تاکہ والدہ کی نیند اور آرام میں خلل واقع نہ ہو۔ اس دوران میں سورۂ اخلاص کا وظیفہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ دس ہزار مرتبہ میں نے قُل ھو اللہ احد پڑھا اور والدہ کے حق کی محافظت کے لیے اپنے ہاتھ سے بے نیاز ہو گیا یعنی پھر میں اس ہاتھ سے مفلوج ہونے کے باعث کام نہ لے سکا۔

آپ کے وصال کے بعد کسی دوست نے خواب میں دیکھا آپ جنت میں بڑے مزے سے ٹہل رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں محوِ پرواز ہیں۔ پوچھا گیا آپ کو یہ مقام کیسے نصیب ہوا؟ فرمایا والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، خدمت گزاری اور ان کی سخت باتوں پر صبر و استقامت کی وجہ سے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے والدین اور رب العالمین کا فرمانبردار ہو گا اس کا مقام اعلیٰ علّیین میں ہے۔ (عیون المجالس)

ماں کے راضی ہونے سے اللہ کا راضی ہونا

حضرت بایزید بسطامی رحؒ بیان کرتے ہیں کہ سخت ترین سردی کی راتوں میں ایک رات میری والدہ ماجدہ نے پانی طلب فرمایا۔ جب پانی لایا گیا تو والدہ ماجدہ سو چکی تھیں۔ میں نے ادباً جگانا پسند نہ کیا اور بیداری کے انتظار میں کھڑا رہا۔ جب بیدار ہوئیں تو انھوں نے پانی مانگا۔ میں نے پیالہ پیش

کر دیا۔ میری انگلی پہ پانی کا ایک قطرہ گرا تھا اور سردی کی شدت سے وہ جم گیا۔ میں نے اتارنا چاہا تو ماس اکھڑ پڑا اور خون جاری ہوگیا۔ والدہ ماجدہ نے دیکھا، تو فرمایا یہ کیا ہے؟ میں نے تمام ماجرا بیان کر دیا۔ آپ دعا فرمانے لگیں "الٰہی! میں اس پر راضی ہوں تو بھی راضی رہ!" آپ جب والدہ کے بطن میں تھے تو انھوں نے کبھی مُشتبہ کھانا نہ کھایا۔

حقیقی ماں کا جذبۂ ایثار

بخاری شریف میں ہے کہ دو عورتیں اپنے اپنے بچے کو لے کر جا رہی تھیں کہ بھیڑیے نے ان پہ حملہ کر دیا۔ اور ایک بچے کو اٹھا کر لے گیا۔ وہ ایک دوسرے کو کہنے لگیں کہ تیرا ہی بچہ لے گیا ہے۔ بات بڑھی تو مقدمہ حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوا آپ نے بڑی کے حق میں فیصلہ فرمایا لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا چھری لاؤ اور اس بچے کو دو ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا دونوں کو دے دو۔ چھوٹی پکار اٹھی یا نبی اللہ علیک السلام! ایسا نہ کیجیے یہ بچہ اسی کو دے دیں۔ پس اسی بات سے مامتا کی صحیح کیفیت کا پتہ چل گیا اور اس طرح وہ بچہ اپنی حقیقی والدہ کے پاس پہنچ گیا کیونکہ بڑی پر چیرنے کی آواز کا ذرہ برابر اثر نہ ہوا بلکہ وہ چاہتی تھی جیسے میں اپنے بچے سے محروم ہوئی ہوں یہ بھی ہو جائے گی۔

تفسیر قرطبی میں فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ کے تحت مرقوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے انھیں فیصلہ سمجھا دیا تھا۔

حضرت اویس قرنیؓ کو عشقِ رسولؐ کا مقام والدہ کی خدمت سے ملا

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ یمن کے رہنے والے تھے ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر التابعین فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ ان سے اپنے لیے دعائے مغفرت کرانا۔ انھوں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہرہ زمانۂ حیات میں اسلام قبول کر لیا تھا لیکن والدہ کی خدمت کی وجہ سے بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر نہ ہو سکے۔ اور شرفِ صحابیت سے محروم ہو گئے

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس عمل کی قدر فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ان سے دعا کرانا۔ والدین کی خدمت کا کیا مرتبہ ہے۔ حضرت اویس قرنی رح کے عمل سے ظاہر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اویس رح کی والدہ ہے اس کے ساتھ انھوں نے حسن سلوک کیا ہے۔ اگر اویس رح (کسی بات میں) اللہ تعالیٰ پر قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی قسم کو پورا کرے۔

ماں کی فرمانبرداری کا صلہ

بیان کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں یعقوب نامی اللہ تعالیٰ کے ایک ولی کے وصال کا وقت جب قریب آیا تو اس نے اپنا ایک چھوٹا سا لڑکا اور ایک گائے کی بچھیا چھوڑی اور دعا کی الٰہی! یہ بچھیا اس بچے کے لیے تیرے پاس چھوڑتا ہوں۔ جب وہ بڑا ہوا تو اسے عبادت کی طرف رغبت ہوئی۔ رات کا ایک حصہ آرام کرتا اور بقیہ تمام رات عبادت و گریہ زاری میں صرف کر دیتا۔ صبح اپنے کاروبار میں مصروف ہو جاتا۔ اور جو کچھ کماتا اس کے تین حصے کرتا۔ ایک حصہ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں پیش کرتا۔ ایک حصہ غرباء کو دے دیتا اور باقی سے اپنی گزر بسر کرتا۔

ایک روز اس کی والدہ نے کہا بیٹا تمھارے والد صاحب جب وصال کرنے لگے تھے تو انھوں نے ایک بچھیا تمھارے لیے فلاں جنگل میں چھوڑی تھی جاؤ وہاں سے لے آؤ اور اسے بازار میں اتنی اشرفیوں تک فروخت کر دو۔ البتہ جب سودا ہو تو میری اجازت کے بغیر خریدار کے سپرد نہ کرنا۔ چنانچہ ایک امیر شخص نے چھ اشرفیوں پر سودا اس شرط پر کیا کہ اپنی ماں سے اجازت نہ لوگے تو میں تجھے چھ اشرفیاں دوں گا۔ اس نے کہا والدہ کی اجازت کے بغیر سودا نہیں ہو سکتا۔ لڑکے نے یہ واقعہ اپنی والدہ کے گوش گزار کیا۔ ماں نے کہا بیٹا! اسے اپنے پاس رہنے دو۔ عنقریب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کی کھال بھر کے سونے کی مقدار کے عوض خریداری کرائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اس

Marfat.com

گائے کا ذبح کرنا مقرر کیا تاکہ لڑکے کو اپنی والدہ کی فرمانبرداری کا بہترین صلہ حاصل ہو۔ نیز مقتول کے قاتلوں کا پتہ اسرائیلیوں کو معلوم ہو جائے اس لیے کہ وہ دوبارہ زندہ ہونے کے منکر تھے۔ چنانچہ انھوں نے جب گائے کو خرید کر گوشت مقتول کو مارا تو اس نے فوراً زندہ ہو کر قاتل بتا دیا۔ (نزہتہ المجالس)

والدہ کی دعا کا اثر

حضرت موسیٰ علیہ السلام انطاکیہ سے شام کا ارادہ کر کے باہر نکلے۔ چلتے چلتے تھک گئے تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی میرے کلیم اس پہاڑ کی وادی میں اکناف و اطراف سے آئے ہوئے لوگ موجود ہیں۔ ان میں میرا ایک خاص بندہ بھی ہے اس سے سواری طلب کریں۔ آپ نے اسے نماز پڑھتے دیکھا۔ جب وہ فارغ ہوا تو آپ نے کہا اے بندۂ خدا مجھے سواری چاہیئے۔ اس نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی تو بادل کا ایک ٹکڑا آتا دکھائی دیا۔ اس نے کہا نیچے آ اور اس انسان کو جہاں چاہتا ہے پہنچا دو۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس پر سوار ہوئے اور چل دیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے کلیم! تمھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ مرتبہ اسے کیسے حاصل ہوا سنیے! میں نے یہ مرتبہ اسے ماں کی خدمت کے صلہ میں دیا۔ اس کی ماں نے بوقتِ اجل دعا مانگی تھی، الٰہی! اس نے میری ضروریات کا خیال رکھا اس لیے تیرے حضور میری دعا ہے کہ تجھ سے یہ جو بھی طلب کرے عطا فرمانا! اگر یہ مجھ سے آسمان کو زمین پر الٹ دینے کی بھی درخواست کرے گا تو بھی منظور کر لوں گا۔ (نزہتہ المجالس)

حکایت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک جوان تھا جب توریت شریف پڑھتا تو خوش آوازی کی وجہ سے مرد اور عورتیں سبھی نکل پڑتے یہ جوان شراب بھی پیا کرتا تھا۔ ایک روز اس کی ماں اسے کہنے لگی اگر بنی اسرائیل کے نیکوں کو پتہ چل گیا کہ تو شراب پیتا ہے تو اپنے پڑوس سے نکال دیں گے۔ ایک دفعہ ایک شب وہ شراب کے نشہ میں گھر آیا، تورات شریف

Marfat.com

پڑھنے لگا۔ لوگ جمع ہو گئے۔ اس کی ماں نے اس سے کہا اٹھ وضو کر۔ نشے کی حالت میں اس نے ماں کے چہرہ پر مارا جس سے اس کی ایک آنکھ نکل گئی اور ایک دانت ٹوٹ گیا۔ وہ کہنے لگی خدا تجھ سے کبھی راضی نہ ہو۔ جب صبح ہوئی اس نے اپنی ماں کو دیکھا تو کہنے لگا اے اماں! میں تجھے سلام کرتا ہوں اور اب سے قیامت تک تجھے کبھی نہ دیکھوں گا۔ اس نے جواب دیا خدا تجھ سے راضی نہ ہو جا جہاں مرضی جا۔ وہ پہاڑ میں جا کر خدا کی عبادت میں مشغول ہو گیا اور چالیس برس تک عبادت کرتا رہا یہاں تک کہ بہت ضعیف اور کمزور ہو گیا۔ پھر اس نے بارگاہِ ایزدی میں عرض کی کہ اے مولا کریم! اگر تو نے مجھے بخش دیا ہے تو مجھے بتلا۔ ہاتفِ غیبی سے آواز آئی۔ تیری ماں کی رضامندی میں ہماری رضا ہے۔ یہ سن کر وہ واپس گیا اور اس نے پکار کر کہا اے جنت کی چابی! اگر تو بقیدِ حیات ہے تو نہایت خوشی ہے اور اگر تو فوت ہو چکی ہے تو (میرے لیے) مصیبت ہے۔ اس کی والدہ نے پوچھا، یہ کون ہے؟ اس نے کہا میں تیرا فلاں بیٹا ہوں۔ ماں نے کہا خدا تجھ سے راضی نہ ہو۔ اس نے آگے بڑھ کر ماں سے کہا اے ماں یہی وہ ہاتھ ہے جس نے تجھے مارا تیری آنکھ نکالی اور تیرا دانت توڑا تھا اور اس ہاتھ کو کاٹ ڈالا۔ اس کے بعد اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میرے لیے لکڑیاں جمع کرو اور آگ جلاؤ۔ انھوں نے لکڑیاں جمع کیں اور آگ جلائی وہ اس میں کود پڑا اور اپنے بدن سے مخاطب ہو کر کہنے لگا آتشِ دوزخ سے پہلے آتشِ دنیا کا مزہ چکھ لے۔ یہ خبر لوگوں نے اس کی ماں کو دی۔ اس نے آواز دی اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! تو کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا آگ کے اندر۔ تب وہ کہنے لگی اے بیٹا خدا تعالیٰ تجھ سے راضی ہو۔ اللہ تعالیٰ کا حکم حضرت جبریل علیہ السلام کو ہوا۔ انھوں نے اپنا ایک پر اس کی ماں کی آنکھ اور دانت پہ مل دیا، اس کی آنکھ اور دانت دونوں جیسے تھے ویسے ہی ہو گئے پھر اس لڑکے کے جسم پر بھی مل دیا وہ بھی اللہ کے حکم سے جیسا تھا ویسا ہو گیا۔ (نزہۃ المجالس)

ماں کی صالح نیت کا صلہ

بنی اسرائیل قوم میں ایک شادی شدہ آدمی تھا جس کی ماں اور ساس دونوں زندہ اور نابینا تھیں۔ وہ شخص اپنی بیوی سے بڑی محبت کرتا تھا اس کی ماں بہت نیک سیرت عورت تھی جبکہ ساس بدعورت تھی اور اپنی بیٹی کو داماد کے خلاف بھڑکاتی تھی۔ ایک دن وہ شخص اپنی ماں کو بیوی کی خاطر بے آب ودانہ جنگل میں اکیلا چھوڑ آیا۔ بڑھیا بیچاری اکیلی جنگل میں ٹھوکریں کھانے لگی۔ درندے اس کے گرد جمع ہونے لگے۔ اتنے میں ایک فرشتہ اس کے پاس آیا اور پوچھنے لگا یہ کیسی آوازیں ہیں جو تیرے چاروں طرف سنائی دے رہی ہیں؟ اس نے جواب دیا اچھی آوازیں ہیں گائے بکری اونٹ کی آوازیں ہیں۔ اس نے کہا اچھا انشاء اللہ ایسا ہی ہو جائے گا۔ فرشتہ یہ کہہ کر چلا گیا۔ جب اگلا دن ہوا تو میدان اونٹوں بکریوں اور گایوں سے بھر گیا۔ ادھر بیٹے کے دل میں خیال آیا کہ دیکھوں ماں کس حال میں ہے۔ چنانچہ جب وہ آیا تو کیا دیکھتا ہے سارا میدان اونٹوں، بکریوں، اور گایوں سے بھرا پڑا ہے۔ اپنی ماں سے پوچھنے لگا ماں! یہ کیا ہے؟ ماں نے کہا تو نے تو مجھے ستایا تھا اور بیوی کے کہنے پہ مجھے یہاں چھوڑ گیا بہرحال میں تو ماں ہی ہوں۔ لڑکا بڑا نادم ہوا۔

اس کے بعد وہ اپنی ماں کو اٹھا کر لے گیا اور جو کچھ خدا نے دیا تھا سب کچھ ہنکا کر مع اپنی ماں کے بیوی کے پاس پہنچا اس کی بیوی کہنے لگی ہرگز نہ مانوں گی جب تک میری والدہ کو بھی وہاں چھوڑ کر نہ آؤ گے جہاں اپنی ماں کو چھوڑ کر آئے تھے۔ چنانچہ وہ اس کو بھی لے گیا۔ جب شام ہوئی تو درندوں نے اسے آگھیرا اور وہی فرشتہ جو اس شخص کی ماں کے پاس آیا تھا پھر آیا اور کہنے لگا اے بڑھیا مائی یہ کیسی آوازیں ہیں۔ وہ کہنے لگی یہ درندوں کی آوازیں ہیں یہ مجھے کھا جائیں گے اس فرشتے نے کہا ایسا ہی ہو جائے گا۔ اس کے بعد وہ چلا گیا اور ایک درندہ اسے کھا گیا جب صبح ہوئی تو اس کی بیوی نے کہا جاؤ ذرا دیکھو تو میری ماں کا کیا حال ہوا۔ وہ گیا تو

Marfat.com

وہاں جو کچھ درندے کھا کر چھوڑ گئے تھے اس کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ اس شخص نے اپنی بیوی کو اس کی ماں کی ہڈیاں لا کر دیں۔ جونہی اس نے اپنی ماں کا بُرا حشر دیکھا تو غم کے مارے مر گئی۔ (نزہتہ المجالس)

حضرت شاہ رکن کی ایک نوجوان کو نصیحت

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ملتان میں ایک بیوہ ہندو عورت رہتی تھی اس کا ایک ہی بیٹا تھا اس کا دنیا میں کوئی سہارا نہ تھا مگر وہ نصیبوں جلی اس بیٹے کی رفاقت سے بھی محروم تھی دنیا جہان کی محنت و مشقت اٹھا کر اس نے بیٹے کی پرورش کی اور وہ بیٹا جس کے لیے اس نے سب کچھ کیا ایک دن تجارت کی غرض سے خراسان کے سفر پر ایسا روانہ ہوا کہ دوبارہ ملتان کی راہ ہی بھول گیا نہ تو خود آیا اور نہ ہی کوئی خیریت کا خط ماں کو بھیجا۔ وہ بیچاری ممتا کی ماری اس کی یاد میں رات بھر روتی رہتی اور دن بھر لوگوں کی منتیں کرتی کہ کسی طرح وہ اس کے بیٹے کو واپس لا دیں۔ لوگ بھی رحم کے جذبے سے اسے دیکھتے اور بے بسی کا اظہار کر کے اپنی راہ لیتے۔ آخر جب کچھ ہمدردوں نے دیکھا کہ یہ تو ممتا کی ماری اب پاگل ہونے کو آئی ہے تو کسی نے اسے مشورہ دیا کہ تو ملتان کے مسلمان درویش کے پاس جا۔ ان پر ایشور کی بڑی کرپا ہے اور وہ تجھے تیرے بیٹے سے ملوا سکتے ہیں۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بھی کافی ہوتا ہے۔ چنانچہ اس عورت نے جب یہ سنا کہ ایک ایسا در بھی ہے جہاں سے وہ کامیاب لوٹ سکتی ہے تو اس نے فوراً شاہ رکن عالم کی خانقاہ کی طرف دوڑ لگائی اور سیدھی آپ کے حجرے میں پہنچ کر فریاد کرنے لگی کہ "شریمان جی! مجھ ابھاگن پہ دیا کریں۔ میرا اکلوتا بیٹا بڑے سمے سے مجھ سے الگ ہے، نہ جانے کدھر ہوگا۔" جذبات کی شدت سے وہ عورت روتی بھی جاتی تھی اور زبان سے فریاد بھی کرتی جاتی۔ آپ نے رحمدلی سے اسے دیکھتے ہوئے چند لمحوں کے لیے آنکھیں بند کر کے مراقبے میں چلے گئے۔ پھر کچھ دیر بعد آنکھیں کھولتے ہوئے اس ہندو عورت سے بولے، گھر جاؤ تمھارا بیٹا اللہ کی رضا سے گھر پہنچ چکا ہوگا۔

Marfat.com

یہ سن کر عورت خوشی سے پاگل ہوتے ہوئے گھر کو دوڑی۔ ابھی وہ گھر کی دہلیز سے ذرا دور ہی تھی کہ اس نے دیکھا کہ اس کا بیٹا ہاتھ میں ہانڈی میں ڈالنے والا بڑا سا چمچ اٹھائے دوڑتا آرہا ہے۔ عورت نے جب طویل عرصہ کے بعد بیٹے کو دیکھا تو دوڑ کر اسے گلے سے لگا لیا اور رو رو کر اپنا بُرا حال کیا۔ وہ نوجوان حیرت سے کبھی ماں کو دیکھتا کبھی اپنے آبائی شہر کی گلی کو تکتا اور پھر ہاتھ میں پکڑے اس چمچ پہ نظر ڈالتا۔ پھر وہ ماں کو لے کر اپنے گھر میں داخل ہوا اور حیرت سے ماں کو بتانے لگا کہ اماں یہ تو بڑا ہی نرالا واقعہ ہو گیا۔ میں تو خراسان میں بیٹھا ہانڈی میں چمچ ہلا رہا تھا کہ ایک بلی کہیں سے نمودار ہوئی اور وہ تھالی میں رکھے گوشت کو اٹھا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ مجھے اس پر بہت غصہ آیا۔ چنانچہ میں نے ہاتھ میں پکڑے چمچ کے ساتھ ہی اس کے پیچھے دوڑ لگا دی لیکن گھر سے نکل کر اب جو دیکھتا ہوں تو اپنے شہر کی گلی میں خود کو موجود پاتا ہوں۔ ماں! کیا یہ عجیب بات نہیں، آخر ایسا کیسے ہو گیا؟

اس کی ماں جو فرطِ مسرت سے بیٹے کو دیکھتی جا رہی تھی پوری بات سننے کے بعد اس نے بیٹے کو شاہ رکن عالم کے بارے میں بتایا۔ چنانچہ اگلی صبح اس کا بیٹا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اسے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا دیکھ یہ تیری ماں ہی ہے۔ جس نے آج تجھے پال پوس کر اتنا نوجوان اور باہمت بنا دیا ہے کہ تو گھر سے نکل کر خراسان جیسے دور دراز علاقے میں جا کر تجارت کر سکے پھر بھی تُو ماں کو بھول گیا۔ یاد رکھ کہ آج سے اپنی والدہ کی خدمت کر اور ہر کام میں اس کی اطاعت کر۔ اس سے حسنِ سلوک کا صلہ تمہیں اللہ دے گا۔ حضرت شاہ رکن عالم کی نصیحت سے وہ نوجوان اس روز سے اپنی والدہ کا فرمانبردار بن گیا اور اپنے ملک ہی میں رہ کر روزی کما کر اپنی والدہ کی خدمت میں محو ہو گیا۔

حکایت حضرت غوث اعظمؒ ابھی بچے ہی تھے کہ آپ کو علم کا اور مقبولانِ حق کی صحبت کا شوق پیدا ہوا آپ نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ امی جان مجھے اجازت دیجیے تاکہ میں بغداد جا کر علمِ دین حاصل کروں۔ والدہ نے فرمایا بیٹا!

جاؤ اجازت ہے اور پھر چالیس دینار لا کر حضرت غوث اعظمؒ کو دیے کہ یہ اپنے خرچ کے لیے ساتھ لیتے جاؤ۔ حضرت غوث اعظمؒ نے وہ دینار لے لیے اور ایک بٹوے میں سی کر کمر کے ساتھ باندھ لیے اور بغداد جانے کے لیے تیار ہو گئے۔ والدہ نے رخصت کرتے وقت ارشاد فرمایا کہ بیٹا ہمیشہ سچ بولنا اور جھوٹ سے ہمیشہ کنارہ کش رہنا۔ حضرت غوث اعظمؒ والدہ سے رخصت ہو کر ایک قافلہ کے ہمراہ بغداد کو چل دیے۔ یہ قافلہ ایک جنگل میں پہنچا تو ساٹھ گھوڑے سوار ڈاکوؤں نے اس قافلہ پر حملہ کر دیا اور قافلہ کو لوٹنا شروع کر دیا۔ ایک ڈاکو حضرت غوث اعظمؒ کے پاس بھی آیا اور کہا او فقیر لڑکے! بتا تیرے پاس بھی کچھ ہے۔ غوث اعظمؒ نے فرمایا ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ ڈاکو نے پوچھا کہاں ہیں؟ فرمایا یہ کمر میں بندھے ہیں۔ ڈاکو نے اس بات کو مذاق سمجھا اور چلا گیا۔ پھر دوسرا ڈاکو آیا اور اس نے بھی آپ سے یہی سوال کیا اور آپ نے اسے بھی یہی جواب دیا اور وہ بھی مذاق سمجھ کر چلا گیا۔ پھر تیسرا ڈاکو آیا اور اس سے بھی یہی سوال و جواب ہوا۔ اسی طرح متعدد ڈاکوؤں نے آپ سے یہی سوال کیا تو آپ نے سبھی سے فرمایا کہ ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ ڈاکوؤں کو کچھ شک گزرا تو وہ آپ کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے آئے۔ ڈاکوؤں کے سردار نے بھی آپ سے یہی سوال کیا کہ کیوں لے فقیر لڑکے! تمھارے پاس بھی کچھ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں ہے۔ سردار نے پوچھا کیا ہے؟ فرمایا چالیس دینار۔ سردار نے پوچھا کہاں ہیں؟ فرمایا یہ کمر کے ساتھ بندھے ہیں۔ سردار نے آگے بڑھ کر تلاشی لی تو واقعی چالیس دینار نکل آئے۔

ڈاکوؤں کا سردار بہت حیران ہوا کہ اس لڑکے نے اپنا مال بتایا کیوں؟ جبکہ ڈاکوؤں سے مال چھپایا جاتا ہے۔ چنانچہ ڈاکوؤں کے سردار نے بڑے تعجب کے ساتھ حضرت غوث اعظمؒ سے پوچھا کہ لڑکے! تم نے یہ مال ہم سے چھپایا کیوں نہیں اور صاف صاف بتا کیوں دیا؟ آپ نے فرمایا کہ میری والدہ نے مجھ سے سچ بولنے کا وعدہ لیا تھا اس لیے میں نے سچ ہی بولا اور سچ ہی بولتا رہوں گا تاکہ والدہ کے

Marfat.com

ساتھ وعدہ شکنی نہ ہو جائے۔ ڈاکوؤں کے سردار نے یہ بات سنی تو چیخ مار کر رونے لگا اور کہا کہ افسوس! یہ لڑکا تو اپنی والدہ کے ساتھ کیے ہوئے وعدے کی اتنی پاسداری کرے اور میں جو اپنے رب سے وعدہ کر کے آیا ہوں آج تک اسے نباہ نہ سکا۔ اے لڑکے ادھر لا ہاتھ۔ میں تیرے ہاتھ پہ آئندہ کے لیے توبہ کرتا ہوں یہ کہہ کر اس نے سچے دل سے توبہ کی اور پھر اپنے ماتحت ڈاکوؤں سے کہا کہ جاؤ بھئی! میرے ساتھ اب تمھارا کوئی واسطہ نہیں۔ ان ڈاکوؤں نے جواب دیا کہ آپ ہمارے سردار ہی رہیں گے اور وہ اس طرح کہ ہم بھی اس برے کام سے توبہ کرتے ہیں اور اب ہم توبہ کرنے والوں میں بھی آپ ہی ہمارے سردار ہیں۔ چنانچہ ان سب نے بھی سچے دل سے توبہ کی اور لوٹا ہوا مال واپس کر کے آئندہ اچھی اور شرعی زندگی گزارنے لگے۔ (بہجۃ الاسرار ص۵۷)

والدین کے خرچ کا اہتمام

اللہ تعالیٰ نے اولاد پر والدین کا ایک حق یہ مقرر فرمایا ہے کہ اولاد جب کمانے لگے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ والدین کی ضروریات پورا کرنے کے لیے خرچ کریں۔ خاص کر بڑھاپے میں جب باپ کمانے کے قابل نہ رہے تو اس وقت اس کی امداد کرنا بہت بہتر ہے۔

ارشادِ الٰہی والدین پر خرچ کرنے کے بارے میں قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

یَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ۝

آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں۔ فرما دیجیے کہ جو خرچ کرو اس میں والدین، اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کی بہتری مدنظر رکھو اور جو نیکی تم کرو گے تو بے شک اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے۔ (پ ۲، بقرہ: ۲۱۵)

اس آیت کی شانِ نزول میں بیان ہے کہ حضرت عمرو بن جموح رض جو کہ بہت مالدار تھے اور بوڑھے بھی تھے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا کہ میں کیا خرچ کروں اور کس پر خرچ کروں تو ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اسی آیت کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رض ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ہمارے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس ایک دینار ہے کیا کروں؟ فرمایا اپنی جان پر

خرچ کر۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! دو ہیں ؟ فرمایا اپنے گھر والوں پہ خرچ کر۔ عرض کیا تین ہیں؟ فرمایا اپنے خادم پر خرچ کر۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار ہیں؟ فرمایا اپنے ماں باپ پہ خرچ کر۔ عرض کیا پانچ ہیں؟ فرمایا اپنے رشتہ داروں پر خرچ کر۔ اس نے پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھ ہیں؛ فرمایا راہِ الٰہی میں خرچ کر۔

اس آیت کریمہ کے شانِ نزول میں جو واقعہ بیان ہوا ہے اس میں سائل کی طرف سے ایک ایک کر کے ایک ایک درہم کا مصرف پوچھا گیا اور جب آیہ کریمہ کا نزول ہوا تو ربِ کائنات نے دنیا میں بڑے احسان والے ماں باپ کا ذکر فرمایا جن کی بدولت انسان نیستی سے ہستی میں آیا اور جن کے خون اور زر سے پل کر جوان ہوا۔

بیٹے کی کمائی سے والدین کو کھانے کا حق ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی ترغیب دی ہے کہ اپنے والدین پر خرچ کیا جائے۔ ماں باپ اگر ضرورت مند ہوں تو وہ اولاد کے مال سے اپنی ضرورت کو پورا کر سکتے ہیں۔ جس طرح والدین کے مال اور جائداد پہ اولاد کا حق ہوتا ہے اسی طرح اولاد کے مال پر والدین کا حق ہے مال ہوتے ہوئے اگر کوئی شخص اپنے ضرورت مند والدین کو خرچ نہیں دیتا تو وہ گنہگار ہوگا۔ بیٹے کی کمائی سے والدین کو کھانے کا جو حق حاصل ہے اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مندرجہ ذیل ہیں :

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ وَلَدُ الرَّجُلِ مِنْ كَسْبِهٖ وَمِنْ اَطْيَبِ كَسْبِهٖ

حضرت عمارہ بن عمیرؓ، ان کی والدہ ماجدہ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا بیٹا اس کی کمائی سے ہے بلکہ اس کی بہترین کمائی ہے پس ان کے مالوں سے

Marfat.com

فَكُلُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۝ کھا سکتے ہو۔ (ابوداؤد)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے اولاد بھی دوسری کمائی کی طرح کمائی ہے پس اس سے والدین کھا سکتے ہیں۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ مَالًا وَّوَلَدًا وَاِنَّ وَالِدِيْ يَحْتَاجُ مَالِيْ قَالَ اَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ اِنَّ اَوْلَادَكُمْ مِنْ اَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوْا مِنْ اَمْوَالِكُمْ ۝

حضرت عمرو بن شعیبؓ کے والد نے اپنے والد محترم سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا یا رسول اللہؐ! میرے پاس مال ہے اور اولاد بھی ہے اور میرے والد محترم میرے مال کے محتاج ہیں۔ فرمایا کہ تم اور تمھارا مال سب تمھارے والد کا ہے۔ تمھاری اولاد تمھاری بہترین کمائی سے ہے پس تم اپنی اولاد کی کمائی سے کھا سکتے ہو۔ (ابوداؤد)

ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا میرے باپ نے میرا مال لے لیا ہے۔ اس کا باپ عرض کرنے لگا یا رسول اللہؐ! وہ کمزور تھا اور میں قوی تھا۔ وہ محتاج تھا اور میں مالدار تھا۔ میں اپنی ملک میں سے کسی چیز سے اسے منع نہیں کرتا تھا۔ آج میں کمزور ہو گیا ہوں اور یہ مالدار ہے، یہ مجھے اپنا مال دینے میں بخل کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے اور فرمایا کوئی پتھر یا ڈھیلا بھی اسے سنے گا تو رونے لگے گا۔ پھر آپؐ نے لڑکے سے فرمایا تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ (نزہۃ المجالس)

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَمَّتِهٖ اَنَّهَا سَاَلَتْ عَائِشَةَ فِيْ حِجْرِيْ يَتِيْمٌ اَفَاٰكُلُ مِنْ مَالِهٖ فَقَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت عمارہ بن عمیرؓ نے اپنی پھوپھی جان سے روایت کی انھوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا کہ ایک یتیم میرے زیر پرورش ہے کیا میں اس کے مال سے کھا سکتی ہوں؟

Marfat.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَطْیَبِ مَا اَکَلَ الرَّجُلُ مِنْ کَسْبِہٖ وَوَلَدُہٗ مِنْ کَسْبِہٖ ؎

ارشاد ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آدمی کے لیے سب سے پاک اپنی کمائی کھانا ہے اور بیٹا بھی اس کی کمائی سے۔

(ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنے والد کے بارے میں شکایت کی کہ اس نے میرے مال سے کچھ کھا لیا ہے۔ آپؐ نے اسے فرمایا کیا یہ بات تو نہیں جانتا کہ تو اور تیرا مال تیرے والد کا کمایا ہوا ہے۔

(مسند ابو یعلیٰ)

Marfat.com

ماں باپ کی خدمت کا صلہ

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ماں باپ کی خدمت کا صلہ بہت ہے اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ضمن میں فرمایا ہے کہ:

وَحَنَانًا مِّن لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۖ وَكَانَ تَقِيًّا ۙ وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُن جَبَّارًا عَصِيًّا ۝ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝

(پ ۱۴ - مریم: ۱۴ تا ۱۵)

اور اپنی جناب سے نرمی عطا فرمائی اور نفس کی پاکیزگی بھی دی اور وہ اپنے والدین کے تابع فرمان تھے اور وہ جابر و نافرمان نہ تھے اور جس دن وہ پیدا ہوئے ان پر سلامتی ہو۔ اور جس دن وہ فوت ہوں گے اور جس دن وہ دوبارہ زندہ ہوں گے۔

تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کی شرح میں تحریر ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے ساری عمر صرف نیک اعمال کیے آپ گناہوں اور نافرمانیوں سے بالکل معصوم تھے۔ ساتھ ہی ماں باپ کے فرمانبردار، اطاعت گزار اور ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے والے بھی تھے۔ کبھی کسی بات میں ماں باپ کی مخالفت نہیں کی۔ کبھی ان کے فرمان سے باہر نہیں ہوئے۔ کبھی ان کے روکنے کے بعد کسی کام کو نہیں کیا۔ کوئی سرکشی اور کوئی نافرمانی کی خو آپ میں نہ تھی۔ ان اوصافِ جمیلہ اور خصائلِ حمیدہ کے بدلے تین حالتوں میں آپ کو خدا کی طرف سے امن و امان اور سلامتی ملی۔ یعنی پیدائش والے دن، موت والے دن اور حشر والے دن۔ یہی تینوں جگہیں گھبراہٹ کی اور انجان ہوتی ہیں۔ ماں کے پیٹ سے نکلتے ہی ایک نئی دنیا دیکھتا ہے جو اس کی آج تک کی دنیا سے عظیم الشان اور بالکل مختلف ہوتی ہے۔ موت والے دن اس

Marfat.com

مخلوق سے واسطہ پڑتا ہے جس سے حیات میں کبھی بھی واسطہ نہیں پڑا تھا نہ انھیں کبھی دیکھا۔ محشر والے دن بھی علیٰ ہذا القیاس اپنے تئیں ایک بہت بڑے مجمع میں جو بالکل نئی چیز ہے دیکھ کر حیرت زدہ ہو جاتا ہے۔ پس ان تینوں وقتوں میں خدا کی طرف سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو سلامتی ملی۔ یہ ماں باپ کی خدمت کا صلہ تھا۔ (تفسیر ابن کثیر۔ ج ۳)

شکرانِ نعمت

والدین کو جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمتیں ملیں اور اللہ کی ان نعمتوں سے اولاد پرورش پائے تو پھر اولاد پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ان نعمتوں کا اللہ کی بارگاہ میں شکر ادا کریں۔ اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعہ میں یوں فرمایا ہے۔

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّن قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ۝

تو چیونٹی کی اس بات پر حضرت سلیمانؑ ہنستے ہوئے مسکرا دیے اور کہا اے رب! مجھے توفیق دے کہ جو نعمت تو نے مجھے عطا کی ہے اس نعمت کا شکر ادا کروں اور جو نعمت میرے ماں باپ کو دی ہے اس کا بھی شکر کروں۔ اور میں اس طرح کا صالح عمل کروں جس میں تیری رضا ہو اور مجھے اپنی رحمت کے باعث اپنے قریبی بندوں میں شامل کر لے۔ (پ ۱۹، نمل ۱۹)

حضرت سلیمان علیہ السلام کے والدین صالحین میں سے تھے بلکہ حضرت داؤد علیہ السلام تو اللہ کے نبی ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں بے شمار نعمتیں دی تھیں جن پر وہ پل کر جوان ہوئے۔ جوانی میں حضرت سلیمان علیہ السلام کو حضرت داؤدؑ کا وارث بنا دیا گیا اور انھیں بے مثل بادشاہت ملی۔ اس بادشاہت میں جن پرند اور انسان سب آپ کے تابع تھے اور یہ اللہ کا خاص فضل و کرم تھا۔ جو ان پر ہوا۔

Marfat.com

مندرجہ بالا آیت میں بتایا گیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمانؑ کا لشکر جمع ہوا۔ جس میں انسان، جنّ، پرند سب تھے۔ آپ سے قریب انسان تھے۔ پھر جنّ تھے پرند آپ کے سروں پر رہتے تھے۔ گرمیوں میں سایہ کر لیتے تھے۔ سب اپنے اپنے مرتبے پر قائم تھے جس کی جو جگہ مقرر تھی وہیں رہتا۔ جب ان لشکروں کو لے کر حضرت سلیمانؑ چلے ایک جنگل پر گزر ہوا جہاں چیونٹیوں کا لشکر تھا۔ لشکرِ سلیمانؑ کو دیکھ کر ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کہا کہ جاؤ اپنے اپنے سوراخوں میں چلی جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ لشکرِ سلیمانؑ چلتا ہوا تمہیں روند ڈالے اور انہیں علم بھی نہ ہو۔

یہ سن کر حضرت سلیمانؑ کو تبسم یلکہ ہنسی آگئی اور اسی وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی خدایا! مجھے ان اپنی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا الہام کر جو تو نے مجھ پر انعام کی ہیں مثلاً پرندوں اور حیوانوں کی زبان سکھا دینا وغیرہ۔ نیز جو نعمتیں تو نے میرے والدین پر انعام کی ہیں کہ وہ مسلمان مومن ہوئے وغیرہ اور مجھے نیک عمل کرنے کی توفیق دی جن سے تو خوش ہوا اور جب میری موت آجائے تو مجھے اپنے نیک بندوں اور بلند رفیقوں میں ملا دے جو تیرے دوست ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، ج ۴)

والدین سے شفقت کرنے کا صلہ حج مبرور ہے

ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا جو بھی لڑکا اپنے باپ یا ماں کو محبت و احترام کی نظر سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر نظر کے بدلے ایک مقبول (نفلی) حج (کا ثواب) لکھتا ہے۔ انسان کے گمان میں جو یہ بات ہے کہ ہر نظر کے بدلے ایک مقبول نفلی حج کا ثواب کیونکر لکھا جا سکتا ہے تو یہ اجر و انعام اللہ تعالیٰ کی شان اور اس کی وسعتِ رحمت کی نسبت سے کچھ بھی بعید نہیں ہے وہ اگر چاہے تو اس سے بھی بڑا اجر عطا کر سکتا ہے۔

(عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بیٹا ایسا

قَالَ مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ يَنْظُرُ إِلَى وَالِدَيْهِ نَظْرَ رَحْمَةٍ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَّبْرُوْرَةً قَالُوْا وَإِنْ نَظَرَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ قَالَ نَعَمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَطْيَبُ ‎۞

نہیں جو اپنے والدین کی طرف نگاہِ رحمت سے دیکھے مگر ہر نظر کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے لیے حجِ مبرور لکھ دیتا ہے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ خواہ روزانہ سو دفعہ دیکھے؟ فرمایا ہاں! اللہ بہت بڑا اور بہت پاک ہے (بیہقی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! میں جہاد کرنے کی خواہش رکھتا ہوں لیکن اس پر قادر نہیں۔ اس کی یہ بات سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال فرمایا، کیا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ عرض کیا والدہ صاحبہ زندہ ہیں۔ فرمایا پس تو اپنی والدہ صاحبہ کی خدمت اور فرمانبرداری کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈر جب تو اس پر عمل کرے گا تو تو حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا اور جہاد کرنے والا ہو گا۔ جب تیری ماں تجھے بلائے تو (اس کی فرمانبرداری کے بارے میں) اللہ تعالیٰ سے ڈرنا (یعنی نافرمانی مت کرنا) اور والدہ کے ساتھ حُسنِ سلوک کا برتاؤ کرنا (درِ منثور، ج ۴ ص ۱۷۲)

والدین سے حُسن سلوک عمر اور رزق میں برکت کا باعث ہے

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی عمر دراز ہو اور رزق میں اضافہ ہو اس کو چاہیئے کہ اپنے ماں باپ سے حُسنِ سلوک اور بھلائی کرے اور (رشتہ داروں سے) صلہ رحمی رکھے۔ (درِ منثور، ج ۴)

حضرت سہیل بن معاذؓ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص اپنے والدین سے نیکی کا سلوک کرے اس کے لیے خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز فرما دیتا ہے (الادب المفرد)

Marfat.com

والدین سے حُسن سلوک کرنے والے کا درجہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والے اور انبیاءؑ کے درمیان جنت میں ایک درجہ کا فرق ہوگا اور اپنے والدین کو ستانے والے اور ابلیس کے درمیان جہنم میں ایک درجہ کا فرق ہوگا۔ (نزہۃ المجالس)

جنت کی خوشبو پانچ سو سال کے سفر کی دوری سے پائی جاتی ہے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی دوری سے پائی جاتی ہے مگر والدین کا نافرمان اور قطع رحمی کرنے والا اس کی خوشبو کو بھی نہ پائے گا۔ (مکاشفۃ القلوب)

والدین کے ساتھ حُسن سلوک کی بنا پر غار سے پتھر ہٹ جانے کا واقعہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَمَا ثَلَاثَۃُ نَفَرٍ یَتَمَاشُوْنَ اَخَذَھُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوْا اِلٰی غَارٍ فِی الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلٰی فَمِ غَارِھِمْ صَخْرَۃٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَاَطْبَقَتْ عَلَیْھِمْ فَقَالَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوْا اَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْھَا لِلّٰہِ صَالِحَۃً فَادْعُوا اللّٰہَ بِھَا لَعَلَّہٗ یَفْرُجُھَا فَقَالَ اَحَدُھُمْ اَللّٰھُمَّ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تین آدمی جا رہے تھے کہ انھیں بارش نے آلیا۔ چنانچہ وہ ایک پہاڑ کی غار میں چھپ گئے۔ غار کے منہ پر پہاڑ کے اوپر سے ایک بہت بڑا پتھر آگرا اور وہ بند ہو کر رہ گئے۔ چنانچہ وہ آپس میں کہنے لگے کہ کوئی ایسا نیک عمل دیکھو جو تم نے محض رضائے الٰہی کے لیے کیا ہو اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، تو شاید یہ مشکل آسان ہو جائے۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ! میرے والدین

إِنَّهُ كَانَ لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ
كَبِيرَانِ وَلِي صِبْيَةٌ صِغَارٌ
كُنْتُ أَرْعَى عَلَيْهِمْ فَإِذَا رُحْتُ
عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ
أَسْقِيهِمَا قَبْلَ وَلَدِي وَإِنَّهُ نَأَى
بِيَ الشَّجَرُ فَمَا أَتَيْتُ حَتَّى
أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا
فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ
فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ
رُءُوسِهِمَا أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا
مِنْ نَوْمِهِمَا وَأَكْرَهُ أَنْ أَبْدَأَ
بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ
يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ فَلَمْ
يَزَلْ ذَلِكَ دَأْبِي وَدَأْبَهُمْ
حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتَ
تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ
وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً
نَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَجَ اللَّهُ
لَهُمْ فُرْجَةً حَتَّى يَرَوْنَ مِنْهَا
السَّمَاءَ - وَقَالَ الثَّانِي: اَللّٰهُمَّ
إِنَّهُ كَانَتْ لِي ابْنَةُ عَمٍّ
أُحِبُّهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ
الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ إِلَيْهَا

زندہ تھے اور انتہائی بڑھاپے کی عمر کو پہنچے ہوئے تھے نیز میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ میں ان کے لیے بکریاں چرایا کرتا تھا۔ جب میں شام کو واپس لوٹتا تو بکریاں دوہتا اور اپنے بچوں سے پہلے والدین کو دودھ پلایا کرتا تھا ایک روز جنگل میں دور جا نکلا اور شام کو دیر سے واپس لوٹا وہ اس وقت سو چکے تھے۔
میں حسب معمول دودھ لے کر ان دونوں کے سرہانے آ کھڑا ہوا۔ میں نے انھیں نیند سے بیدار کرنا ناپسند کیا اور بچوں کو ان سے پہلے پلا دینا بھی مجھے اچھا نہ لگا۔ حالانکہ بچے میرے قدموں کے پاس رو پیٹ رہے تھے حتی کہ صبح ہوتے تک میری اور ان کی یہی حالت رہی۔ اے اللہ! تو جانتا ہے اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا کے لیے کیا تو اس پتھر کو ہٹا دے تاکہ ہم آسمان کو دیکھیں پس اللہ تعالیٰ نے اسے تھوڑا سا ہٹا دیا کہ اس میں سے انھیں آسمان نظر آنے لگا۔
دوسرے نے کہا اے اللہ! میری ایک چچا زاد بہن تھی جس سے میں بہت زیادہ محبت کرتا تھا جتنی کہ کوئی آدمی کسی عورت سے کرتا ہوگا۔ میں نے اس سے اپنی دلی خواہش کا اظہار کیا تو اس نے اس وقت

Marfat.com

نَفْسَهَا فَأَبَتْ حَتّٰى اٰتِيَهَا
بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَسَعَيْتُ حَتّٰى
جَمَعْتُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَلَقِيْتُهَا
بِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ
رِجْلَيْهَا فَقَالَتْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ
اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ
فَقُمْتُ عَنْهَا اَللّٰهُمَّ فَاِنْ
كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ قَدْ فَعَلْتُ
ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ
لَنَا مِنْهَا فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً
وَقَالَ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ كُنْتُ
اسْتَأْجَرْتُ اَجِيْرًا بِفَرَقِ
اَرُزٍّ فَلَمَّا قَضٰى عَمَلَهٗ قَالَ
اَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ
حَقَّهٗ فَتَرَكَهٗ وَرَغِبَ عَنْهُ
فَلَمْ اَزَلْ اَزْرَعُهٗ حَتّٰى
جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا
فَجَاءَنِيْ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَ
لَا تَظْلِمْنِيْ وَاَعْطِنِيْ حَقِّيْ
فَقُلْتُ اذْهَبْ اِلٰى ذٰلِكَ
الْبَقَرِ وَرَاعِيْهَا فَقَالَ اتَّقِ
اللّٰهَ وَلَا تَهْزَاْ بِيْ فَقُلْتُ
اِنِّيْ لَا اَهْزَاُ بِكَ فَخُذْ

تک کے لیے انکار کیا جب تک اسے سو دینار نہ دوں۔ میں نے دوڑ دھوپ شروع کردی یہاں تک کہ سو دینار جمع کر لیے۔ میں انھیں لے کر اس کے پاس گیا۔ جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا تو اس نے کہا اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور لگی ہوئی مُہر کو نہ کھول۔ پس میں اس کے پاس سے چلا آیا۔ اے اللہ! اگر میں نے ایسا محض تیری رضا کے لیے کیا تو ہماری اس مشکل کو آسان فرما دے پس چٹان تھوڑی سی اور ہٹ گئی۔ تیسرے نے کہا اے اللہ بیشک میں نے ایک مزدور کو کام پر لگایا تھا کہ ایک فرق چاول دوں گا۔ جب وہ کام ختم کر چکا تو اس نے اپنی مزدوری کا مطالبہ کیا۔ میں نے مزدوری اس کے سامنے رکھ دی لیکن وہ مزدوری چھوڑ کر میرے پاس سے چلا گیا۔ پس میں ان سے برابر کاشتکاری کرتا رہا یہاں تک کہ غلے سے کئی گائیں خرید لیں اور چرواہا رکھ لیا۔ مدتوں بعد وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اللہ سے ڈرو، مجھ پر ظلم نہ کرو اور میرا حق مجھے دیدو۔ میں نے کہا ان گایوں اور چرواہے کی طرف جاؤ یہ سب تمھارا مال ہے اس نے کہا کہ اللہ سے ڈرو

ذٰلِكَ الْبَقَرَ وَرَاعِيهَا فَاخُذْهُ فَانْطَلَقَ بِهَا فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَجَ اللهُ عَنْهُمْ ؏

اور میرے ساتھ مذاق نہ کرو۔ میں نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ مذاق نہیں کر رہا ہوں بلکہ یہ اپنی گائیں اور چرواہا لے جاؤ۔ پس وہ انھیں لے کر چلا گیا۔ پس تو جانتا ہے اگر میں نے یہ محض تیری رضا کے لیے کیا تو جتنا راستہ بند ہو گیا ہے اسے کھول دے پس اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے سے وہ پتھر ہٹا دیا (بخاری ج ۳)

والدہ سے حسنِ سلوک کا صلہ جنت ہے

جو شخص اپنی والدہ سے اچھا سلوک کرتا ہو تو آخرت میں اس کا صلہ اسے یہ ملے گا کہ وہ جنت میں داخل کیا جائے گا جہاں اسے بیحد نعمتیں حاصل ہوں گی۔ اس کے متعلق حدیثِ نبوی مندرجہ ذیل ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ فِيهَا قِرَاءَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا حَارِثَةُ ابْنُ النُّعْمَانِ كَذٰلِكُمُ الْبِرُّ كَذٰلِكُمُ الْبِرُّ وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِأُمِّهِ ؏

حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو قرآن مجید پڑھنے کی آواز سُنی۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟ کہا کہ حارثہ ابن نعمان ہیں۔ آپ کے غلاموں کی نیکی۔ آپ کے غلاموں کی نیکی۔ اور وہ اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ لوگوں سے زیادہ اچھا سلوک کرتے تھے (شرح السنۃ)

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب میں شبِ معراج جنت میں گیا۔ وہاں میں نے قرآن پڑھنے کی آواز سنی۔ میں نے (فرشتوں سے) پوچھا کہ یہ کون شخص ہے (جو قرآن کی تلاوت میں مشغول ہے) تو فرشتوں نے بتایا، کہ یہ حارثہ بن نعمان ہیں۔ صحابہ رض نے یہ بات سُنی تو گویا ان کے دل میں یہ جاننے کی خواہش

پیدا ہوئی کہ حارثہ نے اپنے کس عمل کے سبب یہ فضیلت حاصل کی کہ آنحضرتؐ نے جنت میں ان کے قرآن پڑھنے کی آواز سنی۔ چنانچہ آپؐ نے حارثہ کی اس فضیلت کا سبب ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ) یہی وہ فضیلت و ثواب ہے جو والدین کے ساتھ نیکی کرنے پر حاصل ہوتا ہے اور حارثہ بن نعمانؓ اپنی ماں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرنے والا تھا۔

والدین کے ساتھ نیکی کرنا درازیِ عمر کا سبب بنتا ہے

والدین کے ساتھ جو شخص نیکی کرتا ہے تو اس کا یہ فعل درازیِ عمر کا سبب بنتا ہے کیونکہ اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک یہ ہے:

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا یَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ یُصِیْبُہٗ

حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تقدیرِ الٰہی کو دعا کے علاوہ کوئی چیز نہیں بدلتی اور عمر کو دراز کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے سوائے حسنِ سلوک کے۔ اور انسان کو جس سبب سے روزی سے محروم کیا جاتا ہے وہ صرف گناہ ہے جس کا وہ مرتکب ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ)

بیٹے کے حق میں والدین کی دعا کی قبولیت کا واقعہ

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کتاب المنتظم فی تواریخ الامم میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی الٰہی مجھے میرا رفیقِ جنت دنیا ہی میں دکھا دے۔ ارشاد ہوا فلاں شہر جائیے وہاں ایک قصاب سے ملاقات کریں وہی تمہارا جنت میں ساتھی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے ہاں پہنچے۔ اس نے آپ کو دیکھتے ہی عرض کیا اے نوجوان! کیا تم میری دعوت قبول کرو گے؟ آپ نے فرمایا ہاں! وہ انھیں اپنے

Marfat.com

گھر لے گیا۔ اس نے آپ کے سامنے کھانا چنا۔ جب کھانا کھانے لگے تو وہ ایک لقمہ خود اٹھاتا اور دو لقمے قریب ہی پڑی زنبیل میں ڈال دیتا۔ اسی اثنا میں دروازہ کھٹکا وہ اٹھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زنبیل میں دیکھا اس کے والدین نہایت بوڑھے اور نحیف ترین حالت میں ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر دونوں مُسکرائے۔ پھر آپ کی رسالت کی تصدیق کر کے ایمان کی دولت سے مشرف ہوتے ہی فوت ہو گئے۔

وہ جوان واپس پلٹا، زنبیل میں دیکھا تو اس کے ماں باپ فوت ہو چکے ہیں۔ وہ مُسکرایا پھر اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ چُومے اور آپ پر ایمان لے آیا۔ کہنے لگا اے موسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے نبی اور رسول ہیں! آپ نے فرمایا تجھے کیسے معلوم ہوا؟ کہا ان دونوں نے جو اس زنبیل میں ہیں یہ میرے ماں باپ ہیں یہ اتنے بوڑھے ہو چکے تھے کہ میں انھیں اکیلا نہیں چھوڑتا تھا، جہاں جاتا ساتھ لیے پھرتا۔ جب تک انھیں کھلا پلا نہ لیتا خود نہیں کھاتا تھا جب یہ سیر ہو کر کھانا کھا لیتے تو روزانہ دعا فرماتے، الٰہی! ہمارے اس بیٹے کو جنت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ نصیب فرما اور ہماری اس وقت تک جان نہ نکلے جب تک تیرے کلیم کی زیارت نہ کر پائیں۔ آپ نے فرمایا اے جوان پھر تجھے بشارت ہو کہ تیرے والدین کی دعا تیرے حق میں اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لی۔ (نزہۃ المجالس)

حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کے تین بھائی تھے۔ جب وہ بیمار ہوا تو اپنے بھائیوں سے کہنے لگا مجھے والد ماجد کی خدمت کرنے دو۔ میراث بھی لے لینا۔ انھوں نے خدمت کرنے کا موقع فراہم کر دیا اور مرتے دم تک وہ اپنے باپ کی خدمت میں مصروف رہا۔ ایک دن اس نے خواب دیکھا کوئی شخص اسے کہہ رہا ہے کہ فلاں مقام پر جاؤ اور ایک اشرفی اٹھا لو۔ اس نے پوچھا کیا اشرفی اٹھانے میں نفع ہوگا۔ اس نے کہا نہیں۔ تو لڑکے نے کہا میں نہیں جاؤں گا۔ دوسرے دن خواب

Marfat.com

دیکھا کوئی کہہ رہا ہے فلاں مقام پر جاؤ اور دس اشرفیاں اٹھا لاؤ۔ پوچھا ان میں برکت ہوگی؟ اس نے کہا نہیں۔ تو وہ نہ گیا۔ تیسری شب پھر خواب دیکھا کوئی کہہ رہا ہے فلاں جگہ سے ایک اشرفی اٹھا لاؤ۔ اس نے کہا برکت ہوگی؟ کہنے والے نے کہا ضرور برکت ہوگی۔ چنانچہ وہ گیا اور اس نے اس اشرفی کو اٹھایا اور ایک مچھلی خرید کر گھر پہنچا۔ جب مچھلی کا پیٹ چیرا گیا تو اس سے دو نہایت قیمتی جواہر برآمد ہوئے۔ یہ بادشاہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ بادشاہ نے دونوں موتی ساٹھ ہزار اشرفیوں میں خرید لیے۔ تو کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا یہ ہے باپ کی خدمت کا صلہ!

Marfat.com

نافرمانی کی مذمت

والدین کی نافرمانی سے مراد یہ ہے کہ والدین کا حکم نہ مانا جائے ان کے جائز مطالبات پر غور نہ کیا جائے ان کے حقوق کا خیال نہ کیا جائے ان کا ادب اور تعظیم نہ کی جائے ان کی اطاعت اور خدمت میں کوتاہی کی جائے۔ غرضیکہ ہر وہ کام جس سے والدین ناراض ہوں نافرمانی کے زمرے میں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کو والدین کی نافرمانی نہایت ہی ناپسند ہے۔ بعض اوقات والدین کی نافرمانی سے ناخوش ہو کر اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں والدین کے نافرمان کو سزا دے دیتا ہے۔ ورنہ آخرت میں تو اسے سزا مل کے رہے گی۔ لہذا نافرمانی کی بجائے والدین کی اطاعت کی راہ اختیار کرنی چاہیے۔ والدین کی نافرمانی کرنے والوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات مندرجہ ذیل ہیں:

والدین کی نافرمانی گناہ کبیرہ ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کے مطابق والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور کبیرہ گناہ انسان کو جہنم کی طرف لے جاتے ہیں۔ آپ نے اس سے بچنے کی یوں تاکید فرمائی ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْكَبَائِرُ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ

حضرت عبداللہ بن عمرو رض روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہ یہ ہیں، اللہ کا شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا۔ کسی (جان) کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔ (بخاری) لیکن حضرت انس رض کی روایت

Marfat.com

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ أَنَسٍ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ بَدَلَ الْيَمِيْنِ الْغَمُوْسِ ؛

میں جھوٹی قسم کی بجائے جھوٹی گواہی کے الفاظ مروی ہیں۔ (بخاری)

ایک اور حدیث میں ماں باپ کی نافرمانی سے بچنے کی یوں تاکید فرمائی گئی ہے :

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ؟ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ - قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يَقُوْلُهَا حَتّٰى قُلْتُ لَا يَسْكُتُ ؛

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکرہؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمھیں بہت بڑے کبیرہ گناہ نہ بتاؤں ہم عرض گذار ہوئے یا رسول اللہ! کیوں نہیں فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شریک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ اس وقت آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ اٹھ بیٹھے اور فرمایا خبردار، اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی۔ نیز جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی۔ چنانچہ آپ برابر یہی فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے دل میں کہا کہ آپ شاید خاموش نہیں ہوں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اے موسیٰ! جس نے والدین کی فرمانبرداری کی اور میری نافرمانی کی، میں نے اسے نیکوں میں لکھا ہے اور جو والدین کی نافرمانی کرتا ہے مگر میرا فرمانبردار ہے تو میں نے اسے نافرمانوں میں لکھ دیا ہے۔

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَبَائِرَ أَوْ

حضرت عبیداللہ بن ابوبکرؓ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبیرہ گناہوں کا ذکر فرمایا۔ یا آپؐ سے کبیرہ گناہوں

سُئِلَ عَنِ الْكَبَائِرِ فَقَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ فَقَالَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ۔ قَالَ قَوْلَ الزُّوْرِ اَوْ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ قَالَ شُعْبَةُ وَاَكْثَرُ ظَنِّيْ اَنَّهٗ قَالَ شَهَادَةَ الزُّوْرِ ؁

کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی جان کو قتل کرنا۔ اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ پھر فرمایا کہ کیا میں کبیرہ گناہوں میں سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ فرمایا کہ جھوٹی بات یا فرمایا جھوٹی گواہی۔ شعبہ کا کہنا ہے کہ میرا غالب گمان یہی ہے کہ آپؐ نے جھوٹی گواہی کے متعلق فرمایا۔ (بخاری)

فرمانبردار کے لیے جنّت اور نافرمان کے لیے جہنّم

والدین کی نافرمانی کی سزا جہنم ہے۔ اور والدین کی اطاعت کرنے والے کی جزا جنّت ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصْبَحَ مُطِيْعًا لِّلّٰهِ فِيْ وَالِدَيْهِ اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا وَمَنْ اَمْسٰى عَاصِيًا لِّلّٰهِ فِيْ وَالِدَيْهِ اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ وَاِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا قَالَ رَجُلٌ وَاِنْ ظَلَمَاهُ قَالَ وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ ؁

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو صبح کرے اس طرح کہ اللہ اور اپنے والدین کا فرمانبردار ہو تو صبح ہوتے ہی اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اگر ایک ہو تو ایک دروازہ۔ اور اگر کوئی اللہ اور اپنے والدین کی نافرمانی میں صبح کرے تو صبح ہوتے ہی جہنم کے دو دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ اگر ایک ہو تو ایک دروازہ۔ ایک شخص عرض گزار ہوا کہ اگرچہ وہ دونوں ظلم کریں۔ فرمایا اگرچہ وہ ظلم کریں۔ اگرچہ وہ ظلم کریں، اگرچہ وہ ظلم کریں۔

(بیہقی)

ایک اور حدیث میں بیان ہوا ہے کہ والدین کا نافرمان جنت میں داخل نہ ہوگا۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنَّانٌ وَّلَا عَاقٌّ وَّلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ؛

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں داخل نہیں ہوگا احسان جتانے والا، والدین کا نافرمان اور ہمیشہ شراب پینے والا۔ (نسائی۔ دارمی)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا یعنی ماں باپ کی نافرمانی آخرت میں جنت سے محرومی کا باعث بنے گی اس لیے والدین کا ہر جائز حکم ماننا چاہیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روز قیامت تین اشخاص پر اللہ تعالے نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ والدین کا نافرمان، شراب پینے والا اور صدقہ کر کے احسان جتانے والا۔ (مستدرک حاکم)

نافرمانی کی سزا کا زندگی میں مل جانا

والدین کی نافرمانی کی سزا مرنے کے بعد تو ملتی ہی ہے مگر بعض اوقات اللہ جن لوگوں سے ماں باپ کی نافرمانی کی وجہ سے بہت ناراض ہو جاتا ہے تو انھیں زندگی ہی میں سزا دے دیتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ الذُّنُوْبِ یَغْفِرُ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْھَا مَا شَآءَ اِلَّا عُقُوْقَ الْوَالِدَیْنِ فَاِنَّہٗ یُعَجَّلُ لِصَاحِبِہٖ فِی الْحَیَاۃِ قَبْلَ الْمَمَاتِ؛

حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے جس کو ان میں سے چاہے ماسوائے والدین کی نافرمانی کے کہ ایسا کرنے والے کو مرنے سے پہلے زندگی میں جلد ہی سزا دے دی جاتی ہے۔ (بیہقی)

Marfat.com

عمل کرنے کے لیے دس باتوں والی حدیث

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رض کو دس باتوں پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی۔ ان میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ ماں باپ کی ہر حال میں اطاعت کرتا۔ یہاں تک کہ خواہ وہ تمھیں اہل و عیال کو چھوڑنے کا حکم کیوں نہ دیدیں۔ حدیث پاک کا متن یہ ہے:

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ اَوْصَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعَشْرِ کَلِمَاتٍ قَالَ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَیْكَ وَاِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَھْلِكَ وَمَالِكَ وَلَا تَتْرُکَنَّ صَلٰوۃً مَکْتُوْبَۃً مُتَعَمِّدًا فَاِنَّ مَنْ تَرَكَ صَلٰوۃً مَکْتُوْبَۃً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْہُ ذِمَّۃُ اللّٰہِ وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَاِنَّہٗ رَاْسُ کُلِّ فَاحِشَۃٍ وَاِیَّاكَ وَالْمَعْصِیَۃَ فَاِنَّ بِالْمَعْصِیَۃِ حَلَّ سَخَطُ اللّٰہِ وَاِیَّاكَ وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ وَاِنْ ھَلَكَ النَّاسُ وَاِذَا اَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ وَاَنْتَ فِیْھِمْ فَاثْبُتْ وَاَنْفِقْ عَلٰی عِیَالِكَ مِنْ طَوْلِكَ

حضرت معاذ رض روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ میں دس باتوں پر عمل کروں (۱) اگر مجھے جان سے مارے جانے یا جلائے جانے کا بھی خوف ہو جب بھی اللہ کی وحدانیت میں کسی کو شریک نہ کروں (۲) اگر والدین مجھے یہ حکم دیں کہ اہل و عیال کو چھوڑ دے جب بھی ان کی نافرمانی نہ کروں (۳) جان بوجھ کر فرض نماز کو ترک نہ کروں کیونکہ جو جان بوجھ کر نماز کو ترک کرتا ہے وہ اللہ کے ذمہ میں نہیں ہے (۴) شراب نوشی سے احتراز کروں کیونکہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے (۵) ارتکاب گناہ سے بچوں کیونکہ گناہ غضب الٰہی کا سبب بنتے ہیں (۶) اگر جنگ میں لوگ مرکٹ بھی رہے ہوں تو بھی جنگ سے نہ بھاگوں (۷) اگر کہیں وبا کی وجہ سے اموات ہونے لگیں تو وہیں ٹھہروں اور وہاں سے نہ بھاگوں (۸) اور استطاعت کے مطابق اہل و عیال کی کفالت کروں (۹) اور

Marfat.com

وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ اَدَبًا ان کی تربیت سے غافل نہ رہوں (۱۰) اور ان وَاَخِفْهُمْ فِي اللّٰهِ ؕ کو خشیتِ الٰہی کی تعلیم دوں۔ (احمد)

حضرت ابن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک دن ہم بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے اہل اسلام! اللہ کی شریعت کی پیروی کرو۔ صلہ رحمی سے کام لیا کرو کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں جس پر بہت جلدی ثواب ملے۔ بغاوت سے بچو کیونکہ اس سے بڑھ کر کسی عمل پر جلدی عذاب نہیں آتا۔ والدین کی نافرمانی سے بچو کیونکہ جنت کی خوشبو ہزار سال کی مسافت سے سونگھی جا سکتی ہے۔ والدین کا نافرمان، صلہ رحمی نہ کرنے والا، زانی بوڑھا اور تکبر سے کپڑا لٹکانے والا اسے پا نہیں سکتا۔ (طبرانی)

ماں کی نافرمانی حرام ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک فرمان میں چند چیزوں کو حرام قرار دیا ہے ان میں ماں کی نافرمانی بھی شامل ہے۔

عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ وَوَادَ الْبَنَاتِ وَ مَنَعَ وَهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَ اِضَاعَةَ الْمَالِ ؕ

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام فرمایا ہے ماؤں کی نافرمانی کرنا اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا۔ اور منع کیا ہے اپنا ہاتھ روکنا اور لینے کے لیے تیار رہنے سے۔ اور تمہارے لیے ناپسند فرمایا ہے بیکار گفتگو کرنا، زیادہ مانگنا اور مال ضائع کرنا۔ (بخاری)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ کوئی ایسی شئے نہیں جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مخصوص کیا ہو اور دوسرے مسلمانوں کو وہ عطا نہ کیا ہو ماسوائے اس چیز کے جو میری تلوار کے نیام میں ہے۔ پھر آپؓ نے تلوار کے نیام میں سے ایک تحریر نکالی جس میں یہ لکھا تھا کہ جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرے

Marfat.com

اس پر اللہ کی لعنت، جو زمین کی نشانی چرائے اس پر لعنت اللہ کی، اور جو اپنے والدین پر لعنت کریں ان پر اللہ کی لعنت، اور جو ایسے شخص کو پناہ دے جس نے عقیدہ یا عمل اسلام کے خلاف اپنی طرف سے گھڑ لیا ہو اس پر اللہ کی لعنت (الادب المفرد۔ ص ۱۵)

والدہ کی بددعا کا خمیازہ

اگر کسی شخص کی والدہ اس کی کوتاہی یا نافرمانی پر اسے بد دعا دے دے تو اس کا خمیازہ اسے بھگتنا پڑے گا۔ ایک مرتبہ ایک بہت بڑے عابد کو والدہ کی بد دعا کا نتیجہ بھگتنا پڑا اس کا نام جریج تھا۔ حدیث پاک میں یہ واقعہ یوں بیان ہوا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ جُرَیْجٌ یَتَعَبَّدُ فِیْ صَوْمَعَۃٍ فَجَاءَتْ اُمُّہٗ قَالَ حُمَیْدٌ فَوَصَفَ لَنَا اَبُوْرَافِعٍ صِفَۃَ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ لِصِفَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمَّہٗ حِیْنَ دَعَتْہُ کَیْفَ جَعَلَتْ کَفَّھَا فَوْقَ حَاجِبِھَا ثُمَّ رَفَعَتْ رَاْسَھَا اِلَیْہِ تَدْعُوْہُ فَقَالَتْ یَا جُرَیْجُ اَنَا اُمُّکَ کَلِّمْنِیْ فَصَادَفَتْہُ یُصَلِّیْ فَقَالَ اللّٰھُمَّ اُمِّیْ وَصَلَاتِیْ فَاخْتَارَ صَلَاتَہٗ فَرَجَعَتْ ثُمَّ عَادَتْ فِی الثَّانِیَۃِ فَقَالَتْ یَا جُرَیْجُ اَنَا اُمُّکَ فَکَلِّمْنِیْ قَالَ

حضرت ابوہریرہ رض بیان کرتے ہیں کہ جریج اپنے معبد میں عبادت کر رہے تھے اتنے میں ان کی ماں آئی۔ حمید کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رض نے اس کی اس طرح صفت بیان کی جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے صفت بیان کی تھی۔ جب ان کی ماں نے انھیں بلایا تو انھوں نے کس طرح اپنی ہتھیلی اپنی بھوں پر رکھی تھی۔ پھر اس کی طرف سر اٹھا کر اس کو آواز دی اور کہا اے جریج! میں تمھاری ماں ہوں تم مجھ سے بات کرو۔ جریج اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ جریج نے دل میں کہا اے اللہ! ایک طرف میری ماں ہے اور ایک طرف نماز ہے۔ پھر انھوں نے نماز کو اختیار کر لیا۔ ماں واپس لوٹ گئی۔ پھر دوبارہ آئی اور کہا اے جریج! میں تمھاری ماں ہوں،

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ اُمِّيْ وَصَلَاتِيْ
فَاخْتَارَ صَلَاتَهٗ فَقَالَتْ
اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا جُرَيْجٌ
وَهُوَ ابْنِيْ وَاِنِّيْ كَلَّمْتُهٗ
فَاَبٰى اَنْ يُّكَلِّمَنِيْ اَللّٰهُمَّ
فَلَا تُمِتْهُ حَتّٰى تُرِيَهُ
الْمُوْمِسَاتِ قَالَ وَلَوْ دَعَتْ
عَلَيْهِ اَنْ يُّفْتَنَ فُتِنَ
قَالَ وَكَانَ رَاعِيْ ضَانٍ
يَأْوِيْ اِلٰى دَيْرِهٖ قَالَ
فَخَرَجَتْ اِمْرَاَةٌ مِّنَ
الْقَرْيَةِ فَوَقَعَ عَلَيْهَا
الرَّاعِيْ فَحَمَلَتْ فَوَلَدَتْ
غُلَامًا فَقِيْلَ لَهَا مَا
هٰذَا؟ فَقَالَتْ مِنْ صَاحِبِ
هٰذَا الدَّيْرِ قَالَ فَجَاءُوْا
بِفُئُوْسِهِمْ وَمَسَاحِيْهِمْ
فَنَادَوْهُ فَصَادَفُوْهُ يُصَلِّيْ
فَلَمْ يُكَلِّمْهُمْ قَالَ
فَاَخَذُوْا يَهْدِمُوْنَ دَيْرَهٗ
فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ نَزَلَ
اِلَيْهِمْ فَقَالُوْا لَهٗ سَلْ هٰذِهٖ
قَالَ فَتَبَسَّمَ ثُمَّ مَسَحَ

مجھ سے بات کرو۔ جریج نے (دل میں) کہا اے اللہ ایک طرف میری ماں ہے اور ایک طرف نماز ہے۔ پھر انھوں نے نماز کو اختیار کیا۔ ان کی ماں نے کہا اے اللہ! یہ جریج میرا بیٹا ہے میں اس سے بات کرتی ہوں اور یہ انکار کرتا ہے اے اللہ اس کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک یہ بدکار عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے۔ آپ نے فرمایا اگر وہ یہ دعا کرتی کہ جریج فتنہ میں پڑ جائے تو وہ فتنہ میں پڑ جاتا۔ آپ نے فرمایا ایک دنبوں کا چرواہا تھا جو جریج کے معبد میں ٹھہرتا تھا، ایک دن بستی سے ایک عورت نکلی تو اس چرواہے نے اس کے ساتھ بدکاری کی۔ وہ عورت حاملہ ہوگئی اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس عورت سے پوچھا گیا یہ کس کا بچہ ہے اس عورت نے کہا اس معبد والے کا بچہ ہے لوگ اپنے پھاوڑے اور کلہاڑے لے کر آئے اور اس کو آواز دی۔ جریج اس وقت نماز پڑھ رہے تھے انھوں نے ان لوگوں سے بات نہیں کی۔ لوگوں نے اس معبد کو گرانا شروع کر دیا۔ جب جریج نے یہ معاملہ دیکھا تو ان کے پاس اتر کر آئے۔ لوگوں نے ان سے کہا دیکھو یہ عورت کیا کہتی ہے۔ جریج مسکرائے

Marfat.com

رَاْسَ الصَّبِيِّ فَقَالَ مَنْ اَبُوْكَ قَالَ اَبِيْ رَاعِي الضَّاْنِ فَلَمَّا سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْهُ قَالُوْا نَبْنِيْ مَا هَدَمْنَا مِنْ دَيْرِكَ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ اَعِيْدُوْهُ تُرَابًا كَمَا كَانَ ثُمَّ عَلَاهُ ۔

پھر انھوں نے اس بچہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا تیرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا میرا باپ دنبوں کا چرواہا ہے۔ جب لوگوں نے یہ جواب سنا تو انھوں نے کہا ہم نے تمھارے معبد کو جو گرایا ہے اس کے عوض سونے اور چاندی کا معبد بنا دیتے ہیں۔ جریج نے کہا نہیں تم اس کو پہلے کی طرح مٹی کا ہی بنا دو۔ یہ کہہ کر وہ پھر اوپر چلے گئے۔

(مسلم شریف)

نافرمان کی کوئی عبادت قبول نہیں

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تین اشخاص کے کوئی فرض و نفل قبول نہیں فرمائے گا۔ والدین کا نافرمان، صدقہ کر کے احسان جتانے والا اور تقدیر الٰہی کا انکار کرنے والا۔ (السنۃ لابن ابی عاصم)

حکایت

فقیہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد سے سنا وہ ابو حفص بکندی کی حکایت کرتے تھے (جو کہ علمائے سمرقند میں سے تھے) کہ ان کے پاس ایک آدمی نے اپنے بیٹے کی شکایت کی کہ اس نے مجھے مارا ہے اور ایذا پہنچائی ہے۔ ابو حفصؒ فرمانے لگے سبحان اللہ! کیا بیٹا اپنے باپ کو مارتا ہے؟ کہنے لگا جی ہاں! اس نے تو مجھے مارا اور ایذا پہنچائی ہے۔ ابو حفصؒ نے پوچھا کیا تو نے اسے کچھ ادب سکھایا اور علم پڑھایا ہے، کہا نہیں پھر کہا کیا تو نے اسے قرآن پاک پڑھایا ہے کہا نہیں۔ پوچھا وہ کیا کام کرتا ہے؟ جواب دیا کہ کھیتی باڑی کا کام کرتا ہے۔ پوچھا تو کچھ معلوم بھی ہے کہ اس نے تجھے کیوں مارا ہے؟ کہنے لگا نہیں۔ فرمایا ممکن ہے جب وہ صبح صبح گدھے پر سوار ہو کر کھیت کو جا رہا ہو گا بیل اس کے آگے اور کتا پیچھے

Marfat.com

پیچھے ہوگا۔ قرآن تو جانتا ہی نہیں اپنے کسی گیت میں مگن ہوگا تو نے ایسے وقت میں اسے ٹوکا ہوگا اس نے بیل سمجھ کر مار دیا۔ شکر کر کہ اس نے تیرا سر نہیں پھوڑا۔

ثابت بنانی رح کہتے ہیں مشہور ہے کہ ایک شخص کسی جگہ پر اپنے والد کو مار رہا تھا اسے کسی نے ٹوکا تو باپ کہنے لگا کچھ نہ کہو میں بھی اپنے باپ کو یہیں پر پیٹا کرتا تھا۔ اور مجھے بھی ایسا بیٹا ملا جو مجھے اسی جگہ پر پیٹتا ہے اس پر کوئی ملامت نہیں بلکہ یہ میرے اس عمل کا بدلہ ہے۔

داناؤں کا قول

بعض داناؤں کا کہنا ہے کہ جو اپنے والدین کا نافرمان ہو وہ اپنی اولاد سے خوشی نہیں دیکھ پاتا اور جو اپنے معاملات میں مشورہ نہیں کرتا وہ کامیابی نہیں دیکھ سکتا۔ جو گھر والوں سے حسنِ سلوک نہیں رکھتا وہ لذتِ عیش سے محروم ہو جاتا ہے۔

اولاد کو نافرمانی کا موقع نہ دینا بہتر ہے

امام شعبی رح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس والد پر رحم فرمائے جو اپنے بیٹے کے ساتھ فرمانبرداری میں تعاون کرتا ہے یعنی وہ اپنے بیٹے کو ایسی بات نہیں کہتا جس میں اس کی طرف سے نافرمانی کا خطرہ ہو۔

کسی صالح شخص کا قصہ ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو کسی کام کے لیے کہتے ہی نہ تھے۔ ضرورت ہوتی تو کسی اور کو کہتے۔ ان سے وجہ پوچھی گئی تو کہنے لگے مجھے خطرہ ہے کہ میں کوئی بات بیٹے سے کہوں اور وہ اس میں میری نافرمانی کرے تو دوزخ کے لائق بنے گا۔ اس لیے میں نہیں چاہتا کہ اپنی وجہ سے اسے دوزخ کا مستحق بنا دوں۔

ماں باپ کے قاتل کے لیے سخت ترین عذاب

قتل اللہ کے نزدیک بہت سخت گناہ ہے مزید یہ کہ جو شخص اپنے ماں باپ کو قتل کر دے تو اس کا کیا حال ہوگا۔ قیامت کے

روز اسے سخت عذاب ملے گا۔ اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حسب ذیل ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَنْ قَتَلَ نَبِیًّا اَوْ قَتَلَہٗ نَبِیٌّ اَوْ قَتَلَ اَحَدَ وَالِدَیْہِ وَالْمُصَوِّرُوْنَ وَعَالِمٌ لَّمْ یَنْتَفِعْ بِعِلْمِہٖ ؎

حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز سب سے سخت عذاب اس شخص کو ہوگا جس نے کسی نبی کو قتل کیا یا جس کو کسی نبی نے قتل کیا یا اپنے والدین میں سے کسی ایک کو قتل کیا اور تصویر بنانے والوں کو اور اس عالم کو جس نے اپنے علم سے فائدہ حاصل نہ کیا۔ (بیہقی)

نافرمان کو موت کے وقت کلمہ کا نصیب نہ ہونا

طبرانی اور مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر تھے ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! ایک نوجوان کی موت کا وقت آپہنچا ہے اسے کلمہ پڑھنے کے لیے کہا جا رہا ہے لیکن وہ پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ فرمایا کیا وہ نماز پڑھتا تھا؟ عرض کیا ہاں! اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ ہو گئے۔ آپ اس نوجوان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھو۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نہیں پڑھ سکتا۔ آپؐ نے وجہ پوچھی تو پتہ چلا کہ ماں کا نافرمان ہے۔ آپؐ نے پوچھا کیا اس کی والدہ زندہ ہے؟ عرض کیا گیا ہاں یا رسول اللہ زندہ ہے۔ فرمایا اسے بلاؤ۔ وہ خاتون حاضر ہوئی۔ آپؐ نے پوچھا یہ تیرا بیٹا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرا بیٹا ہے۔ فرمایا تیری کیا رائے ہے اگر میں آگ جلاؤں اگر تو اس کی سفارش کرے تو ہم اسے چھوڑ دیں ورنہ ہم اسے جلا دیں گے۔ کہا تو اس کی

سفارش کرتی ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس کی سفارش کروں گی۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اور مجھے گواہ بنا کر کہو کہ میں اس سے راضی ہوں۔ اس خاتون نے کہا اے اللہ! میں تجھے اور تیرے رسول کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہوں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد فرمایا اے نوجوان پڑھو "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کی ذات و صفات میں کوئی شریک نہیں اور حضرت محمدؐ اس کے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں"۔

اس نوجوان نے یہ کلمات فی الفور پڑھ دیے تو آپؐ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا حمد و ثنا ہے اللہ کے لیے جس نے اسے آگ سے نجات عطا فرمائی۔

والدہ کی نافرمانی پر عذاب قبر

صاحب نزہتہ المجالس حضرت علامہ عبدالرحمٰن صفوری شافعی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے ترغیب و ترہیب میں بروایت بعض تابعین دیکھا ہے کہ ان کا کسی قبیلہ سے گزر ہوا۔ وہاں انھیں گورستان نظر پڑا۔ عصر کے بعد اس میں سے ایک قبر شق ہو گئی اور اس کے اندر سے ایک آدمی نکل آیا۔ اس کا سر گدھے کا سا تھا اور بدن آدمی کا سا۔ تین مرتبہ گدھے کی بولی بولا پھر قبر اس کے اوپر جڑ گئی۔ پھر اس کی عورت سے اس کا حال پوچھا تو اس نے بتلایا کہ یہ شراب پیا کرتا تھا۔ اور اس کی ماں اس سے کہتی تھی کہ خدا سے ڈر، تو کہتا تھا تو گدھے کی طرح نہ چلایا کر۔ پھر عصر کے بعد مر گیا۔ اسی وجہ سے عصر کے بعد اس کی قبر پھٹ جاتی ہے اور وہ نکل کر تین بار گدھے کی بولی بولتا ہے۔

ناخلف بیٹا

شیخ سعدیؒ کہتے ہیں کہ میں شہر "دیار بکر" میں ایک بڈھے کا مہمان تھا جس کے پاس بے انتہا دولت تھی اس کا ایک خوبصورت نوجوان بیٹا تھا جس سے اس کو بے حد محبت تھی۔ ایک رات کہنے لگا کہ ساری عمر میں میری یہی ایک اولاد ہوئی۔ اس جنگل میں ایک درخت ہے۔ لوگ اپنی مرادیں

Marfat.com

مانگنے وہاں جاتے ہیں۔ میں نے بہت سی طویل راتیں اس درخت کی جڑ میں بیٹھ کر خدا کے سامنے روتے ہوئے گزاری ہیں تب کہیں جا کر مجھے یہ فرزند نصیب ہوا ہے۔

میں نے سنا کہ وہ لڑکا چپکے چپکے دوستوں سے کہہ رہا تھا کہ اے کاش! مجھے اس درخت کا علم ہوتا۔ تاکہ میں وہاں جا کر دعا کرتا کہ اس بڈھے سے میری جان چھوٹے۔ قطعہ:

سالہا بر تو بگذرد کہ گذار ٭ نہ کنی سوئے تربتِ پدرت

تو بجائے پدر چہ کردی خیر ٭ تا ہماں چشم داری از پسرت

(سالہا سال گزر جاتے ہیں کہ تو باپ کی قبر کے پاس سے بھی نہیں گزرتا۔ تو نے اپنے باپ کے ساتھ کیا بھلائی کی ہے کہ تو اولاد سے اس کی توقع رکھتا ہے)

Marfat.com

مرحوم والدین کی خدمت

والدین اپنی زندگی میں اپنی اولاد اور عزیزوا قارب کی اتنی خدمت کر جاتے ہیں کہ مرنے کے بعد بھی ان کا حق بنتا ہے کہ اولاد ان کے لیے وہ اعمال کرے جس سے انھیں قبر میں راحت حاصل ہو۔ اولاد کا والدین کے لیے اس طرح کرنا خدمت کے مترادف ہوگا کیونکہ ماں باپ اپنے بچوں کی پرورش اور تربیت کے لیے بڑی تکلیفیں برداشت کرتے ہیں۔ بڑی محنت سے کما کر ان کی گزراوقات کا بندوبست کرتے ہیں۔ ان کو پروان چڑھا کر ان کی شادیاں کرتے ہیں۔ غرضیکہ زندگی بھر ان کے لیے بہت کچھ کرتے ہیں تو اس کے بدلے میں اگر اولاد عمر بھر ان کی خدمت کرے تب بھی ان کی خدمت کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مومن زندگی بھر ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہے لیکن جب ماں باپ دنیا سے رخصت ہونے ہیں تو وہ یہی سوچتا ہے کہ ہائے میں کچھ نہ کر سکا اور چاہتا ہے کہ ایسی صورتیں پیدا ہوتیں کہ میں ان کی وفات کے بعد ان کی روح کو خوش کر سکتا۔ اور اپنے جذبات کی تسکین کا سامان کر سکتا۔ یہی مومنانہ جذبات سوال کی شکل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے پیش کیے اور آپؐ نے فرمایا کہ تم ان کی وفات کے بعد بھی ان کے ساتھ سلوک کر سکتے ہو اور سلوک کی چار صورتیں بیان فرمائیں:

عَنْ اَبِیْ اَسَیْدِ السَّاعِدِیِّ قَالَ بَیْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ

حضرت ابو اسید ساعدیؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلہ بنو سلمہ کا ایک شخص آپؐ کی

جَاءَہٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سَلَمَۃَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ بَقِیَ مِنْ بِرِّ اَبَوَیَّ شَیْءٌ اَبَرُّھُمَا بِہٖ بَعْدَ مَوْتِھِمَا قَالَ نَعَمْ اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْھِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَھُمَا وَاِنْفَاذُ عَھْدِھِمَا مِنْ بَعْدِھِمَا وَصِلَۃُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِھِمَا وَاِکْرَامُ صَدِیْقِھِمَا ۔

خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ کیا ماں باپ کے ساتھ سلوک و نیکی کرنے کو میرے لیے کچھ باقی ہے کہ ان کے مرنے کے بعد اس کو کروں۔ آپ نے فرمایا ہاں ان کے لیے دعا کرتا استغفار کرنا اور ان کی وصیت پورا کرتا اور ان کے رشتہ داروں سے سلوک کرتا کہ وہ ان ہی کے سبب سے ہیں اور ماں باپ کے دوستوں کی عزت کرتا۔ (ابن ماجہ)

ان مذکورہ بالا صورتوں کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

مرحوم ماں باپ کے لیے دعائے مغفرت

انسانی زندگی کا سب سے بڑا مقصد یہی ہے کہ انسان کو مغفرت حاصل ہو اور اللہ ہمارے تمام گناہ بخش دے۔ مغفرت طلب کرنے کا نام استغفار ہے۔

اللہ سے مغفرت طلب کرنے کی تین صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ اپنے لیے مغفرت طلب کی جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دوسرے زندہ مومن بھائیوں کے لیے اللہ سے مغفرت مانگی جائے اور تیسری صورت یہ ہے کہ جو مسلمان بھائی دنیا سے تشریف لے گئے ہیں خواہ وہ اپنے اعزہ واقارب ہوں یا دوسرے ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔ مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت کے بارے میں ارشاد باری ہے:

وَالَّذِیْنَ جَاءُوْا مِنْۢ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا

اور وہ جو ان کے بعد آئے۔ عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے۔ اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے

بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۔

اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔ اے ہمارے رب! بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔ (حشر: ۱۰)

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۔

اے ہمارے رب! مجھے اور میرے والدین اور مومنین کو بخش دینا جس دن حساب کیا جائے گا۔ (پ ۱۳، ابراہیم: ۴۱)

اپنے علاوہ دوسرے مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے بخشش اور معافی طلب کرنے کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے۔

عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ رض قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَۃٍ حَسَنَۃً ۔

حضرت عبادہ بن صامت نے بیان کیا، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا کہ جو شخص مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے استغفار کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر مومن اور مومنہ (کے استغفار) کے عوض ایک نیکی لکھ دے گا۔ (طبرانی)

جب والدین اس دنیا سے کوچ کر گئے ہوں تو ان کے لیے اللہ کے حضور دعائے مغفرت کی جائے جس سے ان کے سامانِ بخشش میں اضافہ ہوتا ہے اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا الْمَیِّتُ فِی الْقَبْرِ اِلَّا کَالْغَرِیْقِ الْمُتَغَوِّثِ یَنْتَظِرُ دَعْوَۃً تَلْحَقُہٗ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِیْقٍ

حضرت عبداللہ بن عباس رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر میں مردہ کی حالت ڈوبتے ہوئے فریاد کرنے والے کی ہوتی ہے وہ دعاؤں کا انتظار کرتا ہے خواہ وہ ماں باپ کی طرف سے ہو۔ یا بھائی اور دوست کی طرف سے اور جب

فَاِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلُ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَاِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَاءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ ۔

یہ دعا اس مردہ کو پہنچتی ہے تو وہ اس کو دنیا و ما فیہا سے زیادہ عزیز ہوتی ہے۔ اور بیشک رب کریم دنیا والوں کی دعائیں مردوں کو پہاڑوں کی طرح کر کے پہنچاتا ہے اور زندوں کا اپنے مردوں کی طرف تحفہ ان کے لیے مغفرت کی طلب ہوتی ہے۔ (بیہقی)

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مردوں کے لیے دعائے استغفار کرنی چاہیئے کیونکہ استغفار سے انھیں عالمِ قبر میں راحت ملتی ہے اگر کسی مردہ کو عذاب ہو رہا ہو تو اس میں تخفیف ہو جاتی ہے اور جو نیک ہوتے ہیں ان کے مراتب میں اضافہ ہوتا ہے۔

ایسے ہی ایک اور حدیث میں مرحوم ماں باپ کے لیے دعائے مغفرت کی تاکید کی گئی ہے لہذا اگر کسی کے والدین اس دنیا سے فوت ہو گئے ہوں تو ان کی اولاد اگر ان کے لیے دعائے مغفرت کرے تو انھیں قبر میں بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ ارشادِ نبوی ہے:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَمُوْتُ وَالِدَاهُ اَوْ اَحَدُهُمَا وَاِنَّهُ لَهُمَا لَعَاقٌّ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ لَهُمَا وَيَسْتَغْفِرُ لَهُمَا حَتّٰى يَكْتُبَهُ اللّٰهُ بَارًّا ۔

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک بندے کے والدین فوت ہو جاتے ہیں یا ان میں سے ایک، اور وہ ان کا نافرمان تھا۔ لیکن ہمیشہ ان دونوں کے لیے دعا اور استغفار کرتا رہے تو آخر کار اللہ تعالیٰ اسے نیک لوگوں میں لکھ لیتا ہے۔ (بیہقی)

اس لیے نیک اولاد ماں باپ کے لیے باعث رحمت ہے اسی طرح دوستوں

Marfat.com

یا دیگر رشتہ داروں کی دعائے مغفرت سے میت کو ثواب پہنچتا ہے اور یقیناً یہ مردوں کے لیے ایک نہایت ہی قیمتی تحفہ کی حیثیت رکھتی ہے لہذا ہر مسلمان کو تمام مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت کرنی چاہیئے۔ یہ یاد رہے کہ بدنی عمل مثلاً فرض نماز اور روزہ خود اپنے ہی ادا کرنے سے ادا ہوتا ہے لیکن ثواب مرنے کے بعد بھی میت کو پہنچتا رہتا ہے لہذا صدقہ خیرات یا محض دعا و استغفار کے ذریعہ میت کے لیے دعائے مغفرت کرنی چاہیئے۔

دعائے مغفرت کا فوت شدہ حضرات کو ایک فائدہ یہ بھی پہنچتا ہے کہ نیک بندوں کے لیے دعائے مغفرت درجات کی بلندی میں اضافہ کرتی ہے اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَیَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِی الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اَنّٰی لِیْ هٰذِهٖ فَیَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ ؁

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بندہ کا درجہ بلند فرما دیتا ہے وہ عرض کرتا ہے کہ اے رب! یہ درجہ مجھے کہاں سے ملا؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ تیری اولاد نے جو تیرے لیے مغفرت کی دعا کی یہ اس کی وجہ سے ہے
(احمد)

یہی بات ایک اور حدیث میں یوں بیان ہوئی ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْقِنْطَارُ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفَ اُوْقِیَةٍ كُلُّ اُوْقِیَةٍ خَیْرٌ مِّمَّا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرَّجُلَ

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک قنطار بارہ ہزار اوقیہ کا ہوتا ہے اور ہر اوقیہ زمین و آسمان کی تمام چیزوں سے بہتر ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کا درجہ جنت میں بلند کر دیا جاتا ہے وہ اسے

Marfat.com

لَتُرْفَعُ دَرَجَتُهٗ فِی الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُ مَا ھٰذَا؟ فَیُقَالُ لِاِسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ۔

دیکھ کر کہتا ہے یہ درجہ کس طرح بلند کر دیا گیا ارشاد ہوتا ہے تیری اولاد کی دعائے مغفرت کی وجہ سے۔ (ابن ماجہ)

والدہ کے لیے طلب مغفرت

حضرت محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ ہم ایک شب حضرت ابوہریرہؓ کے پاس تھے تو حضرت ابوہریرہؓ نے دعا فرمائی، اے اللہ! ابوہریرہؓ کی اور میری (یعنی محمد بن سیرین کی) والدہ کی اور جوان کے لیے طلب مغفرت کرے ان سب کی مغفرت فرما دے محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ ہم ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں تاکہ حضرت ابوہریرہؓ کی دعا میں داخل ہو جائیں۔

نمازوں کے بعد اور دوسرے موقعوں پر پروردگار سے رو رو کر دعا کیجیے، کہ خدایا میرے ماں باپ کی مغفرت فرما۔ ان کے گناہوں کو ڈھانپ لے اور انھیں وہ کچھ دے جو تو اپنے نیک بندوں اور بندیوں کو دیتا ہے۔ خدایا جب ہم ان کی مدد، شفقت اور پرورش کے محتاج تھے تو انھوں نے اپنا سب کچھ ہم پر قربان کر دیا۔ اپنا دن کا عیش اور رات کا آرام ہمارے لیے ختم کر دیا۔ پروردگار اب وہ تیرے حضور میں ہیں اور اس سے کہیں زیادہ وہ تیری رحمت اور نظر کرم کے محتاج ہیں جتنے کہ بچپن کی بے بسی میں ہم ان کے محتاج تھے۔ پروردگار تو انھیں اپنی رحمت کے سائے میں لے لے اور اپنی رضا کے گھر جنت میں ان کا ٹھکانہ بنا دے۔

ہونا تو یہی چاہیے کہ آپ زندگی بھر ماں باپ کی اطاعت کرتے رہیں، ان کے ساتھ نیک سلوک کرتے رہیں اور انھیں خوش رکھنے کی کوشش کرتے رہیں لیکن آپ کی تمام کوششوں کے باوجود اگر وہ آپ سے راضی نہ رہ سکیں اور ناخوش ہی دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں تو اب بھی اللہ کی رحمت کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور اس کی تلافی ہو سکتی ہے وہ اس طرح کہ آپ ان کے لیے برابر دعائے مغفرت

Marfat.com

کرتے رہیں۔ اس دعا و استغفار کے نتیجے میں توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی غلطی سے درگزر فرمائے اور آپ کو اپنے نیک بندوں میں شمار فرمائے۔ خدا کے فضل و کرم سے مومن کو کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔

والدین کے ایصالِ ثواب کے لیے نماز اور روزہ

احادیث میں یہ بھی ملتا ہے کہ فوت شدہ والدین کے ایصالِ ثواب کے لیے نفل نماز پڑھی جائے اور نفلی روزہ رکھا جائے۔

امام دار قطنی نے نقل کیا ہے کہ ایک صحابی رضؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا یا رسول اللہؐ! میں اپنے والدین کے ساتھ زندگی میں نیک سلوک کرتا تھا اب وہ فوت ہو گئے ہیں، اب ان کے ساتھ حسنِ سلوک کی کوئی صورت ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ فوت ہونے کے بعد یہ بھی نیک سلوک ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ان کے لیے نماز پڑھے اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لیے روزہ رکھے۔ (دار قطنی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی جب نفل نماز کو کسی دوسرے کے ثواب کی خاطر منسوب کرے تو اسے چاہیئے کہ اپنے والدین کی طرف کرے اس کا ثواب انھیں ملے گا اور اس کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ (طبرانی)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جو مغرب اور عشاء کے درمیان شبِ جمعہ کو دو رکعتیں پڑھے اس طرح کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ، اور آیت الکرسی ایک بار اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھے۔ نماز پڑھنے کے بعد پندرہ دفعہ استغفار کرے اور پندرہ مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے اور ان سب کا ثواب اپنے والدین کو بخشے تو اس نے ان دونوں کا حق ادا کر دیا اور سوا اللہ تعالیٰ کے سوا ان دونوں کا ثواب کسی کو معلوم نہیں ہے۔

(نزہتہ المجالس)

Marfat.com

فوت شدہ والدین کی طرف سے حج

حج اسلام کا پانچواں اہم رکن ہے یہ اسلام کی ایک ایسی عبادت ہے جو جان اور مال کے ذریعے سرانجام دی جاتی ہے۔ جس شخص کو زندگی میں حج کا موقعہ ملے وہ سمجھے کہ وہ بڑا خوش قسمت ہے۔ اگر کسی کے ماں باپ کسی وجہ سے اپنی زندگی میں حج نہ کر سکیں تو ان کی طرف سے حج کیا جا سکتا ہے اور یہ نیت کی جائے کہ اس حج کا ثواب ماں باپ کو ملے۔ تو اس کا ثواب والدین کو قبر میں ملے گا۔ اور انھیں قبر میں راحت حاصل ہو گی مگر اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ جس شخص پر حج فرض ہو اسے پہلے اپنا فریضہ ادا کرنا چاہیئے اس کے بعد ماں باپ کے ایصال کے لیے حج کرنا چاہیئے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ اِنَّ امْرَاَةً مِنْ خَثْعَمَ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِي الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَ ذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ ؕ

حضرت ابن عباس رض روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! رب تعالیٰ کے فرائض میں سے ایک فریضہ حج میرے والد پر لازم ہو گیا ہے لیکن وہ اتنے بوڑھے ہیں کہ وہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتے۔ کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں! راوی کہتے ہیں یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔ (بخاری)

حضرت جابر بن عبداللہ رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو باپ یا ماں کی طرف سے حج کرے ان کی طرف سے ادا ہو جائے گا اور اسے دس حج کا ثواب زیادہ حاصل ہو گا۔ (سنن دار قطنی)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتٰى رَجُلٌ اِلنَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عباس رض روایت کرتے ہیں، کہ ایک شخص نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

فَقَالَ اِنَّ اُخْتِیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وَاِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ عَلَیْهَا دَیْنٌ اَکُنْتَ قَاضِیَہٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ دَیْنَ اللّٰهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِالْقَضَآءِ۔

سے عرض کیا میری بہن نے حج کی نذر مانی تھی لیکن اس کا انتقال ہو گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتے؟ اس نے کہا ہاں! تو آپ نے فرمایا اب اللہ کے قرض کو ادا کرو اس کو ادا کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رض سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے مر گئی۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں! اس کی طرف سے حج کر۔ بھلا بتا تو سہی اگر تیری ماں پہ کچھ قرض ہوتا تو ادا کرتی؟ اس نے عرض کیا بے شک ادا کرتی۔ آپ نے ارشاد فرمایا پھر اللہ تعالیٰ کا بھی قرض ادا کرو۔ اس کا قرض ادا کرنا تو اور ضروری ہے۔ (بخاری)

حضرت انس رض سے مروی ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک خاتون نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میری والدہ نے حج کی منت مانی تھی وہ ادا نہ کر سکیں اور ان کا انتقال ہو گیا۔ کیا میں ان کی طرف سے حج کر لوں۔ آپ نے فرمایا ہاں اس کی طرف سے حج کرو۔ ذرا سوچو، اگر تیری والدہ پر قرض ہوتا تو تم ادا کرتے یا نہیں؟ یونہی خدا کا قرض ادا کرو۔ کیونکہ وہ وفا کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

حضرت زید بن ارقم رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی والدین کی طرف سے حج کرتا ہے تو وہ اس شخص اور والدین کی طرف سے قبول ہوتا ہے۔ والدین کی ارواح آسمان میں خوش ہوتی ہیں اور وہ اللہ کے ہاں نیک لکھا جاتا ہے۔ (دار قطنی)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ — حضرت ابوہریرہ رض بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم

Marfat.com

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَدْرَکَ شَیْخًا یَمْشِیْ بَیْنَ ابْنَیْہِ یَتَوَکَّأُ عَلَیْہِمَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاشَاْنُ ھٰذَا قَالَ ابْنَاہُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَانَ عَلَیْہِ نَذْرٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ارْکَبْ اَیُّھَا الشَّیْخُ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنْکَ وَعَنْ نَذْرِکَ ؕ

صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک بوڑھا شخص اپنے دو بیٹوں کے درمیان ان پر ٹیک لگا کر چل رہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو کیا ہوا؟ اس کے بیٹوں نے کہا یارسول اللہ! اس نے (پیدل چلنے کی) نذر مانی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے شیخ! سوار ہو، اللہ تعالیٰ تجھ سے اور تیری نذر سے بے نیاز ہے۔

(مسلم شریف)

مرحوم والدین کے لیے صدقہ کرنا

صدقہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خرچ کرنا ہے۔ صدقہ، صدق سے بنا ہے جس کا مطلب سچائی ہے۔ چونکہ اللہ کی راہ میں دینا سچے مومن کی علامت ہے اس لیے اسے صدقہ کہا جاتا ہے۔ مطلقاً صدقہ سے مراد خیرات ہے۔ مرحوم والدین کو ثواب پہنچانے کا ایک ذریعہ صدقہ ہے۔ یعنی اللہ کی راہ میں اس نیت سے مال خرچ کیا جائے کہ اس کا ثواب مرحوم والدین کو ملے۔ ایسا صدقہ جس کے خرچ کرنے سے لوگ مسلسل فائدہ اٹھاتے رہیں صدقہ جاریہ کہلاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرنے والوں کی طرف سے صدقہ جاریہ کرنے کی بہت زیادہ ترغیب دی ہے۔ اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں:

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّیْ افْتُلِتَتْ نَفْسُھَا وَاَظُنُّھَا لَوْ تَکَلَّمَتْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری والدہ کا ناگہانی طور پر انتقال ہوا اور میرا خیال یہ ہے کہ اگر وہ بات کرتیں تو

Marfat.com

تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ ؛

صدقہ کی بابت کہتیں۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو اجر ملے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی نفلی صدقہ کرے تو وہ اپنے ماں باپ کی طرف سے کرے اس کا ثواب انھیں ملے گا اور اس شخص کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ (طبرانی)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْا لَهٗ ؛

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے مرنے کے بعد اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں، مگر صدقہ جاریہ اور ایسا علم جس سے دوسرے مستفیض ہوں یا نیک اولاد جو ان (والدین) کے لیے دعائیں کرتی ہو۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص اپنے مسلمان والدین کی طرف سے صدقہ کرتا ہے تو اس کے والدین کو اس کا اجر ملتا ہے اور ان کے اجر میں کمی کیے بغیر اس آدمی کو بھی ان کے برابر اجر ملتا ہے۔ (احیاء العلوم)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہؐ! میری والدہ وفات پا چکی ہیں اور انھوں نے کوئی وصیت نہیں کی۔ اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو اس سے ان کو کوئی فائدہ پہنچے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ہاں! کیوں نہیں۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رض قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ

حضرت سعد بن عبادہؓ راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، ام سعد یعنی میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے، ان کے لیے کونسا

Marfat.com

قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ۔ ۔۔۔

بہتر ہے؟ آپؐ نے فرمایا پانی۔ چنانچہ حضرت سعدؓ نے کنواں کھودا اور کہا یہ ام سعدؓ کے لیے صدقہ ہے۔ (ابوداؤد، نسائی)

اس حدیث میں حضرت سعدؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری والدہ فوت ہوگئی ہیں۔ میں کونسا کام کروں جو اُن کے لیے نفع بخش ہو؟ تو اس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے لیے پانی کا صدقہ بہتر ہے۔ چونکہ پانی اللہ تعالیٰ کی ان بڑی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے جن کے بغیر انسانی زندگی کی بقا ممکن نہیں۔ پھر مخلوقِ خدا کے لیے اس کی ضرورت اتنی وسیع اور ہمہ گیر ہے کہ قدم قدم پر انسانی زندگی اس کے وجود اور اس کی فراہمی کی محتاج ہوتی ہے۔

خاص طور پر ان شہروں اور علاقوں میں پانی کی اہمیت کہیں زیادہ محسوس ہوتی ہے جو گرم ہوتے ہیں۔ جہاں پانی کی فراہمی آسانی سے نہیں ہوتی اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کو بہتر صدقہ ارشاد فرما کر اس طرف اشارہ فرمادیا ہے کہ پانی کے حصول کا ہر ذریعہ خواہ کنواں ہو یا ٹیوب ویل بہترین صدقہ جاریہ ہے کہ جب تک وہ ذریعہ موجود رہتا ہے اس کو قائم کرنے والا خدا تعالیٰ کی رحمتوں سے نوازا جاتا ہے۔

صاحب مرآۃ شرح مشکوٰۃ نے لکھا ہے کہ خصوصًا ان گرم و خشک علاقوں میں جہاں پانی کی کمی ہو بعض لوگ سبیلیں لگاتے ہیں۔ عام لوگ ختم فاتحہ وغیرہ میں دوسری چیزوں کے ساتھ پانی بھی رکھ دیتے ہیں ان سب کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پانی کی خیرات بہتر ہے۔ یعنی ام سعد کی روح کے ثواب کے لیے۔ یہ لام نفع کا ہے نہ کہ ملکیت کا۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ ثواب بخشتے وقت ایصالِ ثواب کے الفاظ زبان سے ادا کرنا سنتِ صحابہ ہے کہ خدایا اس کا ثواب فلاں کو پہنچے۔ دوسرے یہ کہ کسی چیز پر میت کا نام لیے جانے سے وہ شے حرام نہ ہوگی۔ دیکھو حضرت سعدؓ نے اس کنویں کو اپنی مرحومہ ماں کے نام پر منسوب کیا وہ کنواں

Marfat.com

اب تک آباد ہے اور اس کا نام بیرِ اُمِّ سعد ہی ہے (مرآۃ ج ۳، ص ۱۰۵)

مرحومہ والدہ کے ایصالِ ثواب کے لیے باغ وقف کرنے کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور فرمان مندرجہ ذیل ہے:

عَنْ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَنْبَأَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ أَخَا بَنِي سَاعِدَةَ تُوُفِّيَتْ أُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا فَهَلْ يَنْفَعُهَا شَيْءٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا؟ قَالَ نَعَمْ۔ قَالَ فَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّ حَائِطِيَ الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا ؎

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام عکرمہ نے کہا کہ ہم کو حضرت ابن عباسؓ نے خبر دی کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بنی ساعدہ کے بھائی کی والدہ فوت ہو گئی اور وہ اس وقت غائب تھے۔ تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری والدہ فوت ہو گئی ہے حالانکہ میں اس وقت غائب تھا۔ کیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اس کو نفع دے گا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں! سعدؓ نے کہا میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ مخراف اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

(بخاری باب وقف)

والدین کے عہد و وصیّت کو پورا کرنا

ماں باپ نے اپنی زندگی میں بہت سے لوگوں سے عہد و پیمان کیے ہوں گے۔ مختلف معاملات میں کچھ وعدے کیے ہوں گے۔ مرتے وقت کچھ وصیتیں کی ہوں گی۔ اولاد کے لیے والدین کی وفات کے بعد ان سے حُسنِ سلوک کی یہ شکل باقی ہے کہ وہ ان کے کیے ہوئے وعدوں اور وصیتوں کو پورا کریں۔ ان کے کیے ہوئے عہد و پیمان کو نباہیں اور اس طرح ان کی روح کو خوش کرنے کی کوشش کریں۔ البتہ اس بات کا ضرور خیال رکھیے کہ آپ صرف انھی وصیّتوں کو

Marfat.com

پورا کریں جو جائز ہوں اور اگر آپ ان کی ناجائز وصیتوں کو بھی پورا کریں گے تو یہ ان کے ساتھ نیکی نہیں برائی ہوگی۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ عَلٰى وَصِيَّةٍ مَاتَ عَلٰى سَبِيْلٍ وَسُنَّةٍ وَمَاتَ عَلٰى تُقًى وَشَهَادَةٍ وَمَاتَ مَغْفُوْرًا لَهٗ ؎

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو وصیت کر کے فوت ہوا وہ سیدھے راستے اور سُنت پر فوت ہوا۔ پرہیز گاری اور شہادت پر فوت ہوا۔ بخشا ہوا فوت ہوا۔

(ابن ماجہ)

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ الْعَاصَ ابْنَ وَائِلٍ اَوْصٰى اَنْ يُّعْتَقَ عَنْهُ مِائَةُ رَقَبَةٍ فَاَعْتَقَ ابْنُهٗ هِشَامٌ خَمْسِيْنَ رَقَبَةً فَاَرَادَ ابْنُهٗ عَمْرٌو اَنْ يُّعْتِقَ عَنْهُ الْخَمْسِيْنَ الْبَاقِيَةَ فَقَالَ حَتّٰى اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِيْ اَوْصٰى اَنْ يُّعْتَقَ عَنْهُ مِائَةُ رَقَبَةٍ وَاِنَّ هِشَامًا اَعْتَقَ عَنْهُ خَمْسِيْنَ وَبَقِيَتْ عَلَيْهِ خَمْسُوْنَ رَقَبَةً اَفَاُعْتِقُ عَنْهُ

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کے والد ماجد نے ان کے جد امجد سے روایت کی ہے کہ عاص بن وائل نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کر دیے جائیں۔ پس اس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کر دیے چنانچہ اس کے بیٹے حضرت عمرو نے باقی پچاس آزاد کرنے کا ارادہ کیا اور کہا کہ جب تک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت نہ کر لوں۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! میرے باپ نے وصیت کی کہ ان کی طرف سے سو غلام آزاد کیے جائیں۔ ہشام نے ان کی طرف سے پچاس آزاد کر دیے اور ان پر پچاس باقی رہے کیا میں ان کی طرف سے آزاد کر دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ لَوْ کَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْہُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْہُ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْہُ بَلَغَہٗ ذٰلِکَ ۔

علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اس کی طرف سے آزاد کرتے یا صدقہ کرتے یا حج کرتے تو اسے ثواب پہنچ جاتا۔ (ابوداؤد)

ماں باپ نے اگر کسی سے مالی امداد کا وعدہ کیا ہے یا وہ کسی کو کچھ ہبہ کرنا چاہتے ہیں اور زندگی میں اس کا موقع نہ پا سکے یا انھوں نے کوئی نذر مانی تھی اور نذر پوری کرنے سے پہلے ہی دنیا سے رخصت ہو گئے یا ان پر کسی کا قرضہ تھا یا وصیت کرنے کا انھیں موقع نہ ملا اور آپ سمجھتے ہیں کہ اگر انھیں موقع ملتا تو وہ ضرور یہ وصیت کرتے یا انھوں نے کوئی وصیت نہیں کی اور آپ ان کی طرف سے صدقہ کریں تو یہ سب صورتیں ان کے ساتھ نیک سلوک کی ہیں اور اس طرح ان کی وفات کے بعد بھی آپ زندگی بھر ان کے ساتھ نیک سلوک کر کے اپنے خدا کو خوش کر سکتے ہیں۔ ثواب صرف مسلمان کو پہنچتا ہے غیر مسلم کو نہیں ملتا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ سَعْدَ ابْنَ عُبَادَۃَ اسْتَفْتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَذْرٍ کَانَ عَلٰی اُمِّہٖ فَتُوُفِّیَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِیَہٗ فَاَفْتَاہُ اَنْ یَّقْضِیَہٗ عَنْہَا ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نذر کے متعلق فتویٰ لیا جو ان کی والدہ پر تھی اور جس کو پورا کرنے سے پہلے وہ وفات پا گئی تھیں آپ نے انھیں فتویٰ دیا کہ ان کی طرف سے وہ پوری کر دی جائے۔ (بخاری)

وفاتِ والدین کے بعد سلوک کی چوتھی شکل یہ ہے کہ ان رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے جو ماں باپ کے واسطے سے رشتہ دار قرار پاتے ہیں۔ ننھیال کے رشتہ دار جیسے خالہ، ماموں، نانی، نانا وغیرہ اور ددھیال کے رشتہ دار جیسے چچا، پھوپھی، تایا، دادی، دادا وغیرہ، ان رشتہ داروں سے بے نیازی اور بے پروائی دراصل والدین سے بے نیازی ہے اور ایک مومن اپنے ماں باپ کے ساتھ بے نیازی

Marfat.com

کا سلوک کبھی نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم اپنے آباء و اجداد سے بے نیازی ہرگز نہ برتو۔ ماں باپ سے بے پرواہی کرنا خدا کی ناشکری ہے۔

حکایت ایک نیک بخت کی صالحہ ماں کا جب آخری وقت آپہنچا تو اس نے اپنے بیٹے سے محبت بھرے انداز میں فرمایا کہ اے میرے ذخیرے! اے میری دولت! جس پر مجھے زندگی میں اور بعد از وفات بھروسہ ہے، مجھے بعد از مرگ شرمسار نہ کرنا۔ اور قبر میں مجھے وحشت میں نہ رکھنا۔ جب وہ فوت ہو گئی تو وہ ہر جمعۃ المبارک کو اپنی ماں کی قبر پر زیارت کے لیے جاتا، دعائیں کرتا اور باقی قبرستان والوں کے لیے ایصالِ ثواب کرتا رہتا۔ چند دن بعد اس کی والدہ خواب میں ملی۔ لڑکے نے عالم برزخ کی کیفیت دریافت کی۔ اس کی ماں نے کہا۔ موت کی تلخی بڑی سخت ہے تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں نہایت پُرسکون ہوں حریر کا فرش، ریحان کے صوفے بچھے ہوئے ہیں۔ قیامت تک ابھی پر آرام کروں گی۔ میرے بیٹے! ہر جمعہ کو میری زیارت کے لیے آتے رہنا۔ اس وظیفہ کو مت چھوڑنا کیونکہ مجھے اور میرے ہمسایوں کو تیری ملاقات و زیارت اور دعاؤں سے بڑی راحت ملتی ہے (نزہۃ المجالس)

آدابِ قبرستان

قبرستان نشانِ عبرت ہے جو ہمیں موت اور آخرت کی یاد دلاتا ہے کیونکہ مرنے کے بعد ہر شخص کا مقام قبر ہے۔ مسلمان اجتماعی طور پر جہاں اپنے مردے دفن کرتے ہیں اسے قبرستان کہا جاتا ہے۔ قبرستان مسلمان آبادی کا بہت ہی اہم مقام ہے اس لیے اس کی حفاظت کرنا اور اس میں آنے جانے کے لیے اسلامی آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا ہمارا اخلاقی اور بنیادی فریضہ ہے۔ عموماً جنازہ دفن کرنے کے لیے قبرستان جانے کا موقع ہر ایک کو

Marfat.com

کبھی نہ کبھی درپیش آتا رہتا ہے ۔ اس کے علاوہ عام حالات میں بھی جب کسی کا دل چاہے تو وہ زیارت قبور کی غرض سے قبرستان جاسکتا ہے ۔ بہرکیف قبرستان میں وقتاً فوقتاً جاتے رہنا چاہیئے تاکہ موت یاد رہے ۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میت دفن کرنے کے وقت قبرستان میں جاتے اور بعض اوقات زیارتِ قبور کی غرض سے بھی قبرستان تشریف لے جاتے اس سے معلوم ہوا کہ قبرستان میں جانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے ۔ مزید یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارتِ قبور کی تاکید بھی فرمائی ہے ۔ قبرستان میں جاکر مندرجہ ذیل آداب کو شریعت اور سنت کے مطابق سرانجام دینا چاہیئے ۔

۱۔ قبرستان میں داخلے کا طریقہ

قبرستان میں بڑے عجز اور خاموشی سے داخل ہونا چاہیئے اور دل میں خوفِ الٰہی کو مدنظر رکھنا چاہیئے اور اس بات کو تازہ کرنا چاہیئے کہ اے بندے ایک دن تو بھی ان کے ساتھ آکر مل جائے گا اس لیے اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ یادِ الٰہی میں مشغول رکھے اور نیک اعمال کرنے کی طرف مائل کرے ۔ کیونکہ قبرستان میں جانے سے موت یاد آتی ہے ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب قبرستان میں جاتے تو اہلِ قبور کو سلام کہتے ۔ اس لیے قبرستان میں داخلے کے وقت مندرجہ ذیل احادیث کے الفاظ کے مطابق اہل قبور کو سلام کہنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے ۔

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قبرستان میں تشریف لے گئے تو قبروں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا :-

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ وَاَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ ۔

اے قبر والو! تم پر سلامتی ہو اللہ تعالیٰ ہماری اور تمھاری مغفرت فرمائے تم ہم سے پہلے گئے ہم بعد میں آنے والوں میں سے ہیں ۔ (ترمذی شریف)

Marfat.com

۲۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو قبرستان کی حاضری کے آداب کی تعلیم دیتے اور یہ فرماتے جب تم قبرستان جاؤ تو یہ کلمات کہو:۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ۔

اس بستی کے مومن اور مسلمان رہنے والو! تم پر سلامتی ہو۔ بیشک اللہ نے چاہا تو ہم بھی عنقریب تم سے ملاقات کرتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمھارے لیے عافیت کے طالب ہیں (مسلم شریف)

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! میں کس طرح اس مفہوم کو ادا کروں۔ مجھے آپ زیارتِ قبر کے بارے میں رہنمائی فرمائیں، تب سرکارؐ نے فرمایا تم زیارتِ قبر کے وقت یہ کلمات کہو۔

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ۔

اے بستی کے مومن اور مسلمان رہنے والو، خداوند ہم میں سے پیشروؤں اور پیچھے رہنے والوں کی مغفرت فرمائے اور بیشک اگر اللہ نے چاہا تو ہم عنقریب تم سے ملنے والے ہیں۔

(مسلم شریف)

۲۔ زیارتِ قبور کی ترغیب

شروع شروع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو قبرستان میں زیارتِ قبور کی غرض سے جانے کے لیے منع فرمایا کرتے تھے۔ کیونکہ ابتدائی دور میں قبروں پر جانے سے پوجا کا خطرہ تھا لیکن جب مسلمانوں کے ایمان اللہ کی توحید پر حد درجہ کے مستحکم ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو چند امور کی اجازت عنایت فرمائی جن میں قبروں کی زیارت بھی تھی۔

Marfat.com

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْأَضَاحِيْ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَأَمْسِكُوْا مَا بَدَا لَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيْذِ إِلَّا فِيْ سِقَاءٍ فَاشْرَبُوْا فِي الْأَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمھیں زیارتِ قبور سے منع فرمایا تھا لیکن اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔ میں نے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ ذخیرہ کرنے سے منع کیا تھا اب جب تک اور جتنا چاہو ذخیرہ کر سکتے ہو۔ میں نے تمھیں نبیذ مشکیزہ کے علاوہ ہر کسی چیز سے پینے سے منع فرمایا تھا اب تم سب برتنوں سے پی سکتے ہو بشرطیکہ وہ نشہ آور نہ ہو۔ (مسلم)

ایک اللہ کے بندے کا قول ہے کہ قبرستان میں جانا مستحب ہے کیونکہ قبرستان میں جا کر قبروں کو دیکھنے سے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔ موت یاد آتی ہے اور دل و دماغ میں یہ عقیدہ راسخ ہو جاتا ہے کہ دنیا فانی ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے پہلے تمھیں قبروں پر جانے سے منع فرمایا تھا مگر اب تم قبروں پر جایا کرو کیونکہ قبروں پر جانا بے رغبتی پیدا کرتا ہے اور آخرت کی یاد دلاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

۳۔ والدین کی قبروں پر جانے کا حکم

والدین کی قبروں پر جا کر ان کے لیے دعائے استغفار کرنا ان کے لیے ایصالِ ثواب کرنا فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ اگر کوئی عذاب میں مبتلا ہو تو اولاد جب قبر پر جا کر ایصالِ ثواب کرتی ہے تو اس کے عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے اور اگر کوئی راحت میں ہو تو اسے مزید راحت میسر آتی ہے۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جب وہ دنیا سے رخصت ہو جائیں تو پھر ان کی قبر پر جا کر قرآن خوانی

Marfat.com

کر کے ان کی روحوں کو بخشا جائے ۔ یہ بات ان کے لیے سود مند ثابت ہو گی ۔ لہٰذا نیک اولاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہفتہ میں ایک بار ضرور اپنے والد اور والدہ کی قبر کی زیارت کے لیے جائے اور ان کے لیے مغفرت کی دعا کرے ۔

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ يَرْفَعُ الْحَدِيْثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ زَارَ قَبْرَ أَبَوَيْهِ أَوْ أَحَدِهِمَا فِي كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهُ وَكُتِبَ بَرًّا ۔

حضرت محمد بن نعمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک الفاظ حدیث کو پہنچاتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن والدین کی یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اس کا نام نیکوکاروں میں لکھا جاتا ہے (بیہقی)

طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ خدا جنت میں ایک نیک بندے کا مرتبہ بلند فرماتا ہے تو وہ بندہ پوچھتا ہے، پروردگارا مجھے یہ مرتبہ کہاں سے ملا۔ خدا فرماتا ہے تیرے لڑکے کی وجہ سے کہ وہ تیرے لیے استغفار کرتا رہا ۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس کے سب عمل منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین اعمال کے ۔ صدقہ جاریہ، علم نافع، اور نیک اولاد جو والدین کے لیے دعا کرتی رہتی ہے ۔ (شرح الصدور)

۴۔ زیارتِ قبور کا طریقہ زیارتِ قبور کا طریقہ یہ ہے کہ قبرستان میں ادب کے ساتھ داخل ہو کر جس قبر پر آپ جانا چاہیں جائیں راستے کے ذریعے جائیں، قبروں پر سے گزرنے سے پرہیز کریں اور نہ کسی قبر پر پاؤں آنے دیں اور جب مطلوبہ قبر پر پہنچ جائیں تو اس کے پائنتی جانب سے ہو کر منہ کی طرف ہو جائیں اور اس سے اتنے فاصلے پر بیٹھ جائیں جتنا کہ زندگی میں بیٹھا کرتے تھے، بزرگوں کا کہنا ہے کہ سرہانے کی طرف سے نہ آئیں کہ میت کے لیے باعثِ انتشار بنتا ہے ۔ لیتی

میت کو گردن پھیر کر دیکھنا پڑے گا کہ کون آیا ہے۔ اس کے بعد سلام کہیں اس کے بعد قرآن پاک کی جتنی تلاوت کرنی چاہیں۔ اس کے بعد اس کا ثواب صاحبِ قبر کی روح کو بخشیں۔

عام دنوں کی نسبت جمعہ کے دن جانا زیادہ بہتر ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ چار دن یعنی پیر، جمعرات، جمعہ اور ہفتہ زیارت کے لیے بہتر ہیں۔ جمعہ کے دن بعد نمازِ جمعہ افضل ہے۔ ہفتہ کے دن طلوعِ آفتاب تک اور جمعرات کو دن کے اول وقت میں یا پچھلے وقت میں پیر کے روز رات کے پچھلے پہر میں، متبرک راتوں میں یعنی شبِ برأت، شبِ قدر، عیدین کے دن اور عشرہ ذالحجہ میں زیارتِ قبور بہتر ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاَتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ الْبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میرے یہاں تشریف آوری کی باری ہوتی تو سرکار رات کے آخری حصہ میں قبرستان تشریف لے جاتے اور وہاں یہ کلمات فرماتے "اس بستی کی ایماندار قوم! تم پر سلامتی ہو۔ تمہیں وہ چیز مل گئی جس کا تم سے کل تک کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اور تمہیں مہلت دی گئی تھی۔ اور ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ خداوندا! بقیع غرقد کے مومنین کی مغفرت فرما۔ (مسلم شریف)

۵۔ قبروں پر بیٹھنے کی مذمت

قبرستان میں انتہائی احتیاط کرنی چاہیئے کہ کسی قبر پر نہ بیٹھے کیونکہ قبر پر بیٹھنے سے گناہ ہوگا اگر بیٹھنا پڑے تو ایسی زمین پر بیٹھ جائیں جہاں قبر نہ ہو اگر کسی قبر کے ساتھ

کوئی چبوترہ وغیرہ بنا ہو تو اس پر بیٹھنے میں حرج نہیں۔ میں نے کئی مرتبہ دیکھا ہے کہ قبرستان میں جب لوگ کسی میت کو دفن کرنے جاتے ہیں تو لوگ قبر پر بیٹھنے سے گریز نہیں کرتے اور اگر کسی سے نہ بیٹھنے کے لیے کہا جائے تو بڑے آرام سے کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے بھی تو مر کر مٹی ہی میں جانا ہے۔ یہ کوئی دلیل نہیں بلکہ قبرستان میں ادب کو ملحوظ خاطر رکھنا انجام بخیر کی دلیل ہے۔

بعض لوگ قبرستانوں میں جاکر نشہ کرتے ہیں یا جُوا وغیرہ کھیلتے ہیں۔ ایسے لوگ بہت ہی بُرے ہیں کہ انہیں موت کے پاس جاکر بھی بُرائی نہیں بھولتی۔ ایسے ہی بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ قبرستان میں جاکر دنیا کی اچھی بُری باتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ کسی کی غیبت کرنے سے بھی باز نہیں آتے تو اس طرح کے خلافِ شرع کام قبرستان میں منع ہیں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاَنْ یَّجْلِسَ اَحَدُکُمْ عَلٰی جَمْرَۃٍ حَتّٰی تُحْرِقَ ثِیَابَہٗ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ یَّجْلِسَ عَلٰی قَبْرٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص آگ کی چنگاری پر بیٹھے۔ حتیٰ کہ اس کے کپڑے جل جائیں تو یہ قبر دن پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔ (نسائی شریف)

ایسے ہی قبر کے ساتھ تکیہ لگانے سے منع فرمایا گیا ہے تاکہ روح کو اذیت نہ ہو۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ قَالَ رَاٰنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَّکِأً عَلٰی قَبْرٍ فَقَالَ لَا تُؤْذِ صَاحِبَ ھٰذَا الْقَبْرِ اَوْ لَا تُؤْذِہٖ۔

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ قبر پر تکیہ لگائے دیکھ کر فرمایا کہ صاحبِ قبر کو اذیت نہ دو۔ (احمد)

Marfat.com

قبر پر عورتوں کے جانے کا مسئلہ

عورتوں کے لیے بعض علماء نے زیارت قبور کو جائز قرار دیا ہے۔ در مختار نے یہی قول اختیار کیا۔ مگر عزیزوں کی قبور پر جائیں گی تو جزع و فزع کریں گی لہٰذا ممنوع ہے اور صالحین کی قبور پر برکت کے لیے جائیں تو بوڑھیوں کے لیے حرج نہیں اور جوانوں کے لیے ممنوع ہے اور بہتر یہ ہے کہ عورتیں مطلقاً منع کی جائیں اور اپنوں کی قبور کی زیارت میں تو وہی رونا ہے اور صالحین کی قبور پر یا تعظیم میں حد سے گزر جائیں گی یا بے ادبی کریں گی کہ عورتوں میں یہ دونوں باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں اس لیے قبور کی زیارت کیلئے جانا بہتر نہیں۔ اگر کوئی عورت اپنے ماں باپ بہن بھائی یا اولاد کی قبر پر چلی جائے اور وہاں آداب کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن پاک پڑھ کر ایصال ثواب کر جائے تو اس میں کچھ حرج نہیں مگر کوئی خلافِ شرع حرکت نہ کرے مگر بہتر تو یہ ہے کہ قبرستان کے باہر ہی کھڑی ہو کر ایصال ثواب کرلے۔

علامہ قطب الدین شارح مشکوٰۃ کا کہنا ہے کہ ابتدائے اسلام میں زیارت قبور کے بارے میں جو ممانعت فرمائی گئی تھی وہ عورتوں کے لیے اب بھی ہے کہ نہیں؟ اس بارے میں علماء میں اختلاف ہے علماء کا ایک گروہ عورتوں کے جانے کو جائز قرار دیتا ہے جبکہ دوسرا گروہ عورتوں کے جانے کو مطلقاً درست خیال نہیں کرتا اس کے بعد انھوں نے اپنی رائے یہ دی ہے۔ عورتوں کے لیے صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت جائز ہے اور دوسری عام قبروں پر جانے سے گریز کریں۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَقَالَ وَقَدْ رَاٰی بَعْضُ اَھْلِ الْعِلْمِ اَنَّ ھٰذَا کَانَ قَبْلَ اَنْ یُّرَخِّصَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ زِیَارَۃِ

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی خواتین پر لعنت فرمائی ہے (احمد۔ ترمذی، ابن ماجہ) لیکن صاحب ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن و صحیح ہے لیکن یہ اضافہ کیا اور بعض علماء نے فرمایا یہ حکم ابتدائی دور میں تھا لیکن جب زیارت قبر کی عام اجازت دی گئی تو اس میں خواتین اور مرد بھی شامل ہو گئے لیکن بعض علمائے حدیث نے

Marfat.com

اَلْقُبُوْرِ فَلَمَّا رَخَّصَ دَخَلَ فِيْ رُخْصَتِهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّمَا كُرِهَ زِيَارَةُ الْقُبُوْرِ لِلنِّسَاءِ لِقِلَّةِ صَبْرِهِنَّ وَكَثْرَةِ جَزْعِهِنَّ تَمَّ كَلَامُهُ

فرمایا سرکارؐ نے عورتوں کے لیے قبور کی زیارت کو ناپسند قرار دیا ہے۔ کیونکہ نہ تو وہ زیادہ صابرہ ہوتی ہیں اور نہ جزع فزع میں کمی کرتی ہیں۔

(مشکوٰۃ شریف)

۷. صاحبِ قبر کے ادب کو ملحوظِ خاطر رکھنے کی تاکید

قبر پر جاکر صاحبِ قبر کی عزت اور ادب کو اسی طرح ملحوظِ خاطر رکھو جس طرح اس کی زندگی میں رکھتے تھے لہٰذا وہاں کوئی ہنسی یا مذاق والی بات نہیں کرنی چاہیئے یعنی سنجیدگی اختیار کرنی چاہیئے، اور نہ ہی کوئی تحقیر آمیز فعل کرنا چاہیئے جو مومن کے اکرام و شرف کے منافی ہو اس ادب کی سند حضرت عائشہؓ کی یہ روایت ہے:۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِيْ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنِّيْ وَاضِعٌ ثَوْبِيْ وَاَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِيْ وَاَبِيْ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ مَا دَخَلْتُهُ اِلَّا وَاَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِيْ حَيَاءً مِنْ عُمَرَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب میں اپنے حجرہ میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں، آتی تو اپنی اوڑھنی اتار کر رکھ دیتی تھی اور یہ کہتی کہ یہاں میرے شوہر اور میرے والد آرام فرما ہیں لیکن جب وہاں حضرت عمرؓ دفنا دیے گئے تو خدا کی قسم! میں اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر چادر سے خوب ڈھک کر حضرت عمرؓ سے حیا کرتے ہوئے حجرہ میں آتی ہوں

بعض لوگ بظاہر دنیا سے کنارہ کش ہو کر قبرستانوں میں ڈیرہ لگا لیتے ہیں اور وہاں رہائش اختیار کر لیتے ہیں۔ علماء نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ قبرستان کی زمین کو ذاتی استعمال میں لانا درست نہیں کیونکہ قبرستانوں میں رہائش اختیار کرنے سے قبروں کا ادب ملحوظِ خاطر نہیں رہتا۔

۸. قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت

قبرستان میں یا کسی اور مقام پر قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا منع ہے۔ یعنی اگر قبرستان میں کوئی جگہ خالی ہو اور آپ اس پر نماز پڑھنا چاہیں تو دیکھ لیں

Marfat.com

کہ اس کے آگے قبر تو نہیں۔ کیونکہ اگر آگے قبر ہو گی تو نماز نہیں ہو گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبرستان کے بیچ میں جہاں قبریں ہوں نماز نہ پڑھیں البتہ قبرستان کے ساتھ اگر کوئی علیحدہ جگہ صرف نماز کے لیے بنائی گئی ہو، جس کے ارد گرد اتنی اونچی چار دیواری ہو جس سے آگے، دائیں اور بائیں کی قبریں نظر نہ آتی ہوں تو وہاں نماز پڑھ لینا درست ہے۔

عَنْ اَبِیْ مَرْثَدٍ کَنَّازِ بْنِ الْحُصَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَاتُصَلُّوْا اِلَی الْقُبُوْرِ وَلَا تَجْلِسُوْا عَلَیْھَا۔

حضرت ابو مرثد کناز بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ نہ قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔

(مسلم شریف)

۹۔ قبرستان کو مٹا کر مسجد بنانے کی ممانعت

قبروں کے اوپر یا ان کو مٹا کر ان کے اوپر مسجد بنانا منع ہے

اگر کوئی قبرستان یا قبر خود بخود زمانے کے نشیب و فراز کی وجہ سے مٹ گئی اور وہاں قبر معلوم نہ ہو تو اس پر مسجد بنا سکتے ہیں کیونکہ اس کا حکم عام زمین کے ضمن میں آجائے گا خود قبروں کو مسمار کر کے یا ان کے اوپر چھت ڈال کر مسجد بنانا خلافِ شرع ہے اور ایسا کرنا باعثِ ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کے اوپر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاَرْضُ کُلُّھَا مَسْجِدٌ اِلَّا الْمَقْبَرَۃَ وَ الْحَمَّامَ

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساری دنیا سجدہ گاہ ہے سوائے مقبرے اور غسل خانے کے

(ابو داؤد، ترمذی، دارمی)

اس حدیث سے یہ بات عیاں ہے کہ قبر کے اوپر سجدہ گاہ نہیں بنائی جا سکتی۔ ایسے

ہی ابوداؤد کی ایک روایت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو مسجد بنا لینے پر لعنت فرمائی ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّصَلّٰى فِىْ سَبْعَةِ مَوَاطِنَ فِى الْمَزْبَلَةِ وَالْمَجْزَرَةِ وَالْمَقْبَرَةِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيْقِ وَفِى الْحَمَّامِ وَفِىْ مَعَاطِنِ الْاِبِلِ وَفَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللّٰهِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے:۔

۱۔ کوڑا گھر ۲۔ قربان گاہ
۳۔ مقبرہ ۴۔ چوراہے
۵۔ غسل خانے ۶۔ اونٹوں کے باندھنے کی جگہ ۷۔ اور خانہ کعبہ کی چھت پر (ترمذی، ابن ماجہ)

۱۰۔ قبرستان کے متفرق آداب

جس طرح شریعت کی رُو سے قبروں پر بیٹھنا منع ہے۔ ایسے ہی ان پر سونا اور ان کے ساتھ ٹیک لگانا بھی آداب کے خلاف ہے۔ قبروں کے اوپر سے پھلانگنا بھی ناجائز ہے کیونکہ بعض لوگوں کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ وہ قبرستان میں اپنے کسی عزیز و متعلق کی قبر تک پہنچنے کے لیے درمیان کی قبروں کو بلا تکلف روندتے ہوئے چلتے ہیں بلکہ قبروں کو پھلانگتے ہیں یہ بات انتہائی غلط ہے۔ لہٰذا قبروں پر پاؤں رکھنے سے ہر ممکن بچنا چاہیے۔

قبرستان میں استنجا کرنا بہت ہی قابلِ مذمت فعل ہے۔ بعض قبرستانوں میں درخت وغیرہ لگے ہوتے ہیں تو انھیں کاٹنا نہیں چاہیئے۔ گری ہوئی قبر کو درست کرنا بہتر ہے تاکہ قبر کا نشان باقی رہے۔ قبر کے تعویذ کو زمین سے ایک بالشت اونچا بنانا سنت ہے کسی قبر کو پاؤں سے ٹھوکر نہیں لگانی چاہیئے۔ قبر پر قبر کھودنے سے گریز کرنا چاہیئے۔ اگر قبر کھودتے وقت کسی پہلے مردے کی ہڈیاں نکل آئیں تو انھیں کسی مقام پر دفن کر دینا چاہیئے۔ قبرستان کو چراگاہ نہیں بنانا چاہیئے۔ قبر کو مردہ خور جانوروں اور کتوں سے محفوظ کرنا چاہیئے

Marfat.com

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر لحاظ سے مردہ کی تحقیر کی ممانعت فرمائی ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهٖ حَيًّا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں، کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مُردہ کی ہڈی کو توڑنا ایسا ہی ہے جیسا کہ زندہ شخص کی ہڈی کو توڑنا۔ (مالک، ابوداؤد، ابن ماجہ)

Marfat.com

تذکرہ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیرتِ غوثِ اعظمؒ

عالم فقری

ناشر

ادارہ پیغام القرآن، چاہ میراں۔ لاہور

Marfat.com

علامہ فقری کی تصانیف

احکامِ حج	نمازِ حنفی
احکامِ روزہ	نمازِ مترجم
احکامِ زکوٰۃ	احکامِ نماز

اذکارِ قرآنی	گلزارِ صوفیاء	اللہ سے دوستی	روحانی عملیات
اللہ کا فقیر	اسمِ اعظم	اللہ میری توبہ	اولیائے پاکستان
روحانی اثری	احکامِ طہارت	پیارے رسول پیاری دعائیں	تذکرہ علی احمد صابر کلیری
آدابِ سنت	اقوالِ تصوف	پیغامِ مصطفےٰ	روحانی اعتکاف
ہمارا اخلاق	اخلاقِ حسنہ	سنی بہشتی زیور	برکاتِ درود
منازلِ ولایت	خزینہ اخلاق	سنی فضائلِ اعمال	فقری مجموعہ وظائف
فقری وعظ	خزینۃ القلوب	خزینہ درود شریف	نماز کی کتاب

شبیر برادرز
اردو بازار - لاہور

Marfat.com

حقوقِ والدین الموسوم

ماں باپ کی خدمت

مرتبہ

عالم فقری

پیغام القرآن چاہ میراں لاہور

Marfat.com